شیعہ اور قرآن

معروف بہ

تنبیہ الحائرین

از:

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد عبد الشکور فاروقی نور اللہ مرقدہ

ناشر

مکتبہ فاروقیہ ۵۰/۲۲ دریائی ٹولہ لکھنؤ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

شیعہ اور قرآن

موسوم بہ

"تنبیہ الحائرین"

از

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی

نور اللہ مرقدہ

باہتمام

مولانا عبدالعلیم فاروقی دارالمبلغین لکھنؤ

ناشر

مکتبہ فاروقیہ ۲۲/۵ دریائی ٹولہ لکھنؤ

METROPOLITAN
TORONTO
LIBRARY
Languages

URD Cop.1

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— شیعہ اور قرآن

نام مصنف ——— امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبد الشکور فاروقی

صفحات ———

طباعت ——— نشاط پریس ٹانڈہ ضلع فیض آباد (یو۔پی)

تعداد ——— ایک ہزار ۱۰۰۰

سنہ طباعت ——— ۱۴۰۳ھ م ۱۹۸۳ء

قیمت ——— بارہ روپے ۱۲

ملنے کے پتے

297.82
FAR

مکتبہ فاروقیہ ۲۲۰/۵۰ دریائی ٹولہ لکھنؤ ۳
مکتبہ البدر دار العلوم فاروقیہ کاکوری ضلع لکھنؤ
مکتبہ اسلام ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ ۱
مکتبہ الفرقان نظیر آباد لکھنؤ
مکتبہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

MAR 14 1985

فہرست مضامین

"شیعہ اور قرآن"

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱	پیش لفظ	۵
۲	افتتاحیہ	۹
	مقدمہ	
۳	موعظۂ تحریف کی تمہید کا جواب	۱۵
	بحث اوّل	
۴	شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے	۲۷
۵	قرآن شریف کے کم کیے جانے کی روایتیں	۲۹
۶	قرآن شریف میں بڑھائے جانے کی روایتیں	۳۵

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۷	قرآن شریف کے حروف والفاظ بدلے جانیکی روایتیں	۳۷
۸	علمائے شیعہ کے تینوں اقرار	۴۰
	بحث دوم	
۹	اہل سنت کے یہاں نہ تحریف کی کوئی روایت ہے نہ ان کا کوئی متنفس کبھی تحریف کا قائل ہوا	۵۶
۱۰	**"آغاز مقصد"**	۵۷
۱۱	حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت	۶۲
۱۲	حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کے جوابات	۶۷
۱۳	تکملہ تنبیہ الحائرین موسوم بہ تفضیح الحائرین	۱۲۱

پیش لفظ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلیاً ومسلماً

امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری کی عبقری شخصیات میں شمار کئے جاتے ہیں اور اصحابِ رجال میں مہتم بالشان مقام رکھتے ہیں حضرت مولاناؒ نے اپنی پوری زندگی دین کے لئے وقف کی اور اعلاءِ کلمہ حق کو اپنی حیات کا بہترین مشغلہ قرار دیا چونکہ اس دور میں شیعیت کے اثرات نمایاں طور پر پائے جاتے تھے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے عالی مقام خاندان کی محنتوں پر رفض و بدعات کی دبیز چادر پڑ چکی تھی قریب تھا کہ مسلمان اپنے اکابر کی پرخلوص مساعی فراموش کر دیں اور شیعہ اُمراء کے دبدبہ کا شکار ہو کر کتاب و سنت کی روح اہلِ سنت کے قلوب سے نکل جائے۔ ایسے پرآشوب و پرخطر دور میں کلمۂ حق کا اظہار کرنا اپنے آپ کو ہزار مصیبتوں کے حوالے کرنے کے مرادف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اور خواص تبلیغِ دین کے معاملہ میں مثبت روش اختیار فرماتے تھے اور عقائد کی تبلیغ میں بہت سوچ سمجھ کر بڑھتے تھے۔ ایسے افراد کی روز بروز کثرت ہوتی جا رہی تھی جو بے باکانہ طور پر شیعوں کو اسلامی فرقہ قرار دے کر ان سے مسلمانوں جیسے معاملات برتنے پر اصرار کرتے تھے اور علماءِ شیعہ اپنے مذہب کی شدید تاکید[1] کی بناء پر اپنا اصلی مذہب صیغۂ راز میں رکھتے تھے جس کی بناء پر سنیوں کا شیعوں کے ہم عقیدہ

---

[1] اصول کافی صحیحِ مذہبِ شیعہ کی بڑی معتبر کتاب ہے ص۴۸۵ پر امام جعفر صادق سے روایت ہے عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ (ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک تم لیسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

وہم رنگ ہوجانا بالکل آسان ہوگیا تھا۔

علماء اسلاف نے شیعوں کی رد میں جو کچھ کام کیا ہے اس کا زیادہ تر حصہ دفاعی ہے اور مذہب شیعہ کی رد میں ان کا روئے سخن فروعی مسائل سے متجاوز نہ ہو سکا۔ غالباً اس کی وجہ یہی ہے کہ شیعوں نے نہایت چالاکی کے ساتھ اپنے مذہب کے اصول کو چھپایا اور عام طور پر ان کی کتابیں بھی وہ مسائل نہ آئے جن سے اُن کے ایمان و اسلام کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ استاذ العلماء علامہ بحر العلوم فرنگی محلی کو کسی طرح شیعوں کی تفسیر "مجمع البیان" دیکھنے کو مل گئی (اگرچہ اس تفسیر کے مصنف ان چار اشخاص میں سے ہیں جو مذہب شیعہ کے خلاف عقیدہ تحریف قرآن کو بڑے احتیاط کے ساتھ پیش کرتے ہیں) تو علامہ موصوف نے اپنی کتاب "شرح مسلم الثبوت" میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا اور تحریر فرمایا:

"قرآن پاک کے ایک حرف میں جو شک کرے وہ قطعاً کافر ہے"

امام اہل سنت علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر کی تحقیقات کو پیش نظر رکھکر اہل سنت وجماعت کی نصرت وحمایت میں اسلاف کی جانشینی کا پورا پورا حق ادا کیا اور بلا خوف لومۃ لائم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ سے مسلمانوں کو واقف کرانے کی بھرپور جد وجہد فرمائی۔ مذہب شیعہ کا بطلان اور اس مذہب کی اصلی تصویر اس طرح پیش کر دی کہ آئندہ اس موضوع پر تحقیقی کام کرنے والے حضرت والا کی تحقیقات عالیہ سے استفادہ کئے بغیر کوئی معتبر خدمت انجام نہ دے سکیں گے۔ یوں تو امام اہل سنت رح نے "مذہب شیعہ" کے تمام اصولی وفروعی مسائل کا مکمل رد کیا ہے لیکن عقیدہ "تحریف قرآن" اور مسئلہ امامت کو اپنا مرکز نظر بنا کر ثابت کر دیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عقیدۂ امامت کی بنیاد پر ختم نبوت کا عقیدہ شیعی نقطۂ نظر سے ایک لفظ بے معنیٰ ہے۔

زیر نظر کتاب "شیعہ اور قرآن" جو پہلی مرتبہ ۱۳۳۶ھ میں "النجم" کے صفحات پر "تنبیہ الحائرین" کے نام سے جستہ جستہ شائع ہوئی اور بعد میں ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں اسی نام کے ساتھ کتابی شکل میں ادارہ "النجم" نے شائع کی۔ بعد میں جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ آخری مرتبہ "شیعہ اور قرآن" کے نام سے عمدۃ المطابع پریس سے

اشاعت پذیر ہوئی۔

حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے جب یہ اعلان فرمایا کہ "شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے" تو شیعی دنیا میں زلزلہ آجانا قرین قیاس تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی شیعوں کے مایۂ ناز علماء اپنی قوتوں کے ساتھ سرگرم عمل نظر آنے لگے اور ہرچند انھوں نے کوشش کی کہ کسی طرح اہل سنت کے اس چڑھتے ہوئے سورج کا مقابلہ کر کے اس کی شعاعوں کو بے اثر بنا دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے جن بندوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لینا ہوتا ہے ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں بمقام امروہہ ضلع مرادآباد شیعوں کے سب سے بڑے عالم اور خاندانِ اجتہاد کے چشم و چراغ "مولوی سبط حسن صاحب" سے مسئلہ تحریف قرآن پر بڑے معرکہ کا مناظرہ[1] ہوا اور اس موضوع پر شیعوں کی کچھ نہ چل سکی خود انھوں نے محسوس کر لیا کہ واقعی اس مسئلہ پر مناظرہ کرنے سے اپنی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

پھر کچھ دنوں کے بعد پنجاب کے ایک مجتہد "مولوی سید علی حائری" غیرت ملی سے سرشار ہو کر نمودار ہوئے اور انھوں نے "موعظۂ تحریف" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں حسب عادت تبرا بازی، دشنام طرازی اور اسی قسم کی اور بہت سی باتیں لکھیں نیز دھوکہ اور فریب دینے کے لیے دعویٰ کیا کہ اہل سنت کا بھی ایمان قرآن پاک پر نہیں ہے اور ثبوت میں "اختلاف قرأت یا نسخ آیات" کی روایات پیش کر کے بڑا ناز فرمایا جس کے جواب میں امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی رحمہ نے "تنبیہ الحائرین" لکھ کر حائری صاحب کی لن ترانیوں کی حقیقت واضح کر دی اور روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن پاک پر ہونا ناممکن ہے برخلاف اس کے سنیوں کا قرآن پاک پر ایمان ہونا لازمی ہے جیسا کہ آپ کو آئندہ صفحات میں معلوم ہوگا۔

---

[1] اس مناظرہ میں فخر المحدثین استاذ والشائخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ نے بھی شرکت فرمائی اور حضرت نے امام اہل سنت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی رحمہ کو اہل سنت کی طرف سے ان الفاظ کے ساتھ مناظر منتخب کیا کہ ان کی ہار ہماری ہار ہے اور ان کی جیت ہماری جیت ہے۔

چونکہ موصوف صاحب نے اپنی کتاب "موعظۂ تحریف" میں شیعوں کے مذہب کا عقل و نقل کے مطابق ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے امام اہل سنتؒ نے اپنی کتاب کے آخری صفحات میں شیعوں کے اصولی و فروعی چالیس مسائل انھیں کی معتبر کتب سے پیش کر کے مذہب شیعہ کا ابطال کرتے ہوئے اس مذہب کا عقل و نقل کے خلاف ہونا ثابت کر دیا ہے۔

ہم نے اس وقت اس کتاب کو اس لئے شائع کیا کہ اس زمانہ میں اگرچہ بہت کچھ کام ہو چکا مگر پھر بھی اصولی طور پر شیعوں کے ایمان بالقرآن کی اصل حقیقت سے کما حقہٗ واقفیت نہیں ہے عوام تو عوام ہیں علماء بھی اس مسئلہ میں کوئی خاص بصیرت نہیں رکھتے۔ یہ کتاب بفضلہٖ تعالیٰ اپنی جامعیت کے اعتبار سے یکساں طور پر عوام و خواص کے لئے مفید و کار آمد ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو حضرت امام اہل سنتؒ کی تحقیقات عالیہ کی اشاعت کی توفیق نصیب فرمائے اور پوری امت کو زیادہ سے زیادہ نفع اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکپائے امام اہل سنتؒ

عبد العلیم فاروقی

خادم دار المبلغین پاٹانالہ لکھنؤ

٨ ربیع الثانی ١٤٠٢ھ

افتتاحیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی حمد و ثنا اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے قرآن مجید پر ایمان لانے کی ہمیں توفیق دی اور اس مقدس کتاب کی خدمتیں بلا شرکت غیرے ہمیں سے لیں ہمارے ہی سینوں اور سفینوں کو اس کا محافظ بنایا اور ہماری گردنوں میں اس کے عشق و محبت کا طوق پہنایا! صلوٰۃ و سلام ہو اس امام الرسل پر جس کے وسیلہ سے یہ پاک کتاب ہم کو ملی جس نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی کہ ہر زمانے میں تمہاری بہترین نسلیں اس امانت الٰہی کی حفاظت کریں گی اور اس کے دشمن تمہارے ہاتھوں سے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے رہینگے اور خدا کی رحمت بیحساب نازل ہو ان کے آلِ اخیار خصوصًا صحابہ کبار پر جن کے نقل و روایت سے قرآن شریف بلکہ دین و ایمان کی ہر چیز ہم تک پہونچی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا

امّا بعد! ہندوستان کے تمام باخبر اصحاب اس بات سے واقف ہیں کہ تقریبًا بیس بائیس سال سے النجم میں نہایت کامل تحقیقات کی بنیاد پر پے در پے یہ اعلان ہو رہا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے، یہ بھی اعلان دیا گیا کہ اگر کوئی مجتہد شیعہ اس بات کا اطمینان دلا دیں کہ شیعہ ہونے کے بعد قرآن مجید پر ایمان ہو سکے گا تو قسم ہے رب العرش کی ہم اسی وقت فی الفور شیعہ ہونے کے لئے آمادہ ہوں۔ ان اعلانات سے سرزمین ہند کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا مگر کسی شیعہ مجتہد کی رگ حمیت کو جنبش نہ ہوئی، ایڈیٹر صاحبان اصلاح و الشمس زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ملاتے تھک کر خاموش ہو گئے مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا سوا اسکے

کہ الزام اور قوی ہو گیا، جرم اور سنگین بن گیا، صاف صاف بایں الفاظ ان کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ یہ قرآن چند جہلائے عرب کا جمع کیا ہوا ہے اس پر اعتراض نہ ہو تو کیا ہو، نعوذ باللہ منہ۔

آخر آخر میں امروہہ ضلع مرادآباد کے شیعوں کو کچھ غیرت آئی اور دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں ایک بڑے معرکہ کا مناظرہ ہوا، وہاں میں نے یہ قیامت خیز سوال پیش کیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ہے یا ہو سکتا ہے اور صرف سوال ہی نہیں بلکہ مذہب شیعہ کا مکمل فوٹو کھینچ کر سب کے سامنے رکھ دیا گیا کہ یہ وجوہ ہیں جن سے شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے، شیعہ مناظر یعنی صدر الافاضل مولوی سبط حسن صاحب مجتہد جو حائری صاحب مجتہد پنجاب سے علمی قابلیت میں بدرجہا فوقیت رکھتے ہیں، اس سوال کے جواب میں چار روز تک سرگردان و پریشان رہے مگر وہ بجائے نبرد عظیم شکست عظیم اعدائے قرآن کریم کو اس مناظرہ میں ہوئی سارا زمانہ جانتا ہے۔ ختم مناظرہ کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر ہماری طرف سے وہ سوال مع ان وجوہ کے چھاپ کر شائع کر دیا گیا اور اعلان دے دیا گیا کہ شیعوں کے قبلہ و کعبہ نے اگر کوئی جواب اس سوال کی وجوہ کا مناظرہ میں دیا ہو یا اب اپنے علماء و مجتہدین کی متفقہ قوت سے مدد لیکر دے سکتے ہوں تو اسکو جلد سے جلد چھاپ کر شائع کر دیں مگر اب تک کہ چوتھا[1] سال ختم ہونے کو ہے صدائے برنخاست۔

پھر یہی اعلان کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے بمبئی میں بھی دیا گیا اور بڑے بڑے شیعہ تاجر وں کے سامنے جن کو ملک التجار کہنا چاہئیے آواز بلند کہا گیا کہ وہ اپنے مکان پر کسی شیعہ مجتہد کو بلا لیں میں بھی بلا تکلف آجاؤں گا اس مسئلے کا پورا اطمینان کر لیں مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی۔

پھر یہی اعلان پنجاب میں اور پنجاب کے صدر مقام لاہور میں دیا گیا، لاہور با وجودیکہ مجتہد پنجاب جناب حائری صاحب کا مستقر ہے، مگر وہاں بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

واقعی یہ مسئلہ اسی قابل ہے کہ اس کا جس قدر اعلان دیا جائے کم ہے اور اس کی تحقیقات میں جتنی کوشش کی جائے بجا ہے کیونکہ اس مسئلہ نے مذہب شیعہ کی حقیقت بالکل بے پردہ کر دی جب قرآن پر ایمان نہیں تو وہ کیا گیا دنیا میں، کوئی بیوقوف بھی اس شخص کو جس کا ایمان قرآن پر نہ ہو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ صدیوں تک شیعوں کا یہ عقیدہ تقیہ کے پردے میں رہا، عام طور پر علمائے اہلسنت کو اس کی خبر نہ ہوئی اسی وجہ سے شیعوں کی تکفیر میں اختلاف رہا۔ ملک العلماء علامہ بحر العلوم فرنگی محلی کو شیعوں کی تفسیر مجمع البیان کہیں سے دیکھنے کو مل گئی تو اس تفسیر کا مصنف

[1] اب اس اعلان کو ۶۰ سال ہو گئے ۱۲

منجملہ ان چار اشخاص کے ہے جو اپنے مذہب کے خلاف قرآن پر ایمان رکھنے کے مدعی ہوئے ہیں، اور عقیدۂ تحریف کو بہت ہلکا کر کے دکھلاتے ہیں تاہم اس تفسیر کے دیکھنے سے علامہ ممدوح کو تھوڑا اور بہت تھوڑا استراغ شیعوں کے اس عقیدہ کا ملگیا اور انھوں نے بڑے زور سے اپنی مشہور کتاب شرح مسلم الثبوت میں ان کے کفر کا فتویٰ دیا اور لکھا کہ قرآن شریف کے ایک حرف میں جو شک کرے وہ قطعاً کافر ہے۔

اس مسئلہ نے اب دوسرے مسائل میں شیعوں سے بحث کرنیکی حاجت نہیں رکھی اب نہ شیعوں سے مطاعن صحابہؓ کی بابت بحث کرنیکی حاجت نہ مسئلۂ امامت و خلافت کے بحث کی ضرورت نہ توہین انبیا میں ان سے الجھنے کی حاجت نہ متعہ و زنا و شراب خوری و تقیہ وغیرہ پر رد و کد کی حاجت، جب ان کا ایمان ہی قرآن شریف پر نہیں ہے تو ان مباحث سے ان کو کیا تعلق ؎

چوں ترکِ قرآن کردہ آخر مسلمانی کجا   خود شیع ایمان گشتۂ پس نورِ ایمانی کجا

ممکن ہے کہ یہ مسئلہ عوام کی سمجھ میں آجائے تو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنے کیونکہ غالباً اکثر عوام نے اس مذہب کو اسلام کی شاخ سمجھ کر اختیار کیا ہے علمائے شیعہ اپنے مذہب کی اصلی باتیں اپنے لوگوں سے بھی چھپاتے ہیں ان کے ائمہ معصومین نے ان کو مذہب کے چھپانے کی بڑی تاکید کی ہے، امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ اے شیعو! تمھارا مذہب ایک ایسا مذہب ہے کہ جو اسکو ظاہر کریگا اللہ اسکو ذلیل کریگا اور جو اسکو چھپائیگا اللہ اسکو عزت دیگا (دیکھو اصول کافی صفحہ ۴۸۶) یہ مسئلہ اب منقح بھی خوب ہو گیا ہے، ہر پہلو سے اس کی تحقیقات نہایت کامل ہو گئی ہیں ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس مسئلہ میں قول فیصل بآسانی معلوم کر سکتا ہے، علمائے اہلسنت میں علامہ خواجہ نصر اللہ کابلی نے صواقع میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ میں مولانا سیف اللہ ابن اسد اللہ ملتانی نے تنبیہ السفیہ رد صوارم میں مولانا حیدر علی نے منتہی الکلام و ازالۃ الغین میں مولانا احتشام الدین صاحب مراد آبادی نے نصیحۃ الشیعہ میں اس مسئلہ پر خامہ فرسائی فرمائی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، اور علمائے شیعہ میں مرزا احمد کشمیری نے نزہہ میں، مولوی دلدار علی مجتہد اعظم نے صوارم میں شیعوں کے امام عالی مقام ان کے رئیس المناظرین مولوی حامد حسین نے استقصاء الافحام میں اس مسئلہ پر طبع آزمائی کی اور ان سب کے بعد اس حقیر نے النجم میں بہت بسط و تفصیل سے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر تحقیق کی روشنی ڈالی وکم ترک الاول للآخر کما لایخفی علی المتتبع الماہر۔

نوبت تا بیں اگلوں نے پچھلوں کیلئے چھوڑ دی ہیں چنانچہ جس شخص نے مذکورہ بالا تمام تحریرات دیکھی ہوں اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں ۱۲

مجتہد پنجاب جناب حائری صاحب جن کے فرزند ارجمند ان کو ان خطابات سے یاد کرتے ہیں اعلیحضرت رئیس الشیعہ، مدار الشریعہ، حجۃ الاسلام، نائب امام، سلطان المحدثین والمفسرین محی الملۃ والدین سرکار شریعت مدار علامہ السید علی الحائری مجتہد العصر والزمان، خدا جانے کس غار سامرہ میں راحت فرما رہے تھے کہ نہ انکو انجمن کے زلزلہ افگن مباحث کی خبر ہوئی نہ امروہہ کا قیامت خیز مناظرہ آپ کی نظر سے گذرا جس کا ماتم ابتک شیعی دنیا میں برپا ہے نہ اس ناچیز کے ان مواعظ کا علم ہوا جو خاص لاہور میں ان کے امامباڑہ کے قریب ہوئے۔ اب ایک مدت دراز کے بعد آپ اس غار سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک مختصر رسالہ جو انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور نے شائع کیا ہے آپکی نظر سے گزرتا ہے اس رسالہ میں بہت مختصر طریقہ سے محض عوام کی آگاہی کے لئے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس رسالہ کے مطالعہ سے حائری صاحب کو بڑی غیرت آئی اور آپ جلدی سے وہ رسالہ ہاتھ میں لے کر وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بزعم خود محققانہ طرز سے اس کا رد کر ڈالتے ہیں اور انکے فرزند ارجمند اسکو ایک رسالہ کی شکل میں چھپوا کر شائع کرتے ہیں اور اس کا نام موعظہ تحریف قرآن رکھتے ہیں، اول تو تحریف کا لفظ قرآن شریف کے نام کے ساتھ دیکھکر اہل ایمان کا خون یونہی جوش کرتا ہے پھر اس پر طرہ یہ کہ آجکل فتنہ ارتداد کی وجہ سے آریوں اور مسلمانوں میں مقابلہ ہو رہا ہے۔ آریوں کو کس قدر مدد اس رسالہ سے ملی ہمیشہ شیعوں کی عادت رہی ہے کہ جب مسلمانوں اور کافروں سے مقابلہ ہوا تو اس فرقہ نے کافروں کا ساتھ دیا انکو مدد پہنچائی ہزار ہا خونیں واقعات اس قسم کے صفحات تاریخ میں مرقوم ہیں اسی لئے علامہ ابن تیمیہ منہاج السنہ میں لکھتے ہیں وبالجملۃ فایا ھم فی الاسلام کلھا سود لم یزالوا موالین لاعداء اللہ معادین لاولیائہ یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان شیعوں کے دن اسلام میں سب کے سب تاریک ہیں یہ لوگ ہمیشہ دشمنان خدا سے دوستی اور دوستان خدا سے دشمنی کرتے رہے، خدا کی قدرت اور اسکی غیرت تو دیکھو جو لوگ اس کے دوستوں کی مخالفت کرتے ہیں انکو کسطرح اعلان جنگ دیتا ہے بہترین انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے دشمنوں کو اس نے کس طرح صحابہ کرام کے مقابلہ سے اپنی مقدس کتاب کے مقابلہ میں لا کر ڈال دیا ہے کہ ہمارے نبی کے اصحاب سے تم کیا لڑتے ہو آؤ ہم سے لڑو اور ہماری کتاب کا مقابلہ کرو اور اس کا مزہ چکھو۔ کفی اللہ المومنین القتال اہل ایمان کی طرف سے لڑنے کو اللہ کافی ہے **لہذا** اب ہم کو لازم ہے کہ شیعوں کو کسی دوسرے مسئلہ میں ہرگز گفتگو نہ کرنے دیں انکو خدا کی کتاب کے مقابلے سے ہٹنے کی مہلت نہ ملے اور اس سنگین قلعہ سے ٹکرا ٹکرا کر ان کے سر پاش پاش ہو جائیں۔

[illegible]

ایک بات اس مقام پر غور طلب ہے، وہ یہ کہ آیا ان دونوں باتوں میں اصل اور مقدم کون ہے اور نتیجہ کون ہے آیا اس فرقہ کو اصالۃً عداوت قرآن کریم سے ہے اور قرآن کریم کے مجروح کرنے کے لئے اس کے راویوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کئے گئے یا اصالۃً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عداوت ہے اور ان کی ضد میں قرآن شریف پر حملے کئے گئے اور قرآن پر ایمان نہ رہا، راقم الحروف کی تحقیق میں اول الذکر بات صحیح ہے کیونکہ کسی کو کسی سے عداوت ہونے کیلئے بنائے خصومت ضروری ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بنائے خصومت کوئی بھی نہیں انہوں نے شیعوں کو کیا نقصان پہنچایا شیعوں کا تو اس وقت وجود بھی نہ تھا، ہاں قرآن شریف سے بنائے خصومت ظاہر ہے کہ جس مذہب کی بنیاد ابن سبا اور اسکی ذریت ڈال رہے تھے قرآن شریف اس کی مزاحمت کر رہا ہے بہر حال کچھ بھی ہو خواہ عداوتِ قرآن اصل ہو یا عداوتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نتیجہ ایک ہے یہ دونوں عداوتیں لازم ملزوم ہیں جیسا کہ اب آنکھوں سے مشاہدہ ہو رہا ہے۔

المختصر یہ رسالہ "موعظہ تحریف قرآن" اشاعت سے بہت دنوں بعد اب مجھے ملا میں نے اسکو دیکھا تو اول سے آخر تک جھوٹے حوالوں، خیانتوں، غلط استدلالوں اور بے علمی کی باتوں سے لبریز پایا، استقصاء الافحام کے مضامین مکذوبہ و مردودہ کا اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے اور افسوس کہ وہ ترجمہ بھی صحیح نہیں پھر جو جواب ان مضامین کا النجم میں دیا گیا اس کا تو کہیں خفیف سا ردّ بھی نہیں ان مضامین کے علاوہ اگر کوئی بات حائری صاحب نے اپنی طرف سے بڑھائی ہے تو وہ ایسی ہے کہ عالم تو کیا کوئی جاہل بیوقوف بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

جا بجا حائری صاحب خود ایسی باتیں بھی زیب رقم فرما گئے ہیں جن سے مذہب شیعہ کا گھر زندہ بالکل مٹا جاتا

لے ناواقفوں کے سامنے شیعہ قطعی انکار کر دیتے ہیں کہ ابن سبا سے ہمیں کوئی تعلق نہیں لہذا اس وقت ان کی ایک معتبر کتاب کا حوالہ دیا جاتا ہے رجال کشی (جس پر اسماء الرجال شیعہ کا دارومدار ہے) کے صفحہ ۷۱ میں ہے کہ ذکر بعض اهل العلم ان عبد الله ابن سبا كان يهوديا فاسلم ووالى عليا عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته فى يوشع بن نون وصى موسى بالغلو فقال فى اسلامه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وآله فى على عليه السلام مثل ذلك وكان اول من اشهر بالقول بفرض امامة على واظهر البراءة من اعدائه وكاشف مخالفيه واكفرهم فمن ههنا قال من خالف الشيعة ان اصل التشيع والرفض ماخوذ من اليهودية (ترجمہ) بعض اہل علم نے بیان کیا کہ عبد اللہ ابن سبا یہودی تھا پھر وہ اسلام لایا اور علیؓ سے محبت کی اور حالت یہودیت میں یوشع ابن نون وصی موسیٰ کے بارہ میں بہت غلو کرتا تھا پھر وہ اپنے اسلام کے زمانہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علیؓ کے متعلق بھی ویسا ہی غلو کرنے لگا اور یہ ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے امامت علیؓ کے فرض ہونے کو مشہور کیا اور ان کے دشمنوں سے تبرا کیا اور ان کے مخالفوں سے کھل کھیلا اور ان کو کافر کہا اسی وجہ سے جو لوگ مذہب شیعہ کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ تشیع اور رفض کی بنیاد یہودیت سے لی گئی ہے

ہے فالحمد للہ بخز بجون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین۔

چونکہ اس رسالہ سے بعض لوگوں کے بہک جانیکا اندیشہ تھا اور مجتہد صاحب کو اسپر ناز بھی بہت ہے جا بجا اسکی لاجوابی کا راگ گایا ہے اور بڑی تحدی کے ساتھ لکھا ہے کہ کوئی شخص اس کا جواب نہیں لکھ سکتا یہ بھی لکھا ہے کہ ہم جواب کے منتظر ہیں اسلئے اسکے جواب کیطرف توجہ کی گئی اور چونکہ بمقام ڈیرہ غازی خاں حائری صاحب نے میرے مقابلہ میں تقریری مناظرہ سے فرار کرتے ہوئے تحریری مناظرہ کا وعدہ کیا تھا گو اس وعدے سے بھی اسوقت انحراف کر گئے پھر لاہور پہنچکر بھی ان سے مطالبہ کیا گیا لیکن وہ ایفا نہ کرسکے تاہم اس خیال سے کہ شاید اب اسکا ایفا کریں میں نے خود اسکا جواب لکھا ورنہ بہت ممکن تھا کہ کسی طالب علم سے اس کا جواب لکھوا دیا جاتا نام اس جواب کا میں نے **تنبیہ الحائرین بجبایۃ الکتب المبین** اور لقب **سوط العذاب علی اعداء الکتاب** رکھا۔ مجتہد پنجاب ابجی اور اپنے فرقہ کے تمام علماء و مجتہدین کی پوری طاقت صرف کرکے اس کا جواب **لکھیں** بلکہ ارواح طیبہ ابن سبا اور زرارہ و ابو بصیر وغیرہم بلکہ اپنے امام غائب کو بھی اپنی مدد کے لئے بلائیں ادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔

اس رسالہ میں چونکہ مجتہد صاحب نے شروع میں ایک تمہید لکھی ہے اس کے بعد یہ بحث اٹھائی ہے کہ شیعوں پر یہ بیجا الزام ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہوسکتا، کوئی شیعہ تحریف قرآن کا قائل نہیں ہے بلکہ اہلسنت کی روایات سے تحریف قرآن ثابت ہے لہذا میں اس جواب کو ایک مقدمہ اور دو بحثوں اور ایک خاتمہ پر تقسیم کرتا ہوں **مقدمہ** میں ان کی تمہید کا جواب ہے، اور **پہلی بحث** میں یہ ثابت کیا ہے کہ بلاشک کسی شیعہ کا ایمان قرآن مجید پر نہیں ہوسکتا، جو شیعہ ایمان بالقرآن کا دعویٰ کرتا ہے وہ موافق اپنی مذہبی تعلیم کے جھوٹ بولتا ہے ——

دوسری بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ اہل سنت پر یہ بہتان لگانا کہ معاذ اللہ ان کی کسی روایت سے تحریف قرآن ثابت ہوتی ہے یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو قیامت تک کبھی فروغ نہیں پاسکتا **خاتمہ** میں کچھ لطائف مذہب شیعہ کے بیان کئے ہیں۔

حسبنا اللہ و نعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

مقدمہ

رسالہ تحریف کی تمہید کا جواب

اس رسالہ کی تمہید میں کچھ باتیں تو محض جھوٹ اور بے اصل ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہیں کہ اُن سے مذہب شیعہ نیست و نابود ہوا جاتا ہے۔ نمونہ کے طور پر چند نمبر ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا مضمون یہ ہے کہ جھگڑے کی ابتدا سنیوں کی طرف سے ہوئی شیعہ ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیتے ہے بے مجبوری مدافعت کیلئے آمادہ ہوئے حالانکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ ہر قسم کے شر و فساد کی ابتدا ہمیشہ شیعوں کی طرف سے ہوتی ہے، مناظرہ و مباحثہ کی ابتدا بھی انھیں نے کی پہلی کتاب مباحثہ سنی شیعہ میں نہج الحق ہے جو شیعوں کے امام اعظم شیخ حلی نے لکھی ساری بنیادِ فساد یہ ہے کہ شیعہ تبرا کہتے ہیں، بزرگان دین الٰہی کو برا کہتے ہیں۔ ابھی پر آئے دن نزاعات ہوتے ہیں ہمارے مذہب میں کسی کو برا کہنا عبادت نہیں لہٰذا ہم یہ حرکت ہم سے ہو نہیں سکتی شیعوں نے سینکڑوں مرتبہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے تحت میں سزائیں پائیں مگر پھر بھی باز نہیں آتے، لاہور میں ابتدا خود مجتہد پنجاب کی طرف سے ہوئی کہ انھوں نے چھپنے بعنوان اپنے رسالوں میں ہمارے مذہب پر سخت نجس ناپاک حملے کیئے، اگرچہ ہم اُن کی حرکات سے خوش ہیں کیونکہ انھوں نے بہت سے غافل بھائیوں کو بیدار کر دیا۔

(۲) اہلسنت جو ان لوگوں کو رافضی کہتے ہیں اس کے انتقام میں اس رسالہ تحریف نیز دوسری مطبوعات میں ان کو خارجی کہا گیا ہے حالانکہ یہ سراسر جہالت و حماقت ہے، رافضی کی لفظ آپ کی پسند کی ہوئی لفظ ہے آپ کے امام معصوم کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے یہ لقب ہم کو ملا ہے بخلاف اس کے خارجی کی لفظ نہ ہماری پسند

ف کافی کتاب الروضہ صفحہ ۶۸ میں ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا الرافضة قال قلت نعم قال لا واللہ ما سموکم بل اللہ سماکم کو یعنی تمہارا نام رافضی مخالفوں نے نہیں رکھا بلکہ خدا نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے، تعجب ہے کہ شیعہ آج رافضی نام سے کیوں چڑتے ہیں، معلوم ہوتا ہے اپنی روایات پر وہ خود بھی مطمئن نہیں ۱۲۔

کی ہوئی نہ یہ لقب ہماری کتابوں میں اختیار کیا گیا۔ ابھی حضرت ابھی آپ نے خارجی کو دیکھا نہیں، ایک خارجی لاہور میں آجائے تو آپ ہندوستان چھوڑ دیں جیسے ناپاک الفاظ آپ بزرگوں کی شان میں استعمال کرتے ہیں، اس سے ہزار چندہ حضرت علی کو کہہ ڈالتے ہیں (۳) تمہید کے صفحہ ۳ میں حائری صاحب کی بڑی تعریف ہے خطابات تو شیعوں کے یہاں بہت سستے ہیں۔

(۴) تحریف کے دخطا سے ہندو مسلمانوں کی عام دلچسپی علماء و طلبہ اہلسنت کا شریک وعظ ہونا اور بعض انگریزی داں طلبہ کا نعوذ باللہ شیعہ ہو جانا بڑے فخرومباہات سے بیان کیا ہے، ہندوؤں کی دلچسپی مسلم ہے کیونکہ آپ کا وعظ ان کے لیے حصہ دو منفعت ہے ظاہر ہے مگر سنی علماء و طلبہ کا آپ کے وعظ میں جانا اگر سچ ہوتا تو آپ زمین پر پاؤں نہ رکھتے بھلا یہ ممکن تھا کہ ان کے ہم نہ جاتے خصوصا جب کہ کسی نے تبدیل مذہب بھی کیا ہوتا۔ استغفراللہ

(۵) تمہید کے صفحہ ۵ پر ایک شیعہ رئیس پر سخت تعریض کی ہے، غالبًا وہ نواب فتح علی خاں قزلباش ہیں انھوں نے کئی مرتبہ عام طور پر اس کا اظہار کیا کہ آجکل شیعہ سنی کے نزاعات کی بنیاد حائری صاحب ہیں سنا ہے کہ انھوں نے حائری صاحب سے ملاقات بھی ترک کر دی ہے

(۶) صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر شیعہ مشن کی کامیابی کے بڑے بڑے سبز باغ اپنی قوم کو دکھا کر ان سے چندہ طلب کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مذہب شیعہ کا مطابق عقل و موافق فطرت ہونا بھی بیان کیا ہے، جناب حائری صاحب چندہ بھی خوب لیں، سبز باغ بھی دکھلائیں کیونکہ چندہ بغیر اس کے نہیں مل سکتا مگر مذہب شیعہ کا مطابق عقل ہونا بیان کر کے انھوں نے اپنے کو مبتلائے مصیبت ہی کر دیا ہے

نہ گفتنی نہ دارد کسے با تو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

مجتہد صاحب اگر مذہب شیعہ کا مطابق عقل ہونا ثابت کر دیں تو ہم بھی سمجھیں کہ وہ مجتہد ہیں مگر یاد رہے کہ مذہب شیعہ کے برابر خلاف عقل کوئی مذہب دنیا میں نہیں نہ اصول مطابق عقل ہیں نہ فروع، ؎

نے فروعت محکم آمد نے اصول شرم بادت از خدا و از رسول

بانیان مذہب شیعہ خود بھی جانتے تھے کہ جس مذہب کو وہ ایجاد کر رہے ہیں اس کی کوئی بات عقل کے مطابق نہیں ہے اسلئے بطور پیش بندی کے انھوں نے یہ حدیث تصنیف کرلی کہ ائمہ معصومین فرماتے ہیں ان علمنا صعب مستصعب لا یحتمله الا نبی مرسل او ملک مقرب او عبد مؤمن امتحن الله قلبه للایمان (الصافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ ج ۳ حصہ ۲ ص ۹۴) (ترجمہ: ہمارے علماء کا علم سخت مشکل ہے سوا نبی مرسل یا فرشتہ مقرب کے یا اس بندہ مومن کے جس کے قلب کو خدا نے ایمان کے

لیے جانچ لیا ہو کوئی شخص ان کو سمجھ نہیں سکتا یہ تو آپ کے مذہب کی حالت ہے اس پر آپ لکھ رہے ہیں کہ یہی ایک مذہب عقل کے مطابق ہے اچھا فرمائیے؛

(۱) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اسکو بدا ہوتا ہے یعنی وہ جاہل اور اسی وجہ سے اس کی اکثر پیشین گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں اور وہ نادم و پشیمان ہوتا ہے اور پھر اس عقیدے کو اس قدر ضروری بتانا کہ جب تک اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے لیا گیا کسی نبی کو نبوت نہیں ملی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ جب اسکو غصہ آتا ہے تو دوست و دشمن کی اسکو تمیز نہیں رہتی کس عقل کے مطابق ہے؛

(۳) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے ڈرتا تھا اسلیئے اس نے بعض کام ان سے چھپا کر کیئے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۴) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ بندوں کی عقل کا محکوم ہے اور اس پر عدل واجب ہے اصلح واجب ہے یعنی بندوں کے حق میں جو کام زیادہ مفید ہو خدا پر واجب ہے کہ وہی کام کیا کرے اسی بنا پر خدا کے ذمہ واجب کیا گیا کہ ہر زمانے میں ایک امام معصوم کو قائم رکھے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شیعوں کا سوچا ہوا انتظام جب دنیا میں نہ پایا جائے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے تو خدا پر ترک واجب کا الزام قائم ہوا آجکل بھی صدیوں سے خدا ترک واجب کا ارتکاب کر رہا ہے کہ کوئی امام معصوم اس نے قائم نہیں کیا ایک صاحب صدیوں سے کسی غار میں روپوش بیان کیے جاتے ہیں مگر ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے کیونکہ ان سے کسی کو فائدہ پہونچنا تو درکنار ملاقات تک نہیں ہو سکتی یہ عقیدہ کس عقل کے مطابق ہے؟

(۵) بتقلید مجوس یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا تمام چیزوں کا خالق نہیں بلکہ بندے بھی بہت سی چیزوں کے خالق ہیں صفت خالقیت میں خدا کے لاکھوں کروڑوں بے گنتی بے شمار شریک ہیں اور پھر اپنے کو موحد کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

سچ پوچھو تو شیعوں کا یہ عقیدہ مجوسیوں سے بدرجہا بڑھ گیا۔ مجوسی صرف دو خالق کے قائل ہیں ایک یزداں دوسرا اہرمن مگر شیعہ تو بے گنتی بے شمار خالق تبلاتے ہیں پھر نہ معلوم کس قانون سے مجوسی بیچارے تو مشرک قرار دیے جائیں اور شیعہ موحد اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ۔

(۶) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان میں اصولی کفر موجود ہوتے ہیں، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۷) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان سے بعض ایسی خطائیں سرزد ہوتی ہیں کہ اس کی سزا میں ان سے نورِ نبوت چھین جاتا ہے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۸) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مخلوق سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ احکامِ خداوندی کی تبلیغ مارے ڈر کے نہیں کرتے حتیٰ کہ سید الانبیاءؐ نے بہت سی آیتیں قرآن شریف کی صحابہ کے ڈر سے چھپا لیں جن کا آج تک کسی کو علم نہیں ہوا نہ اب ہو سکتا ہے جب کوئی حکم خواہ مخواہ تبلیغ کرانا ہوتا تو خدا کو بار بار تاکید کرنا پڑتی تھی اس پر بھی کام نہ نکلتا تو خدا کو وعدہ حفاظت کرنا پڑتا تھا، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۹) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خدا کے انعام کو واپس کر دیا کرتے تھے بار بار خدا انعام بھیجتا تھا اور وہ بار بار واپس کرتے تھے آخر خدا کو کچھ اور لالچ دینا پڑتا تھا اس وقت اس انعام کو قبول کرتے تھے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۰) نبیوں کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اپنی تعلیم کی اُجرت مخلوق سے مانگتے تھے اور خدا نے ان کو ایسے قابلِ شرم کام کی اجازت دی تھی، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ نے اپنی رحلت کے قریب ایک بڑی آمدنی کی جائداد جو بحیثیت جہاد حاصل ہوئی تھی اپنی بیٹی کو ہبہ کر دی تھی جب کہ حکومتِ اسلامیہ بالکل مفلس اور حاجتمند تھی، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۲) قرآن شریف کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اس میں پانچ قسم کی تحریف ہوئی کم کر دیا گیا، بڑھا دیا گیا، الفاظ بدل دیئے گئے، حرف بدل دیئے گئے، اس کی ترتیب آیتوں اور سورتوں کی خراب کر دی گئی اور اب موجودہ قرآن میں نہ فصاحت و بلاغت ہے نہ وہ معجزہ ہے بلکہ وہ دینِ اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اس میں ہے پھر یہ بھی کہنا کہ باوجود ان سب باتوں کے دینِ اسلام باقی ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات جن کو قرآن شریف میں ایمان والوں کی ماں فرمایا اور نبی کو حکم دیا کہ اگر یہ طالبِ دنیا ہوں تو ان کو طلاق دیدیجئے، ان کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نعوذ باللہ منافقہ تھیں، طالبِ دنیا تھیں اور باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی صحبت میں رکھتے، ان سے اختلاط و ملاطفت فرماتے رہے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۴) یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت علی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے طلاق دینے کا اختیار تھا اسلئے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی نہیں بلکہ آپؐ کی وفات کے بعد اور بہت بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کو طلاق دے دی، کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کو اہل بیت سے خارج کرنا کس عقل کے مطابق ہے ؟

لفظ اہلبیت ازروئے قواعد ولغت عرب محاورۂ قرآنی زوجہ کیلئے مخصوص ہی شیعوں نے زوجہ کو تو اہلبیت سے خارج کر دیا اور جن لوگوں کو مجازی طور پر ازراہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلبیت فرمایا تھا ان کیلئے اس لفظ کو خاص کر دیا۔

(۱۶) صحابہؓ جنھوں نے تمام دنیا میں اسلام پھیلایا جو قبل ہجرت ایسے نازک وقت میں اسلام لائے کہ اس وقت کلمۂ اسلام کا پڑھنا اژدھے کے منہ میں ہاتھ ڈالنا تھا اور جبکہ بظاہر اسباب کوئی امید نہ تھی کہ کبھی اس دین کا عروج ہوگا جنھوں نے دین کیلئے بڑی بڑی تکلیفیں سالہا سال تک اٹھائیں جنھوں نے دین کیلئے اپنا وطن چھوڑا اپنے اعزہ و اقارب سے قطع تعلق کیا جنھوں نے کافروں کی بڑی بڑی سلطنتیں زیر وزبر کر کے اسلامی تعلیمات کو وہاں رواج دیا جو تئیس برس تک شب و روز سفر و حضر میں بمنزلۂ کاتب و ہمصحبت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے رہے ان حضرات کی بابت (جو ہزاروں لاکھوں تھے) یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ سب لوگ دین اسلام کے دشمن تھے مال دنیا کے موہوم لالچ میں منافقانہ مسلمان ہوئے تھے اور نبی کے بعد سب کے سب سوا تین چار کے مرتد ہو گئے قرآن میں تحریف کر دی اور وہی محرف قرآن تمام دنیا میں رائج ہو گیا، نبی کی بیٹی کو انھوں نے مارا پیٹا، حمل گرا یا مار ڈالا۔ سید الانبیاء کی ۲۳ برس کی صحبت و تربیت نے ان پر ذرہ برابر اثر نہ کیا وغیرہ وغیرہ یہ اعتقاد کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۱۷) اپنے خانہ ساز اماموں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نبیوں کی طرح معصوم و مفترض الطاعۃ ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رتبہ اور باقی انبیا سے افضل تھے باوجود اس کے ان کو نبی نہ کہنا چاہئے، کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۱۸) اماموں کے بابت اعتقاد رکھنا کہ وہ ران سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کی پیشانی پر آیت لکھی ہوتی ہے کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۱۹) امام مہدی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ چار برس کی عمر میں قرآن شریف اور تمام تبرکات لے کر بھاگ گئے اور دشمنوں کے خوف سے ایک غار میں جا کر چھپ رہے اور صدیوں سے اسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں کسی کو نظر نہیں

آتے کس عقل کے مطابق ہے ؟

ف :۔ امام مہدی کے غائب ہونے کا قصہ تمام تر خلاف عقل باتوں سے بھرا ہوا ہے بھلا بتایئے تو اب کونسا خوف ہے جو وہ باہر نہیں نکلتے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ڈنکے کی چوٹ پر دعوائے نبوت کا کرے اپنے کو انبیاء سے افضل کہے، حضرت عیسیٰ کی توہین کرے جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرے اپنے نہ ماننے والے مسلمانوں کو کافر کہے اور کوئی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے، آپکے امام مہدی مرزا سے زیادہ کون ایسی بات کہتے وہ بھی اپنے کو نبیوں سے افضل کہتے صحابہ کرامؓ کی توہین کرتے، جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرتے، اپنے کو معصوم مفترض الطاعۃ کہتے، اپنے نہ ماننے والوں کو ناری کہتے، قرآن کی توہین کرتے۔ بس پھر ان کو ایسا کیا خوف ہے کہ وہ باہر نہیں نکلتے۔

(۲۰) اماموں کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے پاس عصائے موسیٰ انگشتری سلیمان اور بڑے بڑے معجزات اور بڑے بڑے لشکر جنات کے ہوتے ہیں اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے بالخصوص حضرت علیؓ میں علاوہ ان اوصاف کے قوت جسمانی بھی مافوق الفطرت تھی کہ جبرئیل جیسے شدید القوی فرشتہ کے پر کاٹ ڈالے پھر باوجود ان عظیم الشان طاقتوں کے یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن محرف ہو گیا، فدک چھن گیا، حضرت فاطمہؓ پر مار پڑی، حمل گرا یا گیا، شہید کی گئیں حضرت علیؓ کی لڑکی بجبر چھین لی گئی، حضرت علیؓ گردن میں رسی ڈالکر کھینچے گئے، زبردستی بیعت لی گئی مگر وہ کچھ نہ بولے، نہ معجزات سے کام لیا نہ لشکر جنات سے نہ اسی پر کچھ دل مضبوط ہوا کہ میری موت کا تو فلاں وقت مقرر ہے پھر وہ بھی میرے اختیار میں ہے، کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۲۱) باوجود ان سب قوتوں اور سامانوں کے یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت علیؓ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کر گئے تھے کہ اے علیؓ چاہے قرآن محرف ہو جائے، کعبہ گرا دیا جائے، تمہاری عزت خاک میں ملا دی جائے مگر تم صبر کئے ہوئے خاموش بیٹھے رہنا، کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۲۲) باوجود وصیت رسول کے اور باوصف معصوم ہونیکے حضرت علیؓ کا ام المومنین حضرت صدیقہؓ اور حضرت معاویہؓ سے اس بنیاد پر لڑنا کہ وہ لوگ بے دینی کا کام کرتے تھے، کس عقل کے مطابق ہے ؟ ام المومنینؓ اور حضرت معاویہؓ نے کونسی بے دینی خلفائے ثلاثہؓ سے بڑھکر کی تھی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ (معاذ اللہ) خلفائے ثلاثہؓ کے کام حضرت معاویہؓ وغیرہ سے بدرجہا بڑھکر تھے، قرآن میں تحریف کرنا، متعہ جیسی مرغوب عبادت کو

حرام کرنا، نماز تراویح جیسے گناہ بے لذت کو رواج دینا، فدک چھیننا حضرت فاطمہؓ کو زدوکوب کرنا حضرت علیؓ کی گردن میں رسی ڈالکر زبردستی بیعت لینا، ام کلثوم کو غصب کرنا ان مظالم سے بڑھکر بلکہ ان کے برابر کوئی ظلم حضرت معاویہؓ وغیرہ کا تھا حضرت علیؓ خلفائے ثلثہؓ سے نہ لڑے اور ان سے لڑے، زندگی بھر خلفائے ثلثہ کی خوشامد اور ان کی جھوٹی تعریفیں کرتے رہے اور حضرت معاویہؓ سے برسرپیکار ہو گئے جناب حائری صاحب صرف اسی ایک بات کو کسی طرح مطابق عقل کرکے دکھادیں۔

(۲۳) باوجود اسکے کہ حضرت علیؓ کے حالات خلاف شجاعت و خلاف حمیت و غیرت کتب معتبرہ شیعہ میں بکثرت موجود ہیں جن میں سے کچھ قدر قلیل اوپر بیان ہوئے بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عمر بھر اپنا اصلی مذہب چھپائے رہے ہمیشہ جھوٹ بولا کئے لوگوں کو جھوٹے مسئلے بتلاتے رہے پھر ان کو اسد اللہ الغالب اور اشجع الاشجعین کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۴) باوجود حضرت علیؓ کے ان حالات کے اور باوجود اس کے کہ حضرت علیؓ سے زندگی بھر کوئی کار نمایاں نہیں ہوا زمانہ رسولؐ میں جو کام انھوں نے کئے وہ رسول کی پشت پناہی اور ان کے اقبال سے اتفاقی جوہر تو اس وقت معلوم ہوتا جب وہ رسول کے بعد کوئی کام کرکے دکھاتے مگر ایک واقعہ بھی کوئی شیعہ پیش نہیں کر سکتا ایسے شخص کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اصلاح عالم اسی کی خلافت میں تھی اور رسول نے اسی کو اپنا خلیفہ بنایا تھا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۵) اصحاب ائمہ میں باہم نزاع ہوا اور باوصف امام کے زندہ موجود ہونے کے وہ نزاع رفع نہ ہو بلکہ ترک سلام و کلام کی نوبت آجائے مگر شیعہ انہیں سے کسی کو خاطی نہ کہیں سب کو اچھا سمجھیں اور اصحاب رسولؐ میں اگر کوئی ایسا واقعہ ہوگیا تو وہاں ایک فریق کو برا کہنا ضروری سمجھیں کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۶) اصحاب ائمہ میں باقرار شیعہ نہ امانت تھی نہ صدق ائمہ پر افترا بھی کرتے تھے ائمہ انکی تکذیب بھی کرتے تھے، ائمہ سے نہ انھوں نے اصول دین کو یقین کیساتھ حاصل کیا نہ فروع کو ائمہ ان سے تقیہ کرتے رہے۔ اپنا اصلی مذہب ان سے چھپایا کئے بایں ہمہ ان اصحاب ائمہ کی روایات پر اعتبار کرنا اور مذہب شیعہ کی تعلیمات کو ائمہ کی طرف منسوب کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۷) اولاد رسول میں گنتی کے بارہ تیرہ اشخاص کو مانکر باقی سیکڑوں ہزاروں نفوس کو برا کہنا ان سے عداوت رکھنا ان پر تبرا بھیجنا اور اس حالت پر محبت اولاد رسول کا دعویٰ کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟

یہانتک تو آپ کے اعتقادات کا نمونہ یکے از ہزار و مشتے از خروار دکھایا گیا، اب ذرا اعمال کی طرف توجہ فرمائیے،

(۲۸) جھوٹ بولنا جسکو ہر زمانہ میں تمام دنیا کے عقلا نے بدترین عیب قرار دیا تمام مذاہب نے اسکو گناہ عظیم مانا اس کو عبادت قرار دینا اور پھر عبادت بھی اس درجہ کی کہ دین کے دس حصہ ہیں ان میں سے نو حصے جھوٹ ہیں اور ایک حصہ باقی عبادات نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد وغیرہ میں ہے اور جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین و بے ایمان ہے اور انبیاء و ائمہ و پیشوایان دین مبلغین شریعت کا دین یہی تھا کہ وہ جھوٹ بولتے اور جھوٹے مسئلے لوگوں کو بتایا کرتے تھے کس عقل کے مطابق ہے ؟

ضرورت شدیدہ کے وقت جھوٹ بولنا اگر جائز ہوتا یعنی اس کے ارتکاب میں نہ گناہ ہوتا نہ ثواب تو اسمیں کچھ اعتراض نہ ہوتا ضرورت شدیدہ کے وقت سور کا گوشت کھالینا بھی جائز ہے جو کچھ اعتراض ہے وہ اس کے عبادت اور بے انتہا ثواب اور اس کے رکنِ اعظم دین ہونے پر اور اس پر کہ پیشوایان مذہب کا اسکو شیوہ گنا جاتا ہے اور وہ بھی دینی تعلیم میں،

(۲۹) دین و مذہب کے چھپانیکی تاکید کرنا اور اپنا اصلی مذہب ظاہر کرنے کو بدترین گناہ قرار دینا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۰) زنا کی اجازت دینا اور اسکو حلال کہنا عورت و مرد کی رضامندی کو نکاح کیلئے کافی قرار دینا نہ گواہ کی ضرورت نہ مہر کی نہ کسی اور شرط کی کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۱) متعہ کو نہ صرف حلال کہنا بلکہ اسکو ایسی اعلیٰ عبادت قرار دینا اور اس میں ایسا ثواب بیان کرنا کہ نکاح تو نکاح نماز و روزہ حج و زکوٰۃ میں بھی وہ ثواب نہیں کس عقل کے مطابق ہے ؟

کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ متعی مرد و عورت جو حرکات کرتے ہیں ہر حرکت پر ان کو ثواب ملتا ہے غسل کرتے ہیں تو غسالہ کے ہر قطرہ سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور یہ فرشتے قیامت تک تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اسکا ثواب متعی مرد و عورت کو ملتا ہے۔ ایک مرتبہ متعہ کرے تو امام حسینؓ کا دو مرتبہ کرے تو امام حسنؓ کا تین مرتبہ کرے تو حضرت علیؓ کا چار مرتبہ کرے تو رسولِ خدا کا رتبہ ملتا ہے جو متعہ نہ کریگا وہ قیامت کے دن نکٹا اٹھیگا استغفر اللہ۔

(۳۲) اصحابِ رسولؐ کو برا کہنا گالی دینا اور سب و شتام کو اعلیٰ درجہ کی عبادت سمجھنا کس عقل کے مطابق ہے؟

دشنام بمذہبے کہ طاعت باشد مذہب معلوم اہل مذہب معلوم

(۳۳) کافر عورتوں کو ننگا دیکھنے کا جواز کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۴) ستر عورت صرف بدن کے رنگ کو قرار دینا اور کوئی ایسا ضماد وغیرہ جس سے صرف بدن کا رنگ بدل جائے لگا کر لوگوں کے سامنے برہنہ ہو جانا کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۵) عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر یعنی فعل خلاف وضع فطری کا ارتکاب جائز کہنا کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۶) بے وضو و بلا غسل سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ کو جائز کہنا کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۷) کسی میت کی نماز جنازہ میں شریک ہو کر بجائے دعا کے اسکو بد دعا دینا یقیناً سخت دغا و فریب ہے کیونکہ نماز جنازہ دعائے خیر کیلئے ہے نہ دعائے بد کیلئے یہ دغا و فریب کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۸) نماز زیارت ائمہ ان کی قبروں کی طرف منہ کر کے پڑھنا گو قبلہ کی طرف پیٹھ ہو جائے کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۹) — نجاست میں پڑی ہوئی روٹی کو ائمہ معصومین کی غذا بتانا اور یہ کہنا کہ جو ایسی غذا کھالے وہ جنتی ہے کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۴۰) احادیث ائمہ میں اس قدر اختلاف ہونا کہ کوئی مسئلہ نہیں جس میں اماموں نے مختلف و متضاد فتوے نہ دیئے ہوں کس عقل کے مطابق ہے ؟

اکابر مجتہدین شیعہ اپنی احادیث کے اس عظیم الشان اختلاف سے سخت حیران و پریشان ہیں واقعی ایسا اختلاف کسی مذہب کی روایات میں نہیں ہے مجتہدین شیعہ کو مجبور ہو کر اس کا اقرار کرنا پڑا کہ ہمارے ائمہ معصومین کا اختلاف سنیوں کے شافعی حنفی کے اختلاف سے بدرجہا زائد ہے، بہت سے شیعہ جب اپنے اس مذہبی اختلاف سے واقف ہوئے تو مذہب شیعہ سے پھر گئے اس کا بھی اقرار مجتہدین شیعہ کی زبان سے موجود ہے۔

ان تمام مسائل کیلئے کتب شیعہ کا حوالہ انکی کتابوں کی اصلی عبارتیں انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ میں ملیں گی۔ . .

جناب حائری صاحب نے مذہب شیعہ کے مطابق عقل ہونیکی چند مثالیں بھی پیش کی ہیں جن سے تعجب ہوتا ہے کہ اس قدر غلط بیانی سے آخر کیا نتیجہ ہوتا ہے مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ اصول فرقہ بندی کے نزاعات سے ارفع ہے حالانکہ مذہب شیعہ نے جسقدر نزاعات برپا کئے ہیں تاریخ شاہد کہ اسی امامت کیلئے بھائی بھائی میں لڑائی، چچا بھتیجے میں لڑائی و کشت و خون ہوا کئے، مذہب شیعہ میں اتنے فرقے پیدا ہوئے کہ خدا کی پناہ کوئی کسی کو امام کہتا ہے کوئی کسی کو۔ اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ غیر معصوم کی پیروی سے نجات دیتا ہے کس قدر غلط بات ہے اول تو جن کو آپ معصوم کہتے ہیں وہ غیر معصوم تھے دوسرے مجتہدوں کی تقلید جیسی آپکے یہاں ہے سب جانتے ہیں اور مثلاً

یہ کہ مذہب شیعہ احبار پرستی کو مٹاتا ہے کیسا جھوٹ ہے انسان پرستی تو آپکے مذہب کی بنیاد ہے، ائمہ کو خدائی اختیارات دینا، تعزیہ پرستی کی تعلیم کرنا اور اس پر یہ دعوے آپ ہی کا کام ہے اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ چند الفاظ کے دہرانے پر اغراض مذہب کو ختم نہیں بلکہ ہمہ وقت عبادت کی تعلیم دیتا ہے کیسا نمایاں دروغ ہے مذہب شیعہ میں عبادت کونسی ہے گالی دینا جھوٹ بولنا متعہ کرنا زیادہ سے زیادہ تعزیے نکالنا ماتم کرنا اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ بڑی عمدہ صفات والا خدا پیش کرتا ہے مذہب شیعہ کے خدا کی حالت اوپر معلوم ہوچکی اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ قوم و ملک کا امتیاز نہیں کرتا سب مسلمانوں کو ایک رتبہ میں کر دیتا ہے کیسا تاریک جھوٹ ہے سادات کی اس قدر فضیلت سید ہونے پر اتنا ناز اور پھر یہ دعوے سبحان اللہ! اہلسنت البتہ نسب کی وجہ سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے بلکہ مدار فضیلت تقویٰ ہے اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اور حضرت عمر فاروقؓ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور تمام صحابہ کرامؓ سے افضل مانا گیا غرضیکہ جناب حائری صاحب نے مذہب اہلسنت کے تمام صفات اپنے مذہب کیلئے ثابت کر دیئے ان کو کیا خبر تھی کہ کوئی ان خرافات کا جواب لکھیگا اور ان دروغ بیانیوں کی حقیقت کھل جائیگی.

اب دیکھئے کہ جناب حائری صاحب نے مذہب شیعہ کو کسطرح مٹایا ہے کہ اس کی خاک کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں رکھا قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا دعوے کرکے اس کے ثبوت میں صفحہ ۱۸ میں فرماتے ہیں،

اس مقدس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت جس میں دنیا کی کوئی کتاب اس کے مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی وہ حیرت انگیز روحانی انقلاب ہے جو اس کے ذریعہ سے دنیا میں نمودار ہوا اور اسی کی طرف اس کے ان پاک الفاظ میں اشارہ ہے جس سے یہ کتاب (قرآن) شروع ہوتی ہے ذالک الکتاب لاریب فیه هدی للمتقین یعنی کتاب (قرآن) اس میں کوئی شک نہیں ایک عظیم الشان اور کامل ہدایت ہے متقیوں کیلئے،

یہ بات کہ جو انقلاب اس کتاب نے پیدا کیا اس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی سب کو مسلم ہے پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام جو تمام نبیوں سے اور تمام مذہبی مصلحوں سے بڑھ کر کامیاب ہوئے تو یہ کامیابی اسی پاک کتاب قرآن کے ذریعہ سے وقوع میں آئی اسکے احکام نے ہر قسم کی خطرناک بدیوں کو جو ہزاروں سالوں سے جڑ پکڑے ہوئے تھیں جیسے بت پرستی شراب خواری وغیرہ خس و خاشاک کیطرح نیست و نابود کر دیا اور جزیرہ نمائے عرب بلکہ

نشان تک باقی نہ چھوڑا، خطرناک جنگجو قوموں کو جن کی عداوتیں صدیوں سے چلی آتی تھیں ایک معتمد قوم بنا دیا اور ایک اَن پڑھ قوم کو اعلیٰ سے اعلیٰ علوم و تہذیب کے علم بردار بنا کر انکو دنیا کا پیشرو بنایا،

عزیزو! ایک غائر نظر ڈالو دیکھو قرآن کا ایک ایک نقطہ اللہ تعالیٰ کی شوکت و عظمت کا ایک ایسا موثر نقشہ کھینچتا ہے جسکی نظیر ہمیں کسی دوسری مقدس کتاب میں نظر نہیں آتی اور اس طرح یہ قرآن یہ تحدی کرتا ہے فأتوا بسورة من مثله یعنی اس جیسی ایک ہی صورت پیدا کرو جس کا جواب دنیا میں نہیں ہو سکتا۔

عرب کو چھوڑ و ساری نسل انسانی قرآن مجید کے نزول سے پہلے قعر ذلت میں گری پڑی تھی جہالت اور تاریکی کے بادل اخلاق و روحانیت کے آسمان پر ایسے چھائے ہوئے تھے کہ روشنی کی شعاع نظر نہ آتی تھی خدا کے قانون بڑی دلیری سے توڑے جاتے اور الٰہی حد بندیوں سے بڑی بیباکی کیساتھ تجاوز کیا جاتا تھا، فسق و فجور کی حکومت ساری روئے زمین پر تھی مگر عرب کا ملک سب سے بڑھا ہوا تھا وہ نہ صرف ہر ایک قسم کے فاحش امور کے ہی مرتکب ہوتے بلکہ ان کے ارتکاب پر اپنی مجلسوں میں اور اپنے اشعار میں فخر کرتے ایک تھوڑے عرصہ کے اندر ہی قرآن کی تعلیم نے ان کو ایک خدا پرست راستباز انسانوں کی جماعت بنا کر دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کر دیا، اور دوسروں میں بھی انہوں نے وہی روح پھونک دی جو قرآنی تعلیم کے مطابق خود ان کے اندر کام کر رہی تھی، قرآن کے متعلق بھی تمام شیعوں کا یہی عقیدہ ہے، اس پر شیعوں کو کہا جاتا ہے کہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے، (اسی قسم کا مضمون رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۹ پر ہے)

حائری صاحب نے قرآن شریف کی عظمت اور اس کی عجیب و غریب تاثیرات کی بابت جو کچھ لکھا ہے لکھا ہے اور واقعی اگر شیعوں کا عقیدہ یہی ہے تو انکا ایمان قرآن شریف پر ہو سکتا ہے مگر افسوس کہ شیعوں کا عقیدہ بالکل اسکے خلاف ہے، کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید نے حیرت انگیز روحانی انقلاب پیدا کیا جس میں دنیا کی کوئی قوم اس کی مثلیت کا دعویٰ نہیں کر سکتی ہرگز نہیں شیعوں کا مذہب تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم نے کچھ بھی اثر نہیں کیا ۲۳ برس میں صرف تین چار شخص مسلمان ہوئے باقی تمام لوگ طمع دنیا سے منافقانہ اسلام لائے تھے اور نبی کی وفات پاتے ہی اعلانیہ مرتد ہو گئے کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام سب

نبیوں سے زیادہ کامیاب ہوئے، تین چار شخصوں کو تیئیس برس کی کوشش تبلیغ میں مسلمان کر لینا وہ بھی اس طرح کہ کامل الایمان صرف دو ہی تھے، ایک علی اور دوسرے مقداد، رجال کشی صفحہ میں ہے ارتد الناس الا ثلثۃ نفر سلمان وابوذر والمقداد وان اردت الذی لم یشک ولم یدخلہ شیئ فالمقداد یعنی سب لوگ مرتد ہو گئے سوا تین اشخاص کے سلمان، ابوذر، مقداد اور اگر تم ایک ایسا شخص چاہتے ہو جس نے بالکل شک نہ کیا ہو اور اسکے دل میں کوئی برائی نہ ہو تو وہ صرف مقداد تھے پس بتلائیے یہ کونسی کامیابی ہے بلکہ آپ کے مذہب کے رو سے تو پیغمبر اسلام سب نبیوں سے زیادہ ناکام ہیں۔

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ جزیرہ نمائے عرب سے تمام خطرناک بدیاں بت پرستی شراب خواری وغیرہ کا نشان قرآن نے مٹا دیا تھا، کیا صحابہ کرام کو تمام بدیوں سے پاک سمجھنا آپ کا مذہب ہے آپ کا مذہب تو یہ ہے کہ تمام عرب سوا تین چار کے انھیں بدیوں میں مبتلا رہا خلیفہ ثانی آخر وقت تک شراب پیتے رہے نعوذ باللہ

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ باہمی عداوت و جنگجوئی سے پاک ہو کر ایک متحد قوم بن گئے تھے۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ آپ کا مذہب بالکل اس کے خلاف ہے ان میں وہی دیرینہ عداوتیں آخر تک قائم رہیں اور آپس میں برابر لڑتے اور بغض و عناد رکھتے تھے۔

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام اعلیٰ علوم اور تہذیب کے علمبردار اور تمام دنیا کے پیشرو اور پیشوا تھے آپ کا مذہب تو یہ ہے کہ وہ علم دین سے بے بہرہ اور نعوذ باللہ گمراہ تھے اور انھوں نے وہ وہ ظلم کئے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اپنے نبی کی بیٹی کو مارا حمل گرا دیا ان کا حق چھین لیا خلیفہ برحق کو ذلیل و خوار کیا قرآن میں تحریف کر ڈالی کیا اسی کا نام تہذیب اعلیٰ علوم کی علمبرداری ہے۔

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام خدا پرست اور راستباز انسانوں کی جماعت بن گئے تھے اور قرآنی تعلیم کی روح ان کے اندر کام کر رہی تھی اور وہی روح انھوں نے دوسروں میں پھونک دی تھی اور وہ تمام دنیا کے ہادی و مصلح تھے تمام عالم جانتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے یہ فضائل و مناقب جو آپکی اس عبارت میں ہیں آپکے مذہب کے بالکل خلاف ہیں یہ تمام چیزیں تو اہل سنت کے مذہب کی ہیں،

جناب حائری صاحب قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا جو آپ نے دعویٰ کیا۔ یہ اسکا نتیجہ ہے کہ آپ کو اہلسنت کے دامن میں پناہ لینی پڑی صحابہ کرامؓ کے تمام بدیوں سے پاک ہونے اور اعلیٰ علوم و تہذیب کے

عمبر دار بنکر تمام عالم کے پیشوا ہونے خدا پرست و تا ستیاں خدا پرستی اور قرآنی تعلیم کے مروج ہونیکا اقرار کرنا ہے؛ کیا ان سب اقراروں کے بعد مذہب شیعہ کا نام ونشان باقی رہ گیا اور کیا اب بھی اس میں کچھ شک ہے کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں اور نہ ہوسکتا ہے، قرآن شریف پر ایمان بغیر اہل سنت کے دامن میں پناہ لئے ہوئے نصیب نہیں ہوسکتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بحث اول میں ہم اکابر علمائے شیعہ کا اقرار بھی اس مضمون کے متعلق نقل کریں گے کہ جن لوگوں نے قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کیا ہے انھوں نے مذہب امامیہ کو مٹایا اور اہل سنت کے ان اعتراضات کو جو مسئلہ امامت پر ہیں دانستہ یا نادانستہ زندہ کردیا۔

بحث اول شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہ ہو سکتا ہے

واضح ہو کہ شیعوں کا ایمان نہ قرآن موجود پر ہوسکتا ہے نہ کسی اور موہوم فرضی قرآن پر اور ان کے ایمان نہ ہوسکنے کی وجہ صرف عقیدۂ تحریف نہیں بلکہ بہت سی وجوہ ہیں جن میں سے صرف وہی تین وجوہ اسوقت پیش کیجاتی ہیں جو آج سے چار برس پہلے مناظرہ امروہہ میں پیش ہوچکی ہیں۔ شاید اتنے دنوں کی غور وفکر کے بعد اب حائری صاحب یا کوئی مجتہد شیعہ ان کا جواب دے سکیں۔

وجہ اول یہ کہ حضرات شیعہ کا نہایت ضروری عقیدہ بلکہ ان کے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ناقلان قرآن وراویان دین وایمان کی پہلی جماعت یعنی صحابہ کرامؓ کی جماعت ساری کی ساری جھوٹی تھی ان میں ایک متنفس بھی ایسا نہ تھا جو جھوٹا نہ ہو، فرق صرف اس قدر ہے کہ بخیال شیعہ اس جماعت میں دو[1] گروہ تھے، ایک حضرات خلفائے ثلثہؓ اور ان کے ساتھیوں کا جو بڑا گروہ تھا ہزاروں لاکھوں آدمی اس میں تھے، دوسرا گروہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور ان کے ساتھیوں کا جس میں گنتی کے چار پانچ آدمی بیان کئے جاتے ہیں، بنا بر مذہب شیعہ جھوٹے یہ دونوں گروہ تھے مگر پہلے گروہ کے جھوٹ کا نام نفاق ہے اور دوسرے گروہ کے جھوٹ کا نام تقیہ ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلا گروہ جھوٹ بولتا تھا مگر جھوٹ کو عبادت نہ جانتا تھا اور دوسرا گروہ یعنی حضرت علیؓ اور انکے ساتھ

---

[1] کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران جو مذہب شیعہ کی معتبر کتاب ہے اسکے صفحہ ۴۸ میں ہے ما من الامۃ احد بایع مکرھا غیر علی واربعتنا یعنی امت میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے بغیر دلی رضامندی کے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی ہو سوا علی اور ہمارے چار اصحاب کے مراد ابوذر سلمان مقداد عمار معلوم ہوا کہ تمام امت دل وزبان سے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تھی یہ پانچ شخص جن کا ظاہر وباطن یکساں نہ تھا زبان سے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ تھے دل کسی اور طرف تھا۔ یہی مضمون دوسری کتب کافی وغیرہ بروایات کثیرہ منقول ہے۔

والے جھوٹ بولنے کو بہت بڑی عبادت اور بہت ضروری فرض جانتے تھے، نیز یہ گروہ بخیال شیعہ ما فوق الفطرت قوت اپنے اپنے رکھتا تھا کہ اپنے مختلف الطبائع اشخاص کو جن کی تعداد حد تواتر کو پہونچی ہوئی تھی۔ بآسانی جھوٹ پر متفق کر لیتا تھا حالانکہ اتنے بڑے گروہ کو جھوٹ پر متفق کر لینا فطرۃً محال ہے

لہٰذا شیعوں کو نہ صرف قرآن کا بلکہ دین کی کسی چیز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے نبوت دلائل نبوت وغیرہ کا کسی طرح یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی ہر چیز صحابہ کرام رضی کے نقل و روایت سے بعد والوں کو ملی ہے اور ظاہر ہے کہ جھوٹوں اور جھوٹ پر اتفاق کرنے والوں کی نقل و روایت پر کسی طرح یقین و ایمان نہیں ہو سکتا،

وجہ دوم: یہ کہ باقرار شیعہ و مطابق روایات شیعہ یہ قرآن خلفائے ثلثہ رض کے اہتمام و انتظام سے جمع ہوا اور انھیں کے ذریعہ سے تمام عالم میں پھیلا اور اسکی کوئی قابل وثوق تصدیق ان حضرات سے جنکو شیعہ ائمہ معصومین کہتے ہیں شیعوں کی کتابوں میں منقول نہیں ہے اور حضرات خلفائے ثلثہ رض کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ وہ صرف مخالف دین نہیں بلکہ دشمن دین تھے۔

لہٰذا جو چیز دین کی دشمن دین کے ہاتھ سے ملے جو معاذ اللہ خائن بھی ہو کاذب بھی ہو تخریب دین کے درپئے بھی ہو صاحب سلطنت و شوکت بھی ہو ایسی فوق الفطرت قوت بھی رکھتا ہو کہ جھوٹ پر سب کو متفق کر کے ایک بے بنیاد بات کو متواتر اور ایک متواتر کو بے بنیاد بنا دے اور اس دشمن کے سوا کوئی دوسرا اس کا ناقل بھی اس چیز کا نہ ہو

۱؎ یہ مسئلہ خاتمہ میں بحوالہ کتب شیعہ مفصل بیان کیا جائے گا ۱۲ ۲؎ اس کی مثالیں بنا بر مذہب شیعہ بہت ہیں منجملہ ان کے یہ کہ بقول شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام غدیر میں ستر ہزار کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا اعلان کر دیا مگر خلفائے ثلثہ نے اس واقعہ کو جھٹلا دیا اور سب کو اس بات پر متفق کر دیا کہ حضرت نے کسی کی خلافت کا اعلان نہیں دیا اور مثلاً رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں حضرت ابوبکر صدیق کو امام نماز نہ بنایا تھا مگر خلفائے ثلثہ نے سب کو اس جھوٹ پر متفق اور اس کی روایت کو متواتر بنا دیا ۱۲ ۳؎ اقرار شیعہ کی قید اسلئے لگائی گئی کہ اہل سنت میں تو اس کی بابت کچھ اختلاف بھی ہے بعض علماء اعلام کہتے ہیں کہ یہ قرآن خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع کیا ہوا ہے مگر شیعوں میں اس کی بابت کوئی اختلاف نہیں ہے انکے تمام روات اس پر متفق ہیں کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا خلفائے ثلثہ کا ہے جو شیعہ اس کے خلاف ہو وہ اپنے مذہب کی کوئی روایت اپنی تائید میں نہیں پیش کر سکتا ہے

کسی دیگر معتبر ذریعہ سے اسکی تصدیق ہوئی ہو بھلا وہ چیز قابل اعتبار ہو سکتی ہے اس پر کسی سمجھدار کا ایمان ہو سکتا ہے حاشا ثم حاشا ہرگز نہیں۔

وہ زمانہ تو بالکل آغاز اسلام کا تھا آج اگر کوئی یہودی قرآن شریف لکھکر فروخت کرے تو کوئی مسلمان اس پر اعتبار نہ کریگا نہ اسکو خریدیگا تا وقتیکہ کسی معتبر حافظ کو دکھلا کر اس کی تصدیق نہ کرائے یا کسی صحیح نسخہ سے اس کا مقابلہ نہ کرائے یہ بالکل بدیہی بات ہے لہذا شیعوں کا ایمان کسی طرح قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا۔

وجہ سوم یہ کہ شیعوں کی معتبر اور نہایت معتبر کتابوں میں زائد از دو ہزار روایات قرآن شریف میں پانچ قسم کی تحریف موجود ہیں کمی، بیشی، تبدیل الفاظ، تبدیل حروف، خرابی ترتیب آیات و سور و کلمات اور یہ روایات انہی تین اقراروں کے ساتھ ہیں۔ اقرار اول علمائے شیعہ کا یہ کہ روایات کثیر اور متواتر ہیں۔ اقرار دوم علمائے شیعہ کا یہ کہ یہ روایات تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کر رہی ہیں اقرار سوم علمائے شیعہ کا یہ کہ انھیں روایات کے مطابق شیعہ تحریف قرآن کے معتقد بھی ہیں۔

نمونے کے طور پر ہر قسم کی تحریف کی روایتیں علیحدہ علیحدہ لکھتا ہوں اسکے بعد یہ تینوں اقرار نقل کروں گا کتب شیعہ کے تتبع کی محنت اٹھا چکنے کے بعد جبکہ النجم میں بحث تحریف لکھی جا چکی ایک مفرد بے نظیر کتاب مبحث تحریف کی مجھے ملی جس کا نام فَصْلُ الْخِطَابِ فِی اِثْبَاتِ تَحْرِیْفِ کِتَابِ رَبِّ الْاَرْبَابِ ہے یہ کتاب ۱۲۹۸ھ میں ایران میں چھپی ہے مصنف اسکے علامہ حسین بن محمد تقی نوری طبرسی اکابر علمائے شیعہ سے ہیں۔ واقعی یہ کتاب نہایت جامع کتاب ہے عقلی و نقلی ہر طریقے سے انھوں نے قرآن کا محرف ہونا اپنے مذہب کی بنا پر ثابت کر کے تمام روایات تحریف جمع کی ہیں اور شیعوں میں گنتی کے چار اشخاص جو جمیع اقسام تحریف کے منکر ہیں ان کی خوب خبر لی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ کوئی شیعہ تحریف کا منکر نہیں ہے نہ منکر ہو سکتا ہے اس کتاب کے بعض منقولات انشاء اللہ تعالیٰ مناسب موقع پر پیش کئے جائینگے اب ہر قسم کی روایتیں دیکھیے۔

قرآن شریف کے کم کیئے جانے کی روایتیں

(۱) اصول کافی جو مذہب شیعہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے جسکے مصنف محمد بن یعقوب کلینی[۱] ہیں جو بیک واسطہ امام معصوم مفترض الطاعۃ یعنی حضرت امام حسن عسکری کے شاگرد ہیں یہ کتاب بذریعہ سفیروں کے امام غائب

---

[۱] کلینی بضم کاف بروزن امیر ایک قریہ ہے مضافات رے میں اسکا قریہ کی طرف نسبت ہے ۱۲

کے پاس غار میں بھیجی گئی اور امام غائب نے اسکو دیکھکر تصدیق کی اور فرمایا ھذا کاف لشیعتنا یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کیلئے کافی ہے اس لئے اس کتاب کا نام کافی رکھا گیا۔ اس کتاب میں ایک باب ہے، باب انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ یعنی یہ باب ان حدیثوں کے بیان میں ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پورا قرآن سوا ائمہ کے کسی نے جمع نہیں کیا، ظاہر ہے کہ جو قرآن آجکل موجود ہے ائمہ کا جمع کیا ہوا نہیں ہے لہٰذا اس کا ناقص ہونا ثابت ہو گیا۔

(۲) اسی کتاب میں ایک باب ہے، باب فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایۃ یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ امامت کے متعلق قرآن میں قطع و برید کی گئی اسی باب کے صفحہ ۲۶۲ پر ایک روایت یہ ہے۔

عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزاً عظیماً۔ ھکذا نزلت۔

ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ اللہ عزوجل کا قول ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزاً عظیماً۔ اسی طرح نازل ہوا تھا۔

(ف) اب قرآن شریف میں فی ولایۃ علی کا لفظ نہیں ہے بغیر اس لفظ کے آیت قرآنی کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریگا وہ کامیاب ہوگا۔ مگر اس لفظ کے ساتھ آیت کا یہ مطلب ہوا کہ کامیابی کا وعدہ صرف ان احکام کی اطاعت پر ہے جو امامت حضرت علیؓ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۳) اسی کتاب کے باب مذکور میں عبد اللہ بن سنان سے روایت ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ لقد عھدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم فنسی ھکذا واللہ انزلت علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ولقد عھدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم فنسی اللہ کی قسم اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل کیا گیا تھا۔

(ف) اب قرآن شریف میں کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین من ذریتھم نہیں ہے، بغیر ان الفاظ کے آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے آدم کو پہلے ہی حکم دیا تھا مگر وہ بھول گئے اور وہ حکم دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک درخت کے کھانے کی ممانعت کی گئی تھی مگر ان الفاظ کیساتھ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آدم کو محمد و علی و فاطمہ و حسنین و دیگر ائمہ کے متعلق کوئی حکم دیا گیا تھا اور وہ حکم کیا تھا کافی کی دوسری روایات میں اور نیز اور بہت سی روایات میں مذکور ہے کہ حضرت آدم کو ائمہ پر حسد کرنے کی ممانعت کی گئی تھی مگر انھوں نے حسد کیا اور اسی کی سزا میں جنت سے نکال دیے گئے۔

؎ حضرت آدم کے حسد کرنے کا اور ان کی تذلیل و توہین کا مختصر حال خاتمہ میں انشاء اللہ آئیگا ۱۲

(۴) اسی کتاب کے باب مذکور میں جابر بن یزید سے روایت ہے کہ

عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبرئیل
بہذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہٰکذا
بئس ما اشتروا بہ انفسہم ان یکفروا بما انزلنا فی علی بغیاً

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبرئیل اس آیت کو
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر اس طرح لیکر آئے تھے، بئسما اشتروا
بہ انفسہم ان یکفروا بما انزلنا فی علی بغیاً

(ف) اب قرآن مجید میں فی علی کے لفظ کا پتہ نہیں بغیر اس لفظ کے آیت میں خدا کی ہر نازل کی ہوئی
چیز کے انکار کی مذمت تھی مگر اس لفظ کے ساتھ صرف امامت علی کے انکار کی مذمت ہوئی۔

(۵) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا،

نزل جبرئیل بہذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ ہٰکذا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی
عبدنا فی علی فأتوا بسورۃ من مثلہ

جبرئیل اس آیت کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر اس
طرح لے کر آئے تھے ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی
عبدنا فی علی فأتوا بسورۃ من مثلہ۔

ف اب اس آیت میں فی علی لفظ نہیں ہے۔ اس آیت میں قرآن شریف کا معجزہ ہونا بیان فرمایا ہے کہ اس
کے مثل ایک سورت بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔ فی علی کے لفظ سے معلوم ہوا کہ پورا قرآن معجزہ نہ تھا بلکہ اعجاز صرف
ان آیتوں میں تھا جو حضرت علیؑ کے متعلق تھیں مگر افسوس کہ اب وہ آیتیں قرآن میں نہیں ہیں۔

(۶) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔

فی قول اللہ عز وجل کبر علی المشرکین بولایۃ
علی ما تدعوہم الیہ یا محمد من ولایۃ علی
ہٰکذا فی الکتاب مخطوطۃ

اللہ عز وجل کا قول کبر علی المشرکین بولایۃ علی ما تدعوہم
الیہ یا محمد من ولایۃ علی اسی طرح قرآن میں لکھا
ہوا ہے۔

ف ائمہ کے قرآن میں اسی طرح ہوگا مگر ہمارے قرآن پاک میں تو اب ولایۃ علی اور یا محمد من ولایۃ علی کہیں نہیں
ہے آیت کا تو مطلب ہے کہ مشرکوں کو آنحضرت صلی اللہ کی دعوت دین ناگوار ہے مگر ان الفاظ کے ملانے سے
مطلب یہ ہوا کہ حضرت علیؑ کی امامت میں جو لوگ شرک کرتے ہیں صرف انکو آپ کی دعوت دین اور وہ بھی فقط امامت
علی کے متعلق ناگوار ہے باقی حصہ آپ کی دعوت کا کسی کو ناگوار نہیں نہ توحید ناگوار ہے نہ رسالت نہ اور کچھ۔

(۷) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ۔

فی قولہ سأل سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ
علی لیس لہ دافع ثم قال ہٰکذا واللہ نزل

اللہ تعالیٰ کا قول سأل سائل بعذاب واقع للکافرین
بولایۃ علی لیس لہ دافع پھر فرمایا اسی طرح اللہ کی قسم جبرئیل

بها جبرئیل علی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ — محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکر نازل ہوئے تھے۔

ف اب بولایۃ علی کا لفظ آیت میں نہیں ہے آیت میں مطلق کافروں کے عذاب کا ذکر تھا کہ اسکو کوئی ٹال نہیں سکتا مگر اس لفظ کے ملانے سے آیت میں صرف امامت علیؑ کے کفر کرنیوالوں کا عذاب بیان ہوا کہ اسکو کوئی نہیں ٹال سکتا۔

(۸) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ،

نزل جبرئیل بہذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ھکذا فبدل الذین ظلموا آل محمد حقھم قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علی الذین ظلموا آل محمد حقھم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون۔

جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح لیکر نازل ہوئے تھے فبدل الذین ظلموا آل محمد حقھم قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علی الذین ظلموا آل محمد حقھم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون،

ف اب قرآن مجید میں اس آیت میں آل محمد حقھم کا لفظ دونوں جگہ سے نکلا ہوا ہے بغیر اس لفظ کے آیت میں بنی اسرائیل کے واقعہ کا بیان ہے کہ ان سے خدا نے فرمایا تھا کہ اس بستی میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوتے وقت حطۃ کہنا مگر انھوں نے ازراہ شرارت اس لفظ کو بدل دیا جسکی وجہ سے ان پر عذاب آیا مگر اس لفظ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ آیت میں بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ صحابہ کرام کا حال بیان ہو رہا ہے کہ انھوں نے آل محمد پر ظلم کیا اور اسکی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب آیا مگر افسوس کہ واقعات سے اس مطلب کی تائید نہیں ہوتی، براہ عنایت کوئی مجتہد صاحب بتائیں کہ صحابہ کرامؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کونسا ظلم آل محمد پر کیا تھا اور کونسا عذاب ان پر آسمان سے آیا تھا۔ — قسم کی روایات اس کتاب کے باب مذکور میں بکثرت ہیں)

(۹) اسی کتاب کے باب النوادر صفحہ ۶۷۱ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سبعۃ عشر الف آیۃ

بہ تحقیق جو قرآن جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر لیکر آئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

ف اب قرآن شریف میں علی اختلاف الروایات چھ ہزار چھ سو سولہ آیتیں ہیں لہذا آدھے سے بہت زیادہ قرآن نکل گیا۔

جناب حائری صاحب بڑی جرأت کیساتھ فرماتے ہیں کہ سنیوں کا افترا ہے کہ شیعہ چالیس پارہ قرآن کے

قائل ہیں۔ اجی حضرت حبس سنی نے ایسا کہا ہو اسنے افترا نہیں کیا بلکہ بڑی عنایت آپ لوگوں پر کی آپ لوگ تو چالیس پارے بھی زیادہ کے قائل ہیں اسی روایت سے حساب لگا کر دیکھ لیجیے۔ حائری صاحب سچی بات کو جھٹلانے کا نتیجہ سوا رسوائی کے اور کچھ نہیں۔

(۱۰) کتاب احتجاج کہ وہ بھی بڑی معتبر کتاب مذہب شیعہ کی ہے اسکے مصنف شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی نے دیباچہ کتاب میں لکھدیا ہے کہ اس کتاب میں سوا امام حسن عسکری کے اور جسقدر ائمہ کے اقوال ہیں انپر اجماع ہے یا وہ عقل کے موافق ہیں یا اسقدر سیر وغیرہ کی کتب میں ان کی شہرت ہے کہ مخالف و موافق سب کا انپر اتفاق ہے اس کتاب کے صفحہ ۱۱۹ سے لیکر صفحہ ۱۳۳ تک ایک طویل روایت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک زندیق نے انجناب کے سامنے کچھ اعتراض قرآن پر کیے اور آپ نے قریب قریب ہر اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے اس روایت سے قرآن شریف میں پانچوں قسم کی تحریف ثابت ہوتی ہے کمی کے متعلق جو مضامین اس روایت میں ہیں وہ یہاں نقل کیے جاتے ہیں مثلاً ایک اعتراض اس زندیق نے یہ کیا کہ قرآن میں فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ یعنی اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو جن عورتوں سے چاہو نکاح کر لو۔ زندیق نے کہا کہ شرط و جزا میں کوئی ربط نہیں معلوم ہوتا یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو تو عورتوں سے نکاح کر لو ایک بالکل بے جوڑ بات ہے۔ جناب امیر علیہ السلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں

واما ظهورک علی تناکر قوله فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ولیس یشبه القسط فی الیتامی نکاح النساء ولا کل النساء ایتاما فهو مما قدمت ذکره من اسقاط المنافقین من القرآن و بین القول فی الیتامی وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن وهذا وما اشبهه مما ظهرت حوادث المنافقین فیه لاهل النظر والتامل ووجد المعطلین

اور تجھ کو جو اللہ تعالیٰ کا قول فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء کے ناپسندیدہ ہونے پر اطلاع ہوئی اور تو کہتا ہے کہ یتیموں کے حق میں انصاف کرنا عورتوں سے نکاح کرنے کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتا اور نہ کل عورتیں یتیم ہوتی ہیں پس اس کی وجہ وہی ہے جو میں پہلے تجھ سے بیان کر چکا ہوں کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا فی الیتامی اور فانکحوا کے درمیان میں بہت سے احکام اور قصے تہائی قرآن (یعنی دس پارے) سے زیادہ وہ سب نکال ڈالے گئے اسی

واصل الملل المخالفين للاسلام مساغاً الى القدح في القرآن

وجہ بے ربطی ہوگئی اس قسم کی منافقوں کی تحریف کی وجہ سے جو اہل نظر و تامل کو ظاہر ہوجاتی ہیں بیدینوں اور اسلام کے مخالفوں کو قرآن پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا۔

ف جناب امیر اس زندیق کے کسی اعتراض کا جواب دیکے اس روایت کو دیکھکر صاف کہنا پڑتا ہے کہ شیعوں کی طرح ان کے جناب امیر بھی قرآن کے سمجھنے سے عاجز و قاصر تھے حائری صاحب کے دست و بازو مولوی مرزا احمد علی صاحب نے اپنے رسالہ "انصاف" میں اپنے جناب امیر کی اقتدا کرکے اس آیت کی بے ربطی پر اعتراض کیا ہے حالانکہ آج اہلسنت کے ایک ادنیٰ طالب علم سے پوچھو تو وہ بھی اس آیت کا ربط اچھی طرح بیان کردے گا آیت میں یتامیٰ سے مراد یتیم لڑکیاں ہیں بعض لوگ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرتے تھے اور ان کا مہر بھی کم باندھتے تھے اور دوسرے حقوق بھی ادا نہ کرتے تھے کیونکہ ان یتیموں کی طرف سے کوئی لڑنے جھگڑنے والا تو تھا ہی نہیں لہذا آیت میں حکم دیا گیا کہ اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں بے انصافی کا اندیشہ ہو تو ان سے نکاح نہ کرو بلکہ اور عورتوں سے نکاح کرلو۔ نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندیق سے فرمایا۔

ولو شرحت لك كلما اسقط وحرف وبدل مما يجري هذا المجرى لطال وظهر ما تحظر التقية اظهاره

اگر میں تجھ سے تمام وہ آیتیں بیان کردوں جو قرآن کی نکال ڈالی گئیں اور تحریف کی گئیں اور بدل دی گئیں جو اسی قسم کی کاروائیاں ہوئیں تو بہت طول ہو جائے اور تقیہ جس چیز کے روکتا ہے ظاہر ہوجائے۔

ف تعجب ہے کہ قرآن کو محرف کہنے جامعین قرآن کو منافق کہنے سے تقیہ نے نہ روکا مگر مقامات تحریف معین کرنے سے تقیہ نے روک دیا کیونکہ مقامات تحریف کے معلوم ہوجانے سے بقیہ قرآن کا رد ہوجاتا تقیہ کو یہ کب گوارا تھا ــــ نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندیق سے کہا

ولو علم المنافقون لعنهم الله ما عليهم من ترك هذه الآيات التي بينت لك تاويلها لاسقطوها مع ما اسقطوا منه

اگر منافقوں کو خدا انہیں لعنت کرے معلوم ہوجاتا کہ ان آیتوں کو باقی رکھنے میں کیا خرابی ہے جن کی تاویل میں نے بیان کی تو ضرور وہ ان آیتوں کو بھی نکال ڈالتے جس طرح اور آیتیں نکال ڈالیں۔

(۱) تفسیر صافی کے دیباچہ میں تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا

من القرآن قد طرح منه آی کثیرة — بتحقیق قرآن سے بہت آیتیں نکال ڈالی گئیں۔

نیز اسی کتاب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ۔

ولو قرئ القرآن کما انزل لالفیتنا — اگر قرآن اسی طرح پڑھا جائے جیسا کہ نازل کیا گیا

فیہ مسمّین — تو یقیناً تم قرآن میں ہمارے نام پاؤ گے۔

(۲) تفسیر قمی جس کے مصنف علی بن ابراہیم قمی امام حسن عسکری کے شاگرد اور محمد بن یعقوب کلینی کے استاد ہیں جیسی معتبر کتاب ہے اور روایات تحریف سے لبریز ہے منجملہ ان کے ایک یہ کہ۔

واما ما هو محذوف عنه فهو قوله لکن الله — لیکن وہ آیتیں جو قرآن سے نکال ڈالی گئیں ان کی

یشهد بما انزل الیک فی علی کذا انزلت — ایک مثال ہے لکن اللہ یشہد بما انزل الیک فی علی

(هو قال) ومثله کثیر — یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی (پھر چند مثالوں کے بعد لکھا

ہے کہ) ایسے مثل بہت ہیں۔

قرآن شریف میں گھٹانے بڑھانے کی روایتیں

(۱) کتاب احتجاج مطبوعہ ایران کی اس طویل روایت میں جس کا ذکر اوپر ہوا اس زندیق کا ایک اعتراض یہ ہے کہ خدا نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر بیان کی ہے حالانکہ جتنی تعریف کی ہے اس سے کہیں زیادہ ان کی برائی اور توہین قرآن میں ہے کہ اس قدر توہین اور کسی نبی کی قرآن میں نہیں ہے۔ زندیق کے اس اعتراض کو بھی شیعوں کے جناب امیر نے تسلیم کر لیا اور تسلیم کر کے جواب دیا کہ۔

وهذی بدانی الکتب من الازراء علی النبی — کتاب یعنی قرآن میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہے

من فریة الملحدین — یہ ملحدوں کی افترا کی ہوئی (یعنی حامیین قرآن کی بڑھائی

ہوئی) ہے نعوذ باللہ۔ — نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندیق سے کہا۔

واثبتوا فی الکتب مالم یقله الله — ان منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں درج کر دیں جو

لیلبسوا علی الخلیقة — اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو فریب دیں۔

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے کہا۔

وليس يسوغ مع عموم التقية التصريح باسماء المبدلين ولا الزيادة فى اياته على ما انتبوه من تلقائهم فى الكتب لما فى ذلك من تقوية حجج اهل التعطيل والكفر والملل المنحرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم الظاهر الذى قد استكان له الموافق والمخالف

تقیہ کی ضرورت اس قدر ہیکہ نہ میں ان لوگوں کے نام بتا سکتا ہوں جنھوں نے قرآن میں تحریف کی۔ نہ اس زیادتی کو بتا سکتا ہوں جو انھوں نے قرآن میں درج کی جس سے اہل تعطیل وکفر اور مذاہب مخالف اسلام کی تائید ہوتی ہے اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے جس کے موافق ومخالف سب قائل ہیں۔

نیز اسی روایت میں ہیکہ اس زندیق سے جناب امیر نے جمع قرآن کا قصہ یوں بیان کیا۔

ثم دفعهم الاضطرار بورود المسائل عما لا يعلمون تاويله الى جمعه تاويله وتضمينه من تلقائهم ما يقيمون به دعائم كفرهم فصرخ مناديهم من كان عنده شيئ من القرآن فليأتنا به ووكلوا تاليفه ونظمه الى بعض من وافقهم الى معاداة اولياء الله فالفه على اختيارهم.

پھر جب ان منافقوں سے وہ مسائل پوچھے جانیلگے جنکو وہ نہ جانتے تھے تو مجبور ہوئے کہ قرآن کو جمع کریں اسکی تفسیر کریں اور قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستون کو قائم کریں لہذا ان کے منادی نے اعلان دیا کہ جسکے پاس کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے اور ان منافقوں نے قرآن کی جمع وترتیب کا کام اس شخص کے سپرد کیا جو دوستان خدا کی دشمنی میں ان کا ہمخیال تھا اور اسکی انکی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا۔ پھر اسی روایت میں بڑی وضاحت کیساتھ جناب امیر کا یہ قول بھی ہے۔

وزادوا فيه ما ظهر تناكره وتنافره

اور بڑھادیں انھوں نے قرآن میں وہ عبارتیں جن کا خلاف فصاحت اور قابل نفرت ہونا ظاہر ہے۔

ف احتجاج کی ان روایات سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ اس قرآن میں نبی کی توہین قرآن کے جمع کرنے والوں نے بڑھائی ہے دوم یہ کہ قرآن مذاہب باطلہ اور مخالفین اسلام کی تائید کرتا ہے شریعت کو مٹارہا ہے کفر کے ستون اسسے قائم ہوتے ہیں سوم اس قرآن میں ایسی عبارتیں بڑھادی گئیں ہیں جو قابل نفرت اور خلاف فصاحت ہیں چہارم نہیں معلوم کہ یہ بڑھائی ہوئی عبارتیں کون کون اور کہاں کہاں ہیں پنجم اس قرآن کے جمع کرنیوالے منافق اور کفر کے ستون قائم کرنیوالے اور دوستان خدا کے دشمن تھے انھوں نے اپنی پسند وخواہش کے مطابق قرآن کو جمع کیا۔

کیسوں جناب حائری صاحب اسی قرآن پر آپ ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(۲) تفسیر صافی میں تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا

لولا انہ زید فی القرات ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی

اگر قرآن میں بڑھایا نہ گیا ہوتا اور گھٹایا نہ گیا ہوتا تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ ہوتا۔

ف خیر اور کچھ ہوا نہ ہو مگر اتنا تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف مذہب شیعہ کے بالکل خلاف ہے حتی کہ مسئلہ امامت اور ائمہ کا حق بھی اس سے ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ قرآن سنیوں کی تائید کرتا ہے ان کے ستون قائم کرتا ہے۔

قرآن شریف کے حروف و الفاظ کے بدلے جانیکی روایتیں

(۱) تفسیر قمی میں ہے۔

واما ما کان خلاف ما انزل اللہ فھو قولہ تعالی کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیۃ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام لقاری ھذہ الآیۃ خیر امۃ یقتلون امیر المومنین والحسین بن علی فقیل لہ فکیف نزلت یا ابن رسول اللہ فقال انما نزلت خیر ائمۃ اخرجت للناس

اور وہ چیزیں جو قرآن میں موجود ہیں خلاف ما انزل اللہ ہیں (مثلاً) وہ یہ آیت ہے کنتم خیر امۃ یعنی تم لوگ تمام ان امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کیلئے ظاہر کی گئیں امام جعفر صادق نے اس آیت کے پڑھنے والے سے کہا کہ واہ کیا اچھی امت ہے جس نے امیر المومنین کو اور حسین بن علی کو قتل کر دیا پوچھا گیا کہ پھر یہ آیت کس طرح اتری تھی اے فرزند رسول تو فرمایا کہ یہ آیت اس طرح اتری تھی کنتم خیر ائمۃ یعنی اے ائمہ اثنا عشر تم تمام اماموں سے بہتر ہو

ف معلوم ہوا کہ خیر امۃ غلط ہے خیر ائمۃ نازل ہوا تھا لفظ کی تبدیلی ہو گئی۔

(۲) نیز اسی تفسیر میں ہے۔

قری علی ابی عبد اللہ الذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما فقال علیہ

امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی الذین یقولون یعنی وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے رب ہماری بخش ہم کو ہماری بی بیوں اور ہماری اولاد کو ٹھنڈک آنکھوں کی۔

السلام لقد سألوا الله عظيما ان يجعلهم للمتقين اماما فقيل له يا بن رسول الله كيف نزلت فقال انما نزلت واجعل لنا من المتقين اماما۔

اور بنا دے ہمکو متقیوں کا امام. توامام جعفر صادق نے فرمایا کہ انھوں نے اللہ سے بڑی چیز مانگی کہ ان کو متقیوں کا امام بنا دے پوچھا گیا کہ اے فرزند رسول اللہ یہ آیت کس طرح اتری تھی تو فرمایا کہ اس طرح اتری تھی واجعل لنا من المتقین یعنی ہمارے لئے متقیوں میں سے کوئی امام مقرر کر دے۔

ف چونکہ امامت کا مرتبہ شیعوں کے یہاں نبوت سے بھی بڑھا ہوا ہے اس لئے امام نے آیت کو غلط کہدیا کہ اس میں امامت کی درخواست خدا سے کی گئی ہے اس آیت میں حروف کی تبدیلی ہے۔

(۳) اصول کافی صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔

قرأ رجل عند ابی عبد الله علیه السلام قل اعملوا فسیری الله عملکم ورسوله والمومنون فقال لیس هکذا هی انما هی والماموبون فنحن الماموبون

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی قل اعملوا یعنی اے نبی کہدو کہ تم لوگ عمل کرو تمہارا عمل اللہ دیکھیگا اور اس کا رسول اور ایمان والے امام نے فرمایا یہ آیت اس طرح نہیں بلکہ یوں ہے والماموبون (یعنی ماموبون لوگ دیکھیں گے اور ماموبون ہم ائمہ اثنا عشر ہیں)۔

(۴) کتاب احتجاج کی اسی روایت میں ہے کہ زندیق نے ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ قرآن میں پیغمبروں کی مذمت تو نام لیکر خدا نے بیان کی ہے مگر منافقوں کی مذمت اشارات وکنایات میں ہے ان کا نام نہیں لیا گیا یہ کیا بات ہے تو جناب امیر نے جواب دیا کہ۔

ان الکنایة عن اسماء اصحاب الجرائر العظیمة من المنافقین لیست من فعله تعالی وانما من فعل المغیرین والمبدلین الذین جعلوا القرآن عضین واعتاضوا الدنیا من الدین

بڑے بڑے جرم والے منافقین کے نام کا کنایات میں ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تو صاف صاف نام ذکر کئے تھے بلکہ یہ فعل ان تحریف کرنیوالوں بدلنے والوں کا ہے جنھوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور دنیا کے عوض دین کو بیچ ڈالا (انھوں نے ناموں کو نکال ڈالا اور بجائے ان کے کنایہ کے الفاظ رکھدیئے)۔

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندیق کو یہ نفیس جوابات دیکر فرمایا۔

يحببك من الجواب عن هذا الموضع ما سمعت فان شريعة التقية تحظر التصريح باكثر منه

پس اس مقام میں یہ جواب تجھے کافی ہیں جو تونے سنے اسلئے کہ تقیہ کی شریعت اس سے زیادہ صاف بیانی کرنے کو روکتی ہے۔

نمونہ کے طور پر تحریف کے چار قسموں کی روایتیں تھوڑی نقل کی گئیں اگر کوئی شخص کتب شیعہ کو دیکھے تو ایک انبار اق روایتوں کا پائیگا جن سے ایک بڑا ضخیم مجلد تیار ہو سکتا ہے اور اسکو معلوم ہوگا کہ بڑا مقصد اہم ان لوگوں کا یہی تھا باقی رہی تحریف کی پانچویں قسم یعنی خرابی ترتیب آیات کی اور ترتیب سورتوں کی وہ تو اس قدر مشہور ہے کہ حاجت کسی حوالہ کی نہیں علاوہ ازیں روایات منقولہ بالا سے وہ بھی ثابت ہو رہی ہے اور آئندہ بھی اس کے متعلق عبارتیں نقل کی جائیں گی اور اس وقت بھی ایک حوالہ اس کا پیش کیا جاتا ہے۔

علامہ نوری طبرسی فصل الخطاب کے صفحہ ٩٧ میں فرماتے ہیں۔

انه كان لامير المومنين عليه السلام قرآنا مخصوصا جمعه بنفسه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه و آله وعرضه على القوم فاعرضوا عنه فحجبه عن اعينهم وكان عند ولده عليهم السلام يتوارثونه امام عن امام كسائر خصائص الامامة وخزائن النبوة وهو عند الحجة عجل الله فرجه يظهره للناس بعد ظهوره ويامرهم بقراءته وهو مخالف لهذا القرآن الموجود من حيث التاليف و ترتيب السور والآيات بل الكلمات ايضا ومن جهت الزيادة والنقيصة وحيث ان الحق مع على عليه السلام وعلى مع الحق ففى القرآن الموجود تغيير من

امیر المومنین علیہ السلام کا ایک قرآن مخصوص تھا جسکو انھوں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خود جمع کیا تھا اور اس کو صحابہ کے سامنے پیش کیا مگر ان لوگوں نے توجہ نہ کی لہذا اسکو انھوں نے لوگوں سے پوشیدہ کر دیا اور وہ قرآن ان کی اولاد کے پاس رہا ایک امام سے دوسرے امام کو میراث میں ملتا رہا مثل اور خصائص امامت و خزائن نبوت کے اور اب وہ قرآن امام مہدی کے پاس ہے خدا ان کی مشکل جلد آسان کرے وہ اس قرآن کو اپنے ظاہر ہونیکے بعد نکالیں گے اور لوگوں کو اسکی تلاوت کا حکم دیں گے اور وہ قرآن اس قرآن موجود کے خلاف ہے سورتوں اور آیتوں کی ترتیب میں بھی بلکہ الفاظ کی ترتیب میں بھی اور کمی بیشی کے لحاظ سے بھی اور چونکہ حق علی علیہ السلام کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں لہذا ثابت ہوگیا کہ قرآن موجود میں دونوں

جهتين وهو المطلوب حیثیتوں سے تحریف ہے اور یہی (ہم شیعوں کا) مقصود ہے۔

اب علمائے شیعہ کے تینوں اقرار دیکھیے یعنی اقرار روایات تحریف کے کثیر و متواتر ہونے کا اور اقرار ان روایات کے صراحۃً تحریف پر دلالت کرنیکا اور اقرار انھیں روایات کے مطابق معتقد تحریف ہونیکا۔

علمائے شیعہ کے تینوں اقرار

چونکہ مذہب شیعہ کا مقصد اصلی قرآن کو مشکوک بنانا اور اس پردہ میں دین اسلام کو مٹانا تھا علمائے بڑے اہتمام سے علمائے شیعہ نے تحریف قرآن کی روایتیں ائمہ کے نام سے تصنیف کیں اور ان روایتوں کو مذکورہ بالا تینوں اقراروں سے مزین کیا۔ بیچاروں کو کیا خبر تھی کہ ہماری یہ کوشش خاک میں ملجائیگی اور قرآن شریف کی روشنی اسی طرح قائم رہے گی۔ اب وہ اقرار سنیئے۔

(۱) کتاب فصل الخطاب مطبوعہ ایران صفحہ ۲۱۱ میں ہے۔

الاخبار الكثيرة المعتبرة الصريحة فى	بہت سی حدیثیں جو معتبر ہیں اور قرآن موجود میں کمی
وقوع السقط ودخول النقصان فى الموجود	اور نقصان پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں علاوہ ان
من القرآن زيادة على ما مر فى ضمن	احادیث کے جو دلائل سابقہ کے ضمن میں بیان ہوچکیں
الادلة السابقة وانه اقل من تمام ما	اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ قرآن مقدار نزول
نزل اعجازاً على قلب سيد الانس والجان	سے بہت کم ہے اور یہ کمی کسی آیت یا کسی سورت کے
من غير اختصاصها باية اوسورة وهى	ساتھ مخصوص نہیں اور یہ حدیثیں ان کتب متفرقہ
متفرقة فى الكتب المتفرقة التى عليها	میں پھیلی ہوئی ہیں جن پر ہمارے مذہب کا اعتماد اور
المعول واليها المرجع عند الاصحاب بجمع	اہل مذہب کا ان کی طرف رجوع ہے میں نے وہ سب
ما عثرت عليها فى هذا الباب	حدیثیں جمع کردی ہیں جو میری نظر سے گذریں۔

اسکے بعد بکثرت کتابوں کے نام گنائے ہیں اور روایات تحریف کے انبار لگا دیئے ہیں۔

(۲) نیز اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ میں محدث جزائری کا قول نقل کیا ہے کہ

قال السيد المحدث الجزائرى فى الانوار ما معناه	سید محدث جزائری نے کتاب انوار میں لکھا ہے جس کے معنی
ان الاصحاب قد اطبقوا على صحة الاخبار	یہ ہیں کہ اصحاب امامیہ نے اتفاق کیا ہے ان روایات

المستفيضة بل المتواترة الدالة بصريحها على وقوع التحريف في القرآن كلاماً و مادة واعراباً والتصديق بها

مستفیضہ بلکہ متواترہ کی صحت پر جو صراحۃً قرآن کے محرف ہونے پر دلالت کرتی ہیں یہ تحریف کلام میں بھی ہے مادہ میں بھی، اعراب میں بھی اور اتفاق کیا ہے روایت کی تصدیق پر۔

(۳) اسی فصل الخطاب کے صفحہ ۲۲۷ میں علاوہ محدث جزائری کے اپنے دوسرے علماء سے بھی روایات تحریف کا متواتر ہونا نقل کیا ہے۔

وهي كثيرة جداً حتى قال السيد نعمة الله الجزائري في بعض مؤلفاته كما حكى عنه ان الاخبار الدالة على ذلك تزيد على الفي حديث وادعى استفاضتها جماعة كالمفيد والمحقق الداماد والعلامة المجلسي و غيرهم بل الشيخ ايضاً صرح في التبيان بكثرتها بل ادعى تواترها جماعة ياتي ذكرهم في آخر المبحث۔

روایات تحریف قرآن یقیناً بہت ہیں حتی کہ سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے جیسا کہ ان سے نقل کیا گیا ہے کہ جو حدیثیں تحریف پر دلالت کرتی ہیں وہ دو ہزار حدیث سے زیادہ ہیں اور ایک جماعت نے ان کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے جیسے مفید اور محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم بلکہ شیخ نے بھی تبیان میں تصریح کی ہے کہ یہ روایات بکثرت ہیں بلکہ ایک جماعت محدثین نے ان روایتوں کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے جن کا ذکر آگے آئیگا ـــــ پھر بفاصلہ چند سطور لکھا ہے کہ

واعلم ان تلك الاخبار منقولة من الكتب المعتبرة عليها معول اصحابنا في اثبات الاحكام الشرعية والآثار النبوية.

جاننا چاہیے کہ یہ حدیثیں تحریف کی ان معتبر کتابوں سے نقل کی گئی ہیں جن پر ہمارے اصحاب کا اعتماد ہے احکام شرعیہ ثابت کرنے اور آثار نبویہ کے نقل کرنے میں۔

(۴) پھر صاحب فصل الخطاب نے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے اور آخر کتاب میں ان تمام محدثین کے نام لکھے ہیں جنھوں نے روایات تحریف کو متواتر کہا ہے ان ناموں میں علامہ مجلسی کا نام نامی بھی ہے اور اُن کی عبارت کا حسب ذیل فقرہ قابل دید ہے وہ فرماتے ہیں۔

وعندي ان الاخبار في هذا الباب متواترة معنى وطرح جميعها يوجب رفع الاعتماد

میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں معنیً متواتر ہیں اور ان سب روایتوں کو ترک کر دینے سے ہماری تمام فن

عن الاخبار و اُسًا بل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب لا یقصر عن اخبار الامامة فکیف یثبتونها بالخبر (فصل الخطاب ص۳۵۲)

حدیث کا اعتبار جاتا رہیگا بلکہ میرا علم ہے کہ تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں ہیں لہٰذا اگر تحریف قرآن کی روایتوں کا اعتبار نہ ہو تو مسئلہ امامت بھی روایتوں سے ثابت نہ ہوسکے گا۔

(۵) علامہ محسن کاشی تفسیر صافی کے دیباچہ میں تحریف کی (مجمل) روایات نقل کرکے فرماتے ہیں۔

المستفاد من جمیع هذه الاخبار وغیرها من الروایات من طریق اهل البیت علیهم السلام ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتمامه کما انزل علی محمد صلی الله علیه وآله بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ومنه ما هو مغیر ومحرف وانه قد حذف منه اشیاء کثیرة منها اسم علی فی کثیر من المواضع ومنها غیر ذلک وانه لیس ایضا علی الترتیب المرضی عند الله وعند رسوله، وبه قال علی ابن ابراهیم

ان تمام حدیثوں کا اور ان کے علاوہ جس قدر حدیثیں اہل بیت علیہ السلام کی سند سے نقل کی گئی ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ جو قرآن ہمارے درمیان ہے وہ پورا ویسا نہیں جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوا تھا بلکہ اس میں کچھ اللہ کے نازل کئے ہوئے کے خلاف ہے اور کچھ متغیر و محرف ہے اور یقیناً اس میں سے بہت سی چیزیں نکال ڈالی گئی ہیں جیسے علی کا نام بہت سے مقامات سے اور علاوہ اسکے اور ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قرآن کی ترتیب بھی خدا اور اس کے رسول کی پسند کی ہوئی ترتیب نہیں ہے انہیں سب باتوں کے قائل ہیں علی ابن ابراہیم قمی۔

(۶) دور آخر کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی جن کو شیعوں کے امام والا مقام مولوی حامد حسین آیۃ اللہ فی العالمین فرماتے ہیں۔ عماد الاسلام میں لکھتے ہیں، کما نقلہ فی الاستقصار۔

قال آیة الله فی العالمین اعلی الله داره السلام فی عماد الاسلام بعد ذکر نبذ من احادیث التحریف المأثورة عن سادات الانام علیهم الاف التحیة و السلام مقتضی تلک الاخبار ان التحریف فی الجملة فی هذا القرآن الذی بین

آیۃ اللہ فی العالمین یعنی مولوی دلدار علی اپنی کتاب عماد الاسلام میں بعد نقل کرنے چند احادیث تحریف کے جو سرداران خلق یعنی ائمہ اثنا عشر علیہم الاف التحیۃ والسلام سے منقول ہیں فرماتے ہیں کہ نتیجہ ان روایات کا یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ تحریف اس قرآن میں جو ہمارے سامنے ہے ضرور ہوئی ہے بایں طور کہ زیادہ ہوجانے بعض حروف کے اور کم ہوجانے بعض حروف کے بلکہ بعض

ایدیا بحسب زیادۃ بعض الحروف ونقصانہ بل بحسب بعض الالفاظ وبحسب الترتیب فی بعض المواقع قد وقع بحیث لا یتشک فیہ مع تسلیم تلک الاخبار۔

الفاظ کے اور بلحاظ ترتیب کے بعض مقامات میں یقیناً واقع ہوگئی ہے اعراج کران روایتوں کے تسلیم کے بعد تحریف قرآن میں شک نہیں کیا جا سکتا (اسکے بعد مولوی دلدار علی نے تحریف کی صورتیں لکھی ہیں جو عنقریب نقل ہونگی۔

(۷) امام الشیعہ مولوی حامد حسین استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

"ورود روایات تحریف قرآن بطریق اہل حق صفحہ ۱ میں ہے: اگر سیجارہ شیعہ بمقتضائے احادیث کثیرہ اہل بیت طاہرین مصرح بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف ونقصان بر زبان آرد ورد حذف سہام طعن وملام مورد استہزاء وتشنیع گردد۔ صفحہ ۴۶ میں ہے: اگر اہل حق از حافظان اسرار الٰہی وحاملان آثار جناب رسالت پناہی کہ ہداۃ اسلام وائمہ انام اند روایت کنند احادیثے راکہ دال ست برآنکہ در قرآن شریف مبطلین واہل ضلال تحریف نمودند وتصحیفش باعمل آوردند واصل قرآن کہ منزل نزد حافظان شریعت موجود است کہ دریں صورت اصلا بر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نقصی وعلتی عائد نشود فریاد وفغان آغاز میکنند کلمات ناشائستہ دور از کار کہ بادنی قائلی نمی زیبد بر زبان آرند" عبارت منقولہ بالا سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے (۱) روایات تحریف قرآن شیعوں کی ان اعلیٰ ترین معتبر کتابوں میں ہیں جن پر مذہب شیعہ کی بنیاد ہے (۲) روایات تحریف کثیر ومستفیض بلکہ متواتر ہیں (۳) روایات تحریف رد کردی جائیں تو شیعوں کا فن حدیث بیکار وبے اعتبار ہو جائے (۴) تحریف قرآن کی روایتیں کتب معتبرہ شیعہ میں دو ہزار سے زائد ہیں۔

(۵) تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت سے کم نہیں ہیں معلوم ہوا کہ مذہب شیعہ میں جس درجہ ضروری مسئلہ امامت ہے اسی درجہ تحریف قرآن بھی ضروری ہے حضرت علیؓ اور دیگر ائمہ کی امامت کا ماننا جیسا فرض ہے اسی درجہ کا فرض قرآن کو محرف ماننا بھی ہے جو شخص قرآن کو محرف نہ مانے وہ از روئے مذہب شیعہ ویسا ہی گنہگار وبد دین اور مذہب شیعہ سے خارج ہوگا جیسا ائمہ اثنا عشر کی امامت کا منکر۔

(۶) یہ روایات قرآن کے محرف ہونے اور پانچوں قسم کی تحریف سے ملوث ہونے پر ایسی صاف اور واضح دلالت کرتی ہیں کہ اس میں شک نہیں ہو سکتا۔

ان عبارات میں دو اقرار تو بالکل واضح ہیں یعنی ان روایات کے کثیر ومتواتر ہونے کا اور ان روایات کے تحریف پر دلالت کرنیکا تیسرا اقرار یعنی معتقد تحریف ہونیکا اس درجہ واضح نہیں ہے لہذا اس کیلئے اور عبارتیں درج

ذیل ہیں

(۷) واما اعتقاد مشائخنا رحمهم الله فی ذلك فالظاهر من ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراه انه کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن لانه روی روایات فی هذا المعنی فی کتابه الکافی ولم یتعرض لقدح فیها مع انه ذکر فی اول الکتاب انه کان یثق بما رواه فیه وکذلك استاذه علی بن ابراهیم القمی فان تفسیره مملو منه وله غلو فیه وکذلك الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی قدس سره فانه نسج علی منوالهما فی کتاب الاحتجاج

ہمارے بزرگوں کا اعتقاد اس بارہ میں یہ ہے کہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی قرآن کی تحریف و نقصان کے معتقد تھے کیونکہ انھوں نے اس مضمون کی روایتیں اپنی کتاب کافی میں نقل کی ہیں اور ان روایتوں پر کوئی جرح نہیں کی باوجودیکہ انھوں نے آغاز کتاب میں لکھدیا ہے کہ جتنی روایتیں اس کتاب میں ہیں ان پر مجھے وثوق ہے اور اسیطرح ان کے استاذ علی بن ابراہیم قمی کی تفسیر بھی روایات تحریف سے پُر ہے اور ان کو اس عقیدہ میں غلو ہے اسیطرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کی کتاب احتجاج میں انھیں دونوں کے طرز پر چلے ہیں۔

(۸) علامہ نوری طبرسی فصل الخطاب کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں۔

الاول وقوع التغییر والنقصان فیه وهو مذهب الشیخ الجلیل علی بن ابراهیم القمی شیخ الکلینی فی تفسیره صرح بذلك فی اوله وملأ کتابه من اخباره مع التزامه فی اوله بان لا یذکر الا عن مشائخه وثقاته ومذهب تلمیذه ثقة الاسلام الکلینی رحمه الله علی ما نسبه الیه جماعة لنقله الاخبار الکثیرة الصریحة فی هذا المعنی فی کتاب الحجة خصوصا فی باب النکت والنتف من التنزیل وفی الروضة من غیر تعرض لردها

پہلا قول یہ کہ قرآن میں تغیر و نقصان ہوگیا اور یہی مذہب ہے شیخ جلیل علی بن ابراہیم قمی استاذ کلینی کا انھوں نے اپنی تفسیر کے شروع میں اسکی تصریح کی ہے اور اپنی تفسیر روایات تحریف سے بھردی ہے اور ساتھ ہی اپنی تفسیر کے شروع میں انھوں نے یہ پابندی ظاہر کی ہے کہ وہی روایتیں ذکر کروں گا جو میرے اساتذہ اور معتبر لوگوں نے روایت کی ہیں اور یہی مذہب ہے ثقۃ الاسلام کلینی رحمۃ اللہ کا جیسا کہ ایک جماعت نے ان کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ انھوں اس مضمون کی بہت سی صریح روایتیں کافی کی کتاب الحجہ خصوصاً باب

وتاویلها و استظهر المحقق السید محسن الکاظمی فی شرح الوافیة مذهبه من الباب الذی عقده فیه وسماه باب انه لم یجمع القرآن کله الا الائمة علیهم السلام فان الظاهر من طریقته انه انما یعقد الباب لما یرتضیه قلت وهو کما ذکره فان مذهب القدماء تعلم غالبا من عناوین ابوابهم وبه صرح ایضا العلامة المجلسی فی مرآة العقول

النکت "النتف من التنزیل میں اور رد منہ میں نقل کی ہیں اور ان روایات کو نہ رد کیا نہ ان کی کچھ تاویل کی اور محقق سید محسن کاظمی نے شرح وافیہ میں کلینی کا مذہب اس باب سے ثابت کیا ہے جو انھوں نے کافی میں منعقد کیا ہے اور اس کا نام رکھا ہے باب انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمہ علیہم السلام کیونکہ ان کے طریقہ سے ظاہر ہے کہ وہ اسی مضمون کیلئے باب قائم کرتے ہیں جو مضمون انکو پسند آتا ہے میں کہتا ہوں کہ محقق کاظمی کا یہ کہنا ٹھیک ہے متقدمین کا مذہب اکثر ان کے ابواب کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے اور کلینی کے مذہب کی تصریح علامہ مجلسی نے بھی مراۃ العقول میں کی ہے۔

اس کے بعد حسب ذیل تمام اپنے اکابر علمائے متقدمین کے صاحب فصل الخطاب نے درج کیے ہیں الثقہ الجلیل محمد بن الحسن الصفار (مصنف کتاب البصائر) الثقہ محمد بن ابراہیم النعمانی شاگرد کلینی مصنف کتاب الغیبہ الثقہ الجلیل سعد بن عبداللہ القمی جنھوں نے اپنی کتاب ناسخ و منسوخ میں ایک باب تحریف قرآن کا بھی قائم کیا ہے جیسا کہ علامہ مجلسی نے بحار کے انیسویں مجلد میں اسکی تصریح کی ہے۔ السید علی بن احمد الکوفی مصنف کتاب بدع المحدثہ الجلہ المفسرین و المشتہر الشیخ الجلیل محمد بن مسعود العیاشی (مصنف تفسیر عیاشی) الشیخ فرات بن ابراہیم الکوفی الثقہ محمد بن العباس الماہیار شیخ المتکلمین متقدم النوبختیین ابو سہل اسمعیل بن علی بن اسحاق بن سہل بن نوبخت مصنف کتب کثیرہ اسحاق الکاتب جنھوں نے امام مہدی کو دیکھا ہے خدا امام ممدوح کی شکل جلد آسان کرے۔ انہیں الطائفہ جن کے معصوم ہونے کے اکثر یا بعض لوگ قائل ہیں یعنی ابو القاسم حسین ابن روح بن ابی بحر نوبختی جو شیعوں کے اور امام مہدی کے درمیان میں تیسرے سفیر تھے العالم الفاضل المتکلم حاجب بن لیث بن سراج۔ الشیخ الجلیل الثقہ الاقدم فضل بن شاذان الشیخ الجلیل محمد بن حسن شیبانی مصنف تفسیر نہج البیان۔ الشیخ الثقہ احمد بن محمد بن خالد البرقی مصنف کتاب المحاسن محقق طوسی نے فہرست میں اور نجاشی نے اپنے اسماء الرجال میں انکی تصانیف میں کتاب التحریف کو شمار کیا ہے۔ الثقہ محمد بن خالد جو شیخ سابق الذکر کے والد تھے۔ الشیخ الثقہ علی بن الحسن بن فضال جن سے کوئی غلطی

علم حدیث میں ظاہر نہیں ہوئی محمد بن الحسن الصیرفی احمد بن محمد سیار الشیخ حسن بن سلیمان الحلی تلمیذ الشہید الثقۃ الجلیل محمد بن عباس بن علی بن مروان ماہیار ابو الطاہر عبد الواحد بن عمر القمی محمد بن علی بن شہر آشوب شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی جنھوں نے تحریف قرآن کے متعلق دس حدیثوں سے زیادہ روایت کی ہیں۔ اس کے بعد مصنف فصل الخطاب لکھتے ہیں وھو مذھب جمھور المحدثین الذین عثرنا علی کلماتھم یعنی یہی مذہب جمہور محدثین کا جن کے کلمات سے ہم کو اطلاع ہوئی۔ مولی محمد صالح۔ الفاضل السید علی خان مولی محمد مہدی ترانی الاستاذ الاکبر البہبہانی۔ محقق کاظمی شیخ ابو الحسن الشریف شیخ علی بن محمد المقابی سید جلیل علی طاوس۔ الشیخ الاعظم محمد بن محمد بن نعمان المفید

یہ ایک مختصر فہرست اطلاع ناظرین کے لئے درج کی گئی تاکہ جناب حائری صاحب دیگر علمائے شیعہ کی غلط بیانی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

حقیقت یہی ہے کہ تمام محدثین اور بڑے بڑے اکابر مذہب شیعہ کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں نہ کوئی شیعہ تحریف قرآن کا منکر ہوا نہ ہو سکتا ہے، ان کے مذہب کی بنیاد ہی عداوت قرآن پر ہے۔ شیعوں میں گنتی کے صرف چار آدمی ازراہ تقیہ تحریف قرآن کے منکر ہو گئے ہیں۔ شریف مرتضی شیخ صدوق۔ ابو جعفر طوسی، شیخ ابو علی طبرسی، مصنف تفسیر مجمع البیان جب علمائے شیعہ کو سنیوں کے مقابلہ میں ضرورت پیش آتی ہے یا اپنے مسلمان ثابت کرنے کی ہوس خام پیدا ہوتی ہے تو انھیں چار میں سے کسی نہ کسی کا قول پیش کر دیتے ہیں اور بڑی صفائی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہماری اوپر بالکل بے جا الزام ہے ہم تو تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں چنانچہ حائری صاحب نے بھی اپنے رسالہ موعظۂ تحریف قرآن میں یہی کارروائی کی ہے ناواقف شخص بیشک اس کارروائی سے دھوکہ کھا جاتا ہے مگر جو لوگ مذہب شیعہ سے واقف ہیں ان کے سامنے یہ کارروائی نہیں چل سکتی اب بعونہ تعالی ان چاروں اشخاص کے اقوال اور ان کی حقیقت و اصلیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ جب بانیان مذہب شیعہ عداوت قرآن کا حق ادا کر چکے اور راویان قرآن یعنی صحابہ کرامؓ کو بھی بزعم خود خوب مجروح کر لیا تب بھی صبر نہ آیا اور تحریف قرآن کی دو ہزار سے زیادہ روایتیں حضرت علیؓ و امام باقر کے نام سے تصنیف کر کے اپنی کتابوں میں درج کر دیں سمجھے تھے کہ اب دین اسلام مٹ چکا مسلمان قرآن مجید کی طرف سے ضرور شک میں پڑ جائیں گے مگر خدا کی قدرت نہ اسلام مٹا اور نہ قرآن مجید میں کسی

کو شک پیدا ہوا مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں نے بھی ان روایات تحریف کو گوز خر سے بدتر سمجھا اور ان کو بھی قرآن شریف کے محرف ہونیکا وہم نہ پیدا ہوا مثلاً سر ولیم میور جو صوبہ متحدہ کے لفٹننٹ گورنر تھے باوجود متعصب عیسائی ہونیکے اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی طرف سے ان کی انجیلوں کو محرف کہا جاتا ہے تو بھی وہ قرآن کو محرف نہ کہہ سکے اور اپنی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھ گئے ہیں۔ یہ بالکل

"یہ بالکل صحیح اور کامل قرآن ہے اور اس میں ایک حرف کی بھی تحریف نہیں ہوئی۔ ہم ایک بڑی مضبوط بنا پر دعوی کر سکتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت خالص اور غیر متغیر صورت میں ہے اور آخر کار ہم اپنی بحث کو ون ہیم صاحب کے فیصلہ پر ختم کرتے ہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو قرآن ہے ہم کامل طور پر اس میں ہر لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سمجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان اس کے ہر لفظ کو خدا کا لفظ خیال کرتے ہیں۔"

بلکہ نتیجہ یہ ہو کہ چاروں طرف سے تعریض و ملامت کی بوچھار ہونے لگی اور واقعی اس سے بڑھ کر نمک حرامی کیا ہوگی کہ جس دین کا نام لیتے تھے اسی کی جڑ کاٹنا شروع کی اسلام کو کیا مٹاتے خود ہی اسلام سے خارج ہو گئے۔ خدا کے نور کو جو شخص بجھانیکی کوشش کرتا ہے اسکو یہی پھل ملتا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ❊ ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد

بالآخر شریف مرتضیٰ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح یہ کلنک کا ٹیکہ مٹانا چاہیئے لہٰذا انھوں نے تقیہ کر کے تحریف قرآن کا انکار کر دیا مگر افسوس کہ انھوں نے ایک ایسے کام کا ارادہ کیا جس میں کامیابی محال تھی وہ اپنے قول کی کوئی دلیل مذہب شیعہ کے اصول کے مطابق نہ پیش کر سکے نہ اپنی تائید میں کوئی روایت ائمہ معصومین کی لا سکے نہ روایات تحریف کا کوئی جواب دے سکے بلکہ انکار تحریف کی دھن میں وہ باتیں لکھ گئے جو ان کے مذہب کے لیئے سم قاتل تھیں اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے، قرآن پر ایمان کا دعوی بغیر مذہب شیعہ کی بیخ کنی کے ممکن ہی نہ تھا۔

تلاش و تتبع سے معلوم ہوا کہ گنتی کے چار شخص اکابر قدمائے شیعہ میں ہیں جنھوں نے ازراہ تقیہ قرآن شریف کی تحریف کا انکار کیا اور ہر قسم کی تحریف سے اسکو پاک بتلایا۔ اول شریف مرتضیٰ دوم شیخ صدوق سوم ابو جعفر طوسی چہارم شیخ ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان۔ ان چار کے سوا قدمائے شیعہ

میں کسی نے ازراہ تقیہ بھی تحریف قرآن کا انکار نہیں کیا۔ فصل الخطاب صفحہ ۳۴ میں ہے الثانی عدم وقوع التغییر والنقصان فیہ وان جمیع ما نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ھو الموجود بایدی الناس فیما بین الدفتین والیہ ذھب الصدوق فی عقائدہ والسید المرتضی وشیخ الطائفۃ فی التبیان ولم یعرف من القدماء موافق لھم یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن میں تحریف اور کمی نہیں ہوئی اور یہ کہ جس قدر قرآن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوا وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اور دفتیوں کے بیچ میں موجود ہے اور اسی طرف گئے ہیں صدوق اپنے کتاب عقائد میں اور سید مرتضی اور شیخ الطائفہ (ابو جعفر طوسی) تبیان میں اور متقدمین میں کوئی ان کا موافق معلوم نہیں ہوا۔ نیز اسی کتاب کے صفحہ ۳۴ میں ہے والی طبقۃ (ای المرتضی) لم یعرف الخلاف صریحا الا من ھذہ المشائخ الاربعۃ یعنی شریف مرتضی کے طبقہ تک مسالہ تحریف قرآن کی صراحۃً مخالفت سوا ان چار بزرگواروں کے اور کسی سے معلوم نہیں ہوئی۔ یہ چاروں اشخاص اول تو ازراہ تقیہ تحریف کا انکار کر رہے ہیں ان کے انکار کا ازراہ تقیہ ہونے کی روشن دلیل تین ہیں [اول] یہ کہ وہ اپنی سند میں کوئی حدیث امام معصوم کی نہیں پیش کرتے نہ پیش کر سکتے تھے اور نہ ان زائد از دو ہزار احادیث ائمہ کا جواب دیتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ یہ انکا اصلی عقیدہ نہ تھا دوم یہ کہ وہ قائلین تحریف کو کافر کیا معنی گمراہ بھی نہیں کہتے اگر واقعی ان چاروں کا اصلی عقیدہ یہی ہوتا جو وہ زبان سے کہہ رہے ہیں تو قرآن پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سمجھتے اور قائل تحریف کو ہماری طرح کافر اکفر جانتے سوم یہ کہ یہ چاروں صاحبان قرآن شریف کے محفوظ ہونے کو صحابہ کرام کی مساعی جمیلہ اور ان کی حمیت دینی اور قوت ایمانی سے ثابت کرتے ہیں بھلا اگر انھوں نے تقیہ نہ کیا ہوتا تو صحابہ کرام کے ان اوصاف کا اقرار کرتے۔ کیا اگر کوئی مرزائی کہے کہ میں مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہوں نہ مجدد تو اس کا یہ قول صحیح سمجھا جا سکتا ہے؟ یا کوئی خارجی کہے کہ میں حضرت علیؓ سے حسن ظن و محبت رکھتا ہوں تو اس کی بات قابل اعتبار ہو سکتی ہے؟

بہر کیف خواہ ان چار اشخاص کا انکار ازراہ تقیہ ہو یا نہ ہو مگر جب کہ زائد از دو ہزار احادیث ائمہ معصومین کی ان کے قول کے خلاف ہیں اور ان کے موافق ایک ٹوٹی پھوٹی روایت بھی نہیں اور پھر اس پر طرہ یہ کہ اگر ان کی دلیل مان لی جائے تو مذہب شیعہ فنا ہوا جاتا ہے لہذا ان کا یہ انکار ہرگز ہرگز از روئے مذہب شیعہ قابل اعتداد نہیں ہو سکتا نہ اس کی بنا پر شیعوں کو منکر تحریف کہنا کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے اب ان چاروں

شخصوں کے اقوال اور ان کے دلائل سنیئے اور انصاف کیجئے۔

تفسیر مجمع البیان کے فن خامس میں ہے۔

ومن ذلك الكلام في زيادة القرآن و نقصانه فانه لا يليق بالتفسير فاما الزيادة فمجمع على بطلانه واما النقصان فقد روى فيه جماعة من اصحابنا وقوم من حشوية العامة ان في القرآن تغييراً ونقصانا والصحيح من مذهب اصحابنا خلافه هو الذى نصره المرتضى رحمه الله واستوفى الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب المسائل الطرابلسيات وذكر في مواضع ان العلم بصحة نقل القرآن كالعلم بالبلدان والحوادث الكبار والوقائع العظام والكتب المشهورة واشعار العرب المسطورة فان العناية اشتدت و الدواعى توفرت على نقله وحراسته وبلغت حدا لم تبلغه فيما ذكرناه لان القرآن معجزة النبوة وماخذ العلوم الشرعية والاحكام الدينية وعلماء المسلمين قد بلغوا في حفظه وحمايته الغاية حتى عرفوا كل شيئ اختلف فيه من اعرابه وقراءته وحروفه فكيف يجوز ان يكون مغيرا او منقوصا مع العناية

اور منجملہ اسکے قرآن میں زیادتی اور کمی کی بحث ہے مگر یہ بحث تفسیر کی کتابوں میں ذکر کرنے کے لائق نہیں کیونکہ قرآن میں زیادتی نہ ہونے پر تو سب کا اجماع ہے رہ گئی کمی تو اس کے متعلق ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے اور حشویہ عامہ کی ایک قوم نے یہ روایت کی ہے کہ قرآن میں کچھ تغیر و تبدل اور کچھ کمی ہو گئی ہے مگر ہمارے اصحاب کا صحیح مذہب اسکے خلاف ہے اور اسی کی تائید شریف مرتضیٰ نے کی ہے اور انھوں نے مسائل طرابلسیہ کے جواب میں اس کے متعلق پوری بحث کی ہے اور انھوں نے کئی مقام پر ذکر کیا ہے کہ قرآن کے صحت کیساتھ منقول ہونے کا علم ایسا قطعی ہے جیسا شہروں کے وجود اور بڑے بڑے حادثوں اور واقعات اور مشہور کتابوں اور عرب کے لکھے ہوئے اشعار کا علم کیونکہ قرآن کے نقل وحفاظت کے اسباب بہت تھے اور اس کثرت کیساتھ تھے کہ مذکورہ بالا چیزوں میں نہ تھی کیونکہ قرآن معجزہ نبوت ہے اور علوم شرعیہ و احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور علمائے مسلمین قرآن کی حفاظت میں انتہا تک پہونچ گئے ہیں یہاں تک کہ قرآن کے جس جس مقام میں اعراب و قرأت اور حروف کا اختلاف ہے سب انھوں نے معلوم کر لیا ہے پس باوجود ایسی سچی توجہ اور سخت حفاظت

الصاحقة والضبط الشديد وقال
ايضا قدس الله روحه ان العلم بتفصيل
القرآن و ابعاضه فی صحة نقله کالعلم
بجملته وجری ذلک مجری ما علم ضرورۃ
من الکتب المصنفة ککتاب سیبویه والمزنی
فان اهل العنایة بهذا الشان یعلمون
من تفصیلها ما یعلمون من جملتها حتی
لو ان مدخلا ادخل فی کتاب سیبویه بابا
فی النحو لیس من الکتب لعرف ومیز وعلم
انه ملحق ولیس من اصل الکتاب وکذلک
القول فی کتاب المزنی ومعلوم ان العنایة
بنقل القرآن وضبطه اصدق من العنایة
بضبط کتاب سیبویه ودواوین الشعراء
وذکر ایضا رضی الله عنه ان القرآن
کان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله
مجموعا مؤلفا علی ما هو علیه الآن واستدل
علی ذلک بان القرآن کان یدرس ویحفظ
جمیعه فی ذلک الزمان حتی عین علی
جماعة من الصحابة فی حفظهم له وانه
کان یعرض علی النبی صلی الله علیه وآله
ویتلی علیه وان من الصحابة مثل عبد الله
بن مسعود وابی بن کعب وغیرهما ختموا
القرآن علی النبی صلی الله علیه وآله عدة ختمات

کے کیونکر ممکن ہے کہ قرآن میں تغیر و تبدل اور کمی ہو جائے
نیز شریف مرتضیٰ نے کہا ہے کہ قرآن کی ہر ہر آیت اور
اسکے ٹکڑوں کے صحیح النقل ہونیکا علم بھی ویسا ہی قطعی
ہے جیسا کہ اس کے مجموعہ کے صحیح النقل ہونیکا اور یہ علم
اسدرجہ میں ہے جسدرجہ میں کتب مصنفہ کا علم ہو جیسے
سیبویہ اور مزنی کی کتاب کہ اس فن کے لوگ اسکے ہر ہر جملہ کو
اسیطرح جانتے ہیں جسطرح اسکے مجموعہ کو جانتے ہیں اگر کوئی
شخص کتاب سیبویہ میں ایک باب نحو کا بڑھا دے جو
اصل کتاب میں نہ ہو تو یقینا پہچان لیا جائے گا اور
امتیاز کر لیا جائے گا اور معلوم ہو جائیگا کہ وہ الحاقی ہے
اصل کتاب کا نہیں ہے یہی حال کتاب مزنی کا بھی ہے
اور سب کو معلوم ہے کہ نقل و حفاظت قرآن کی طرف
توجہ بہ نسبت کتاب سیبویہ کے اور شعرا کے دیوانوں
میں بہت کامل تھی۔ نیز شریف مرتضیٰ نے لکھا ہے
کہ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ میں
مجموع و مرتب تھا جیسا کہ وہ اب ہے اور اس کی
دلیل یہ بیان کی ہے کہ قرآن اس زمانہ میں پورا پڑھایا
جاتا تھا اور حفظ کرایا جاتا تھا یہاں تک کہ صحابہ کی
ایک جماعت حفظ قرآن میں نامزد کی گئی ہے اور قرآن
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا تھا
اور آپ کو پڑھ کر سنایا جاتا تھا اور یقینا صحابہ میں
مثل عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب کے بہتوں نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو کئی کئی ختم قرآن سنائے تھے

وكل ذلك يدل بادنى تامل على انه كان مجموعا مرتبا غير مبتور ولا مبثوث وذكر ان من خالف فى ذلك من الامامية والحشوية لايعتد بخلافهم فان الخلاف فى ذلك مضاف الى قوم من اصحاب الحديث نقلوا اخبارا ضعيفة ظنوا صحتها لايرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع على صحته (انتهى)

اور بہت باتیں ایک تھوڑے غور کیا تو بتا رہی ہیں کہ بیشک قرآن مجموع و مرتب تھا ٹکڑے ٹکڑے اور پراگندہ نہ تھا اور شریف مذکور نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو لوگ امامیہ اور حشویہ میں اسکے مخالف ہیں ان کا اختلاف لائق اعتبار نہیں کیونکہ اس مسالہ میں ایک جماعت محدثین نے اختلاف کیا ہے انھوں نے چند ضعیف روایتیں نقل کر کے ان کو صحیح سمجھ لیا تھا لہٰذا ایسی روایتوں کی بنا پر قطعی چیز نہیں چھوڑی جا سکتی۔

تفسیر مجمع البیان کی اسی عبارت کو جناب حائری صاحب نے درمیان سے قطع و برید کر کے نقل کیا ہے اور ناواقفوں کو فریب دیا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں۔

یہ لطیفہ بھی قابل تماشا ہے کہ جناب حائری صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ "شیعہ مسلمان قطعاً تحریف قرآن کے قائل نہیں" دیکھو رسالہ موعظۂ تحریف صفحہ ۵۶ مگر آگے چل کر صفحہ ۵۹ میں آپ اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اخباری شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں اور اخباری کے معنی آپ اہل حدیث غیر مقلد بیان کرتے ہیں پھر بعض قائلین تحریف میں اپنے شیخ الاسلام کلینی اور ان کے استاد قمی اور طبرسی مصنف احتجاج کو بھی شمار کرتے ہیں۔ بھلا ہوا تناقض نہیں، تو کیا ہے کوئی ان سے پوچھے کہ یہ بزرگوار جن کو آپ خود قائل تحریف مانتے ہیں شیعہ تھے کہ نہیں اگر تھے اور یقیناً تھے تو آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ قطعاً قائل تحریف نہیں خود آپ کے قول سے غلط ہو گیا ایسی متناقض اور بے علمی کی باتیں اس رسالہ میں بہت ہیں

مجمع البیان کے علاوہ دو تین کتابوں کی عبارتیں حائری صاحب نے اور نقل کی ہیں ان عبارتوں میں بھی انھیں منکرین تحریف کا قول ہے لیکن مجمع البیان میں پورے بسط و تفصیل کیساتھ مع دلائل ہے اور ان میں دلیل نہیں ہے لہٰذا ہم اسی عبارت مجمع البیان پر اکتفا کر کے شریف مرتضیٰ کے دلائل کا حال اور ان کا نتیجہ حوالہ قلم کرتے ہیں۔

(۱) شریف مرتضیٰ قرآن میں زیادتی نہ ہونے پر اپنے فرقہ کا اجماع بتا رہے ہیں یا ایسا صریح جھوٹ ہے کہ سوا شیعوں کے کسی مذہب کا عالم ایسے دروغ بے فروغ کی جرأت نہیں کر سکتا اسکا جھوٹ

ہو ہمارو ایات احتجاج وغیرہ کے علاوہ جو اوپر منقول ہوئیں خود حائری صاحب کی نقل کردہ عبارت قوانین الاصول سے ظاہر ہے وہ عبارت یہ ہے فعن اکثر الاخباریین انہ وقع فیہ التحریف والزیادۃ والنقصان وھو الظاھر من الکلینی وشیخہ علی بن ابراھیم القمی والشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی صاحب الاحتجاج یعنی اکثر محدثین سے منقول ہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی بیشی بھی ہوئی اور کمی بھی اور یہی ظاہر ہے کلینی اور ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی سے اور شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی مصنف احتجاج سے پس جب اکثر محدثین اور اتنے بڑے بڑے شیعہ اکابر کو قرآن میں بیشی کیے جانے کا قائل آپ خود مان رہے ہیں تو شریف مرتضیٰ کا یہ کہنا کہ قرآن میں بیشی نہ ہونے پر سب شیعوں کا اجماع ہے جھوٹ ہوا یا نہیں۔

(۲) شریف مرتضیٰ قرآن میں کمی کی روایتوں کا وجود اپنے یہاں مان کر کہتے ہیں کہ ہمارا صحیح مذہب اسکے خلاف ہے یہ بھی غلط ہے صحیح ہونیکا کیا مطلب صحیح تو وہی قول ہو سکتا ہے جسکی تائید معصوم کی حدیث سے ہوتی نہ وہ قول جو ازالہ دو ہزار احادیث معصوم کے خلاف ہو۔

(۳) شریف مرتضیٰ اپنی روایات تحریف کو لکھتے ہیں کہ ضعیف ہیں محدثین نے ان کو صحیح خیال کر کے ان کے موافق عقیدہ بنالیا۔ یہ قول بھی کس قدر پر فریب ہے ان روایتوں کے ضعیف ہونیکی کوئی وجہ بیان کرنی چاہیے تھی با قاعدہ راویوں پر جرح کرتے یا اور کوئی نقص سند میں بتاتے بغیر اسکے کسی روایت کو ضعیف کہدینا کسی کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتا اچھا بالفرض یہ روایتیں جو دو ہزار سے زائد ہیں سب ضعیف ہیں تو شریف مرتضیٰ کوئی صحیح روایت ایسی پیش کر دیتے کہ فلاں امام معصوم نے فرمایا ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی صحیح نہ سہی کوئی ضعیف ہی روایت اس مضمون کی اپنی کتابوں میں دکھلا دیتے مگر یہ بات ان کے امکان میں نہ تھی۔

(۴) شریف مرتضیٰ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت کے اسباب بہت تھے قرآن معجزہ نبوت اور ماخذ دین تھا صحابہ بڑے محافظ دین تھے قرآن کی حفاظت میں بے انتہا اور بے مثل کوشش کرتے تھے بہت سے صحابہ مثل عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے پورے قرآن کے حافظ تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی کئی ختم سنا چکے تھے اور آپکے زمانہ میں لوگوں کو درس قرآن دیتے تھے صحابہؓ کے اس بے مثل اہتمام و کوشش کے سامنے قرآن میں تحریف ہو جانا محال ہے حضرات شیعہ خصوصاً حائری صاحب ہمیں سمجھا ارشاد فرمائیں کہ کیا واقعی

شیعوں کا عقیدہ صحابہ کرامؓ کے متعلق یہی ہے جو شریف مرتضیٰ نے بیان کیا؟ کیا مذہب شیعہ صحابہ کرامؓ کو ایسا ہی دیندار اور دین کا محافظ قرآن کا نگہبان مانتا ہے۔

یقیناً شریف مرتضیٰ کی یہ تقریر مذہب شیعہ کے بالکل خلاف ہے۔ شیعہ مذہب، تو صحابہ کرام کو معاذ اللہ دشمن دین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ پورے قرآن کا حافظ سوا ائمہ کے نہ کوئی تھا اور نہ ہو سکتا ہے اور کہتا ہے کہ صحابہ کرام ہرگز قرآن کے نگہبان نہ تھے اور کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن کے محرف ہو جانے کے اسباب زیادہ تھے نہ محفوظ رہنے کے کیونکہ تمام صحابہ دشمن دین تھے اور صاحب قوت و شوکت تھے۔ مومن صرف چار یا پانچ اور وہ ہر طرح سے عاجز اور کمزور بے دست و پا تھے۔

شریف مرتضیٰ کی یہ تقریر بالکل مذہب اہلسنت کے مطابق ہے صحابہ کرام کے یہ فضائل اہلسنت کا عقیدہ ہے نہ شیعوں کا۔ اسی وجہ سے خود علمائے شیعہ نے بھی شریف موصوف کے قول کو رد کیا۔ حائری صاحب کو لازم تھا کہ اس رد کو بھی نقل کرتے اور اس کا جواب دیتے مگر یہ ایمانداری ان کی وضع کے خلاف تھی خیر اب میں اس کو لکھتا ہوں حائری صاحب غور فرما کر ملاحظہ کریں۔

علامہ محمد بن محسن کاشی تفسیر صافی میں شریف موصوف کے قول کو اس طرح رد کرتے ہیں۔

اقول للقائل ان یقول کما ان الدواعی
کانت متوافرة علی نقل القرآن وحراسته
من المومنین کذلک کانت متوافرة علی
تغییره من المنافقین المبدلین الوصیه
المغیرین للخلافة لتضمنه ما یضاد رأیهم
والتغییر فیه ان وقع فانما وقع قبل
انتشاره فی البلدان واستقراره علی ما هو
علیه الآن والضبط الشدید انما کان
بعد ذلک فلا تنافی بینهما بل للقائل انه
ما تغیر فی نفسه وانما التغییر فی کتابتهم
وتلفظهم به فانهم ما حرفوا الا عند

میں کہتا ہوں کہ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جس طرح
قرآن کی حفاظت کے اسباب ایمان والوں کی طرف
سے زیادہ تھی اسی طرح منافقوں کی طرف سے
جنھوں نے وصیت رسول کو بدل دیا خلافت کو
متغیر کر دیا قرآن کے محرف ہو جانیکے اسباب
زیادہ تھی کیونکہ قرآن ان کی رائے کے خلاف تھا
اور قرآن میں اگر تحریف ہوئی ہے تو قبل اسکے کہ وہ شہروں میں
پھیلے اور حالت موجودہ پر قرار پکڑے اور یہ سخت حفاظت بعد اسکے
ہوئی ہے۔ پس اس سخت حفاظت اور تحریف قرآن میں کچھ بھی
منافات نہیں بلکہ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ
اصل قرآن میں تحریف نہیں ہوئی تحریف صرف

نسخهومن الاصل وبقي الاصل علی ماهو علیه عند العلماء ولیس بمحرف وانما المحرف ما اظهروه لاتباعهم واما کونه مجموعاً فی عهد النبی صلی الله علیه وآله علی ما هو علیه الآن فلم یثبت وکیف کان مجموعاً وانما کان ینزل نجوماً وکان لا یتم الا بتمام عمره صلی الله علیه وآله واما درسه وختمه فانما کانوا یدرسون ویختمون ما کان عندهم منه تماماً۔

ان کے لکھنے اور نقل میں ہوئی کیونکہ انھوں نے اصل سے نقل کرتے وقت تحریف کی اور اصل قرآن اپنی حالت پر اپنے اہل یعنی علمائے قرآن (ائمہ اطہار) کے پاس موجود ہے پس جو قرآن ائمہ کے پاس موجود ہے وہ محرف نہیں ہے محرف تو وہ ہے جس کو جامعین قرآن نے اپنے پیروؤں کے لئے ظاہر کیا باقی رہا یہ کہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے وقت میں جمع ہو چکا تھا جیسا کہ اب ہے یہ بات ثابت نہیں اور اس زمانہ میں کیسے جمع ہو سکتا تھا کیونکہ تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا تھا اور اسکا اختتام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے عمر کے اختتام پر موقوف تھا رہا قرآن کا درس اور ختم تو جس قدر ان کے پاس تھا اسی کا درس ختم کرتے تھے نہ پورے کا۔

لیجئے شریف مرتضی کا قول رد ہو گیا جو دلائل انھوں نے پیش کئے تھے وہ مذہب شیعہ کی رو سے بالکل غلط ثابت ہو گئے

علامہ خلیل قزوینی نے بھی صافی شرح کافی میں شریف مرتضی کے اس قول کو رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ

دعوی اینکہ قرآن ہمین است کہ در مصاحف مشہورہ است خالی از اشکال نیست و استدلال بر این باہتمام اصحاب اہل اسلام بضبط قرآن بغایت رکیک است بعد اطلاع بر عمل ابی بکر رضؓ و عمر رضؓ و عثمان رضؓ۔

اس بات کا دعوی کرنا کہ قرآن یہی ہے جو مصاحف مشہورہ میں ہے مشکل ہے اور اس پر صحابہ اہل اسلام کی اہتمام سے جو انھوں نے حفاظت قرآن میں کیا استدلال کرنا نہایت کمزور ہے بعد اس امر کے معلوم کر لینے کے کہ ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ و عثمان رضؓ نے کیا کیا کام کئے

اور علامہ نوری طبرسی نے فصل الخطاب میں بہت بسط کے ساتھ منکرین تحریف کے قول کو رد کیا ہے اور ان کے دلائل کو توڑا ہے خاص کر شیخ صدوق کی تو بہت سی چوریاں پکڑی ہیں اور آخر میں صاف لکھ دیا ہے کہ تحریف کے انکار میں جو دلیل پیش کی جاتی ہے وہ مذہب شیعہ کے لئے سم قاتل ہے وہ لکھتے ہیں۔

قلت انه لشدة حرصه على اثبات مذهبه يتعلق بكل ما يحتمل فيه تائيد لمذهبه ولا يلتفت الى لوازمه الفاسدة التى لا يمكنه الالتزام به فان ما ذكره من الشبهة هى الشبهة التى ذكرها المخالفون بعينها واوردها على اصحابنا المدعين لثبوت النص الجلى على امامة مولانا على عليه السلام واجابوا عنها بما لا يبقى معه ريب وقد احياها بعد طول المدة غفلة او تناسيا عما هو مذكور فى كتب الامامية

میں کہتا ہوں کہ صدوق اپنے مذہب کے ثابت کرنیکا اتنا سخت حریص ہے کہ جس بات میں ذرا سا بھی احتمال اپنے مذہب کی تائید کا پاتا ہے اسکو لے لیتا ہے اور اس کے نتائج فاسدہ کی طرف توجہ نہیں کرتا کہ ان نتائج کو تسلیم کرنا اسکے امکان میں نہیں جو اعتراض اس نے تحریف قرآن پر کیا ہے بعینہ یہ وہی اعتراض ہے جو مخالفین ہمارے اصحاب پر حضرت علی کی امامت پر نص جلی موجود ہونیکے متعلق کیا کرتے ہیں اور ہماری اصحاب نے انکے اعتراض کا جواب ایسے عمدہ دلائل سے دیا ہے کہ پھر کوئی شبہ باقی نہیں رہتا مگر صدوق صاحب نے ایک زمانہ دراز کے بعد پھر اس اعتراض کو زندہ کر دیا اور جو کچھ کتب امامیہ میں لکھا ہے اس سے غفلت یا فراموشی کی۔

واقعی علامہ نوری نے بالکل صحیح لکھا کہ اگر منکرین تحریف کی دلیل صحیح ہو اور صحابہ ایسے کامل ایماندار اور محافظین مان لئے جائیں کہ ان کی دینداری اور حفاظت دین کے بھروسہ پر قرآن میں تحریف کا ہونا محال ہو تو پھر خلافت کے معاملہ میں بھی ماننا پڑیگا کہ اگر رسول نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا ہوتا تو نا ممکن تھا کہ ایسے دیندار اور دین کے جانثار حکم رسول کے خلاف کسی دوسرے کو خلیفہ بناتے علیٰ ھذا فدک اگر حضرت فاطمہ کا حق ہوتا تو یہ دیندار جماعت رسول کی بیٹی کی حق تلفی نہ کرتی غرض صحابہ کے تمام مظالم کے افسانے بے بنیاد ہو جائیں گے۔ خلاصہ یہ ہو کہ سنی ہو جاؤ سنیوں کی طرح صحابہ کرام کی دینداری اور تقدس کا عقیدہ رکھو اور شیعوں کی تمام روایات کو زور و بہتان سمجھو تو قرآن پر ایمان ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

مومن قرآن شدن با بغض دون ؛ ایں خیال است و محال ست و جنوں

الحمد للہ کہ یہ بحث پوری ہو چکی اور قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ اصلی مذہب شیعوں کا یہی ہے کہ قرآن متغیر محرف ہے کمی بیشی تغیر تبدل الفاظ و حروف کا اور آیات و سور بلکہ کلمات کی ترتیب کا خراب ہونا غرض ہر قسم کی تحریف اس میں ہے جو شیعہ تحریف کا انکار کرتا ہے وہ تقیہ کر رہا ہے۔ حاتر یقینا

اگر شیعوں کی پیشانی سے اس داغ کو مٹانا چاہتے ہیں تو ہماری اس تحریر کا جواب لکھیں اور اپنا وعدہ پورا کریں اور جواب میں ان کو تین کام کرنا ضروری ہیں۔

اوّل یہ کہ زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی جو ان کی کتابوں میں ہیں جن کو محدثین شیعہ متواتر و مستفیض کہتے ہیں ان کے غیر معتبر ہونے کی کوئی ایسی معقول وجہ بیان کریں جو ان کے اصولِ حدیث کے مطابق ہو اور ان روایات کے غیر معتبر ہونے سے کوئی اثر ان کے فنِ حدیث پر خصوصاً روایات امامت پر نہ پڑنے پائے۔

دوم یہ کہ اپنی کتابوں سے کچھ معتبر حدیثیں ائمہ معصومین کی پیش کریں جن میں اس مضمون کی تصریح ہو کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی اگر صحیح روایت نہ دستیاب ہو تو کوئی ضعیف ہی روایت دکھلادیں۔

سوم ایک فتویٰ تیار کریں کہ جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو وہ کافر ہے اور قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ان علماء اکابر شیعہ کو جو تحریف قرآن کے قائل تھے جن میں اصحاب ائمہ و سفرائے امام غائب بھی ہیں کافر نہیں گمراہ تو لکھ دیں اور اس فتویٰ پر اپنی مہر کر کے شائع کر دیں اور اچھا ہو کہ دوسرے مجتہدین شیعہ مقیم لکھنؤ وغیرہ سے بھی اس فتویٰ پر تصدیقی مہریں کرا دیں۔

بغیر ان تین کاموں کے کئے صرف یہ کہہ دینا کہ ہم تحریف کے قائل نہیں ہیں کسی طرح لائق سماعت نہیں ہو سکتا بلکہ بدیہیات کا انکار کرنا بے حیائی کی دلیل ہوگا۔

بحث دوم

اس بیان میں کہ اہلسنت کے یہاں تحریف کی کوئی روایت ہے نہ انکا کوئی متنفس کبھی تحریف کا قائل ہوا

بحث سابق میں بیان ہو چکا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے اور اس کی تین زبردست وجوہ بھی بیان ہو چکیں پہلی دونوں وجہوں کا کوئی تعلق مبحث تحریف سے نہیں ہے اگر کتب شیعہ میں کوئی روایت تحریف قرآن کی نہ ہوتی تو بھی یہ دونوں وجہیں بتا رہی ہیں کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا ان دونوں وجہوں میں باہم فرق یہ ہے کہ پہلی وجہ کے رو سے نہ صرف قرآن بلکہ دین کی ہر چیز مذہب شیعہ کی رو سے ناقابل اعتبار ہو گئی قرآن خواہ خلفائے ثلٰثہ کا جمع کیا ہوا ہو خواہ رسول کا جمع کیا ہوا ہو ہر حالت میں پہلی وجہ کی رو

ناقابل اعتبار ہوگیا اور دوسری وجہ صرف قرآن کے ناقابل اعتبار ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ بھی اس صورت میں جبکہ قرآن کا جامع خلفائے ثلاثہ کو کہا جائے جیسا کہ شیعوں کو مسلم ہے۔

ان وجوہ میں صرف تیسری وجہ کا تعلق مبحث تحریف سے ہے۔

پہلی دونوں وجہوں کا کوئی جواب معقول یا نامعقول کسی شیعہ نے ابتک نہیں دیا اور نہ دے سکتا ہے امروہہ میں بڑے معرکہ کا مناظرہ ہوا اور یہ تینوں وجہیں پیش کی گئیں مگر شیعہ مناظر نے پہلی دونوں وجہوں کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

صرف تیسری وجہ کے جواب میں مصنف نزہہ و مصنف استقصاء کی کورانہ تقلید کر کے شیعہ کہہ اٹھتے ہیں کہ صاحبو! روایات تحریف سنیوں کے یہاں بھی ہیں حائری صاحب مجتہد پنجاب نے اتنی دلیری اور کی کہ روایات تحریف کا اپنے یہاں سے بالکل انکار کر کے صرف سنیوں پر افترا کیا اور اپنے کو آیۂ کریمہ ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم به بریئا فقد احتمل بھتانا و اثما مبینا کا مصداق بنایا۔

لہذا اب ہم بعونہ تعالیٰ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ سنیوں کے یہاں ہرگز ہرگز کوئی روایت تحریف قرآن کی نہیں ہے اور نہ کوئی سنی کبھی قائل تحریف ہوا نہ ہو سکتا ہے مذہب اہلسنت میں جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

شیعوں کو اس موقع پر لازم یہ تھا کہ جس طرح ہم نے ان کی معتبر کتابوں سے تحریف قرآن کی روایتیں تین اقرار کے ساتھ نقل کردیں اسی طرح وہ بھی ہماری معتبر کتابوں کی روایتیں پیش کر کے علما کا اقرار دکھاتے کہ یہ روایات متواتر ہیں اور یہ کہ یہ روایات تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ انھیں روایات کے مطابق سنی تحریف کے معتقد ہیں مگر کسی شیعہ مجتہد نے ایسا نہ کیا نہ کر سکتا ہے صرف روایت بغیر ان تینوں اقراروں کے نقل کرتے ہیں اور اس روایت کا غلط مطلب اپنی طرف سے بیان کر کے کہہ دیتے ہیں کہ تحریف ثابت ہوگئی غلط مطلب بیان کرنے میں حائری صاحب اپنے علمائے سابقین سے بھی دو قدم آگے ہیں چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب واضح ہوگا۔

آغاز مقصد

کسی شیعہ کی اب تک جرأت نہیں ہوئی کہ اہل سنت کو معتقد تحریف قرآن کا کہتا بڑے بڑے

بے انصاف مکابروں نے اس بات کا اقرار کیا کہ اہل سنت کا ایمان قرآن شریف پر ایسا پختہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو محرف کہے اہلسنت اسکو کافر جانتے ہیں حتیٰ کہ شیعوں کے امام المناظرین مولوی حامد حسین استقصاء الافحام جلد اول کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

" مصحف عثمانی کہ اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آنرا ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند "

مگر معلی القاب مجتہد پنجاب نے اپنے سابقین سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر سنیوں کو معتقد تحریف قرآن بیان کیا ہے گو اپنے اس دعوی کے ثبوت میں ایک لفظ بھی پورے رسالہ میں نہیں لکھ سکے۔

مولوی حامد حسین وغیرہ صرف اس بات کے مدعی ہوئے تھے کہ سنیوں کی کتابوں میں تحریف قرآن کی روایت موجود ہے گو یہ بہتان بھی کچھ کم نہ تھا مگر حائری صاحب انھیں کی کورانہ تقلید پر قناعت کرتے تو بھی غنیمت تھا۔

بہر کیف جن لوگوں نے یہ بہتان اٹھایا تھا کہ سنیوں کے یہاں تحریف قرآن کی روایتیں موجود ہیں ان کو ہماری کتابوں سے عبارتوں کو نقل کرنے منقولہ عبارتوں کے ترجمہ کرنے مطلب بیان کرنے میں طرح طرح کی خیانتیں کرنی پڑیں مگر افسوس کہ یہ خیانت کرنے پر بھی انکا کام نہ بنا۔

اس موقع پر چند باتیں سب سے پہلے یاد رکھنے کی ہیں۔

(۱) اہل سنت کی وہ روایتیں جنکو یہ دھوکہ دینے والے تحریف کی روایتیں کہتے ہیں وہ نسخ کی اور اختلاف قراءت کی روایتیں ہیں جیسا کہ علمائے اہلسنت نے تصریح کی ہے ایک عالم نے بھی ان روایات سے تحریف کو نہیں سمجھا اور نہ سمجھ سکتا ہے اور لطف یہ کہ مناظرہ کے مقام سے علاحدہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر خود علمائے شیعہ نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ یہ روایات نسخ کی ہیں نہ تحریف کی چنانچہ[1]

---

[1] چنانچہ علامہ طبرسی شیعی اپنی مشہور تفسیر مجمع البیان میں (اسی تفسیر سے حائری صاحب نے اپنے اسی رسالہ موعظہ تحریف میں استناد کیا ہے) بذیل آیہ کریمہ ما ننسخ من آیۃ لکھتے ہیں والنسخ فی القرآن علی ضروب منها ان یرفع حکم الآیۃ وتلاوتها کما روی عن ابی بکر انه قال کنا نقرأ لا ترغبوا عن آبائکم فانه کفر بکم ومنها ان یثبت الآیۃ فی الخط ویرفع حکمها کقوله وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم هذه ثابتة اللفظ فی الخط مرتفعة الحکم ومنها ما یرتفع اللفظ ویثبت الحکم کآیة الرجم فقد قیل انها کانت منزلة فرفع لفظها وقد جاءت اخبار کثیرة بان اشیاء

عنقریب ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ہر ہر روایات کو نقل کرکے یہ بات آنکھوں سے دکھا دیں گے کہ بخلاف اہلسنت کے شیعوں کی روایات صراحۃً تحریف قرآن کو بیان کررہی ہیں کہ سوا تحریف کے نسخ یا اختلاف قراءت پر وہ کسی طرح محمول نہیں ہوسکتیں چنانچہ خود علمائے شیعہ نے بھی اسکا اقرار کیا ہے اور وہ اقرار اوپر نقل ہوچکا۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ: ما کانت فی القرآن فنسخ تلاوتها فمنها ماروی عن ابی موسی انهم کانوا یقرؤن لو کان لابن آدم وادیین من مال لابتغی الیهما ثالثا ولا یملا جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب ثم رفع وعن انس ان السبعین من الانصار الذین قتلوا ببئر معونة نزل فیهم قرآن بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا ثم ان ذلک رفع (ترجمہ) نسخ قرآن میں کئی قسم کا ہوا از انجملہ یہ کہ آیت کا حکم اور اس کی تلاوت دونوں منسوخ ہوجائیں چنانچہ ابوبکر سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم لا ترغبوا عن آبائکم فانه کفر بکم پڑھا کرتے تھے اور از انجملہ یہ کہ آیت کی الفاظ کی کتابت باقی رہے مگر حکم منسوخ ہوجائے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم ہے یہ آیت اسکے کتابت میں قائم ہیں مگر حکم منسوخ ہے از انجملہ یہ کہ آیت کی تلاوت منسوخ ہوجائے مگر حکم باقی رہے جیسے آیت رجم میں اس کی تحقیق بیان کیا گیا ہے کہ آیت رجم نازل ہوئی تھی تلاوت اسکی منسوخ ہوگئی اور تحقیق بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ کچھ آیتیں قرآن میں ایسی تھیں کہ جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی منجملہ ان کے ایک یہ آیت وہ ہے جو ابوموسیٰ سے منقول ہے کہ لوگ لو کان لابن آدم وادیین من مال لا تبتغی الیهما ثالثا ولا یملا جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب کی تلاوت کرتے تھے پھر یہ منسوخ ہوگئی اور انس سے روایت ہے کہ ستر انصار جو بیر معونہ میں شہید ہوگئے تھے ان کے متعلق ایک قرآن (یعنی کچھ آیتیں۔ قرآن پوری کتاب کا نام بھی ہے اور لغۃً اس کے اجزاء کو بھی قرآن کہتے ہیں) نازل ہوا یعنی بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا پھر منسوخ ہوگیا اس کے بعد صاحب مجمع البیان لکھتے ہیں کہ قد ذکرنا حقیقة النسخ عند المحققین یعنی نسخ کی جو حقیقت محققین کے نزدیک تھی وہ ہم نے بیان کردی معلوم ہوا کہ تمام محققین شیعہ بھی نسخ کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں اور جن روایات کو مولوی دلدار علی و مولوی حامد حسین وغیرہ اور ان کی تقلید کرکے حائری صاحب تحریف کی روایات بتلاتے ہیں محققین شیعہ بھی انکو نسخ پر محمول کرتے ہیں نہ تحریف پر تحریف کی روایتیں تو وہ ہیں جو کتب شیعہ کے ساتھ مخصوص ہیں سوا شیعوں کے بلکہ گویان اسلام میں سے کسی فرقہ کی کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں ملتا دلی سنا ہے۔ ذرا ان لوگوں کی غیرت و دلیری تو دیکھیے۔ اپنے گھر کی تحقیقات سے بھی آنکھیں بند کرکے کس طرح انھوں نے متفق علیہ روایات نسخ کو تحریف کی روایات کہہ دیا۔ حائری صاحب نے اپنے اس رسالہ میں بھی سب روایتیں ذکر کی ہیں جیسا کہ آئندہ ہم دکھائیں گے اور جہاں کہیں اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے وہ اور بھی لطیف ہے۔ کما سیجیٔ ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا۔ اے کیونکہ روایات شیعہ میں صراحۃً یہ مضامین ہیں کہ قرآن منافقوں نے تحریف کیا منافقوں نے اس میں سے بہت کچھ نکال ڈالا جس کے نکل جانے سے موجودہ آیتیں خبط و بے ربط ہوگئیں منافقوں نے اپنے کفر کی تائید میں قابل نفرت و خلاف فصاحت مضامین اس میں بڑھا دیے جو باتیں خدا نے نہ فرمائی تھیں وہ قرآن میں داخل کردیں نبی کی توہین قرآن میں بڑھا دی منافقوں کے نام بدل دیے۔ تقیہ روکتا ہے کہ تحریف کے سوا تمام مضامین کے بیان اگر وا۔ ہی کیا مثل ... ہوگئی ہوتی تو ائمہ معصومین بکمال کسی پر مخفی نہ رہتا ان تمام مضامین کی روایتیں بلفظہٖ رسالہ کتب شیعہ کے صفحات گزشتہ میں نقل ہوچکیں

(۲) اہلسنت کی یہ روایتیں اخبار احاد ہیں متواتر نہیں ہیں بلکہ ان روایات میں سے اکثر کے صحیح ہونے میں بھی کلام ہے لہذا بالفرض محال اگر یہ روایتیں تحریف پر دلالت بھی کریں تو اہلسنت کے نزدیک قابل اعتبار نہیں کیونکہ قرآن شریف متواتر ہے اور غیر متواتر شے متواتر کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ بنیاد اعتقاد بن سکتی ہے بخلاف اس کے شیعوں کی روایات تحریف متواتر ہیں ان کے متواتر ہونیکا اور دو ہزار سے زائد ہونیکا علمائے شیعہ نے اقرار کیا ہے جیسا کہ اوپر منقول ہوا۔

(۳) اہل سنت کے یہاں تحریف قرآن کا ناممکن و محال ہونا قرآن سے اور متواتر حدیثوں اور اجماع متواتر

حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ اور اختلاف قراءت پر روایات شیعہ کے محمول نہ ہو سکنے کی وجہ تو اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جس طرح اہلسنت قائل ہیں کہ قرآن سات قراءتوں کے ساتھ نازل ہوا ہے شیعہ اسکے قائل نہیں ہیں اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۶۰۰ میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے ان القرآن واحد نزل من عند واحد ولکن الاختلاف یجیٔ من قبل الرواۃ یعنی قرآن ایک ہے اور ایک ہی کے پاس سے نازل ہوا ہے لیکن اختلاف راویوں کی طرف سے پیدا ہو گیا نیز اصول کافی کے اسی صفحہ میں روایت ہے عن الفضیل بن یسار قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ان الناس یقولون ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف فقال کذبوا اعداء اللہ ولکنہ نزل علی حرف واحد من عند الواحد یعنی فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے تو امام نے فرمایا کہ وہ دشمنان خدا جھوٹ بولتے ہیں بلکہ قرآن صرف ایک قراءت پر نازل ہوا ہے اور ایک کے پاس سے نازل ہوا ہے۔ حاشیہ صفحہ ہذا ۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان کی اسی نوع ۴۷ میں صفحہ ۲۶ جزو دوم میں لکھا ہے تنبیہ حکی القاضی ابوبکر فی الانتصار عن قوم انکار ھذا الضرب لان الاخبار فیہ اخبار احاد ولا یجوز القطع علی انزال قرآن ونسخہ باخبار احاد لا حجۃ فیہا (ترجمہ) آگاہ کرنے کی ایک بات یہ ہے کہ قاضی ابوبکر نے اپنی کتاب انتصار میں علما کی ایک جماعت سے نسخ کی اس قسم خاص کا انکار نقل کیا ہے کیونکہ روایتیں اس بارہ میں خبر احاد ہیں اور جائز نہیں ہے یقین کرنا قرآن کے نازل ہونے پھر منسوخ ہو جانیکا اخبار احاد کی بنیاد پر جو کسی طرح سند نہیں ہو سکتیں اور ان روایات میں سے اکثر کے صحیح ہونے میں کلام اسوجہ سے بھی ہے کہ سوا دو ایک روایت کے اکثر روایات کی پوری اسناد نہیں ملتی یا اسناد میں راوی مجہول و شیعہ ہیں اور قرآن شریف کے متعلق شیعوں کی روایت ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی ۱۲ سلہ قرآن شریف میں کئی آیتیں ہیں جن سے تحریف کا محال ہونا ثابت ہوتا ہے از انجملہ ایک آیت یہ بھی ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنی بتحقیق ہم نے نازل کیا ہے اس نصیحت کو اور تحقیق ہم اس کے حفاظت کرنے والے ہیں ظاہر ہے کہ جب خدا نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تو اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہو سکتی نہ کمی بیشی نہ تغیر و تبدیل نہ خرابی ترتیب۔ اس طرح کی آیتیں صاف و صریح قرآن میں ہیں اور کچھ آیتیں وہ ہیں جو التزاماً قرآن شریف کے محفوظ و غیر محرف ہونے پر دلالت کرتی ہیں مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کی آیت ظاہر ہے کہ جب ختم نبوت ہو چکی اور قرآن شریف آخری کتاب ٹھہری اور اگر وہ محرف ہو جائے تو حجۃ خدا بندوں پر کس طرح قائم ہو گی۔ متواتر حدیثوں کا بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے جو قرآن شریف کے محفوظ و غیر محرف ہونے پر صراحۃً دلالت کرتا ہے مثلاً آنحضرت کا یہ فرمانا کہ قرآن کو پانی میں ڈبو سکتا حوادث دہر اس کو فنا نہیں کر سکتے اور فرمایا کہ قیامت تک میرا دین باقی رہیگا وغیرہ۔ اجماع متواتر اگر کسی کو دیکھنا ہو تو آیہ انا لہ لحافظون کی تفسیر میں اہلسنت

سے ثابت ہے لہذا بالفرض کو فرض شریک الباری اگر کوئی روایت تحریف قرآن کی کتب اہلسنت میں معاذ اللہ موجود بھی ہوتی تو قطعاً واجب الرد ہوتی بخلاف اسکے کہ شیعوں کے یہاں تحریف قرآن کا نا ممکن ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ متواتر وغیر متواتر کسی قسم کی احادیث سے نہ ان کے اجماع سے بلکہ تحریف قرآن کا وقوع ان کے نزدیک قرآن سے اور متواتر وغیر متواتر احادیث سے اور انکے اجماع سے ثابت ہے لہذا بالفرض اگر کوئی روایت عدم تحریف قرآن کی ان کے کتب میں موجود بھی ہوتی تو قطعاً واجب الرد ہوتی۔

(۴) اہلسنت کی جن روایتوں کو یہ فریب دینے والے تحریف کی روایتیں کہتے ہیں ان روایتوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں بیان کیا گیا اور اہلسنت کے مذہب میں سوا رسول کے اور کوئی معصوم نہیں لہذا یہ روایتیں بالفرض کفرض اجتماع النقیضین تحریف قرآن پر دلالت بھی کرتیں اور بالفرض متواتر بھی ہوتیں تو بھی لائق اعتبار نہ ہوتیں کیوں کہ غیر معصوم سے غلط فہمی سہو و نسیان و خطائے اجتہادی و غیر اجتہادی ہر طرح کی ممکن ہے اسی لئے غیر معصوم کا قول و فعل بالاتفاق حجت نہیں اس پر اعتقاد تو بڑی چیز ہے عمل کی بنیاد رکھنا بھی حرام ہے بخلاف اس کے شیعوں کی روایات تحریف میں ائمہ معصومین کے اقوال ہیں جو ان کے زعم باطل میں مثل پیغمبر کے معصوم و واجب الاطاعت ہیں

(۵) اہل سنت تحریف قرآن کے معتقد نہیں ہیں بلکہ معتقد تحریف کو قطعی کافر جانتے ہیں لہذا بالفرض کفرض

حاشیہ صفحہ گزشتہ: لکھی ہے دیکھئے دلائل عقلیہ اگر کسی کو مطلوب ہوں تو وہ سید البشر امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہتمام کو دیکھے جو آپ نے حفاظت قرآن کے لئے کیا اس اہتمام کو دیکھکر ایک غیر مسلم بھی کہہ اٹھتا ہے کہ بیشک ایک ایسے صاحب کرامتی انسانی کا مل مدبر اعظم کے ایسے فوق الفوق اہتمام کے بعد قرآن کا محرف ہو جانا عقلاً محال عادی ضرور ہے قرآن شریف میں تحریف کے محال ہونے کو النجم کے مناظرہ حصہ دوم میں اچھی طرح سے بیان کیا ہے جو اہتمام سیپارہ کے پوری بیس صفحوں میں ہم بیان کر چکے ہیں جس میں عقلی و نقلی ہر قسم کے دلائل اپنی بضاعت کے مطابق جمع کر دئے ہیں اور یہ بھی ظاہر دکھلا دیا ہے کہ قرآن کریم کی جس قدر خدمات حق تعالی کو مطلوب تھیں وہ سب شروع سے اس وقت تک اہلسنت و بزرگان اہلسنت سے لیں آج سے ... کیا ایسے غیرت بخشیاں کو خدا نے ان خدمات میں شریک نہیں کیا سچ ہے یختص من یشاء ذلک فضل من یشاء جس کو اس بحث سے دیکھنا ہو وہ مناظرہ حصہ دوم کو دیکھے والحمد للہ فیہ تفرح لا دام احلی الالباب و شفاء للاسقام والاوصاب ۱۲

حاشیہ صفحہ ہذا: شیعوں کے نزدیک قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس میں خدا نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہو آیہ انا لہ لحافظون میں کہتے ہیں کہ ذکر سے رسول کی ذات مراد ہے اور انہیں کی حفاظت کا وعدہ ہے کہ کوئی کافر ان کو قتل نہ کر سکے گا چنانچہ حائری صاحب بھی موعظہ تحریف قرآن میں یہی لکھ رہے ہیں دیکھو رسالہ مذکورہ صفحہ ۴۰ ۔۔ ۱۲ سے چنانچہ چند روایات کتب شیعہ کی سابقاً ہم نقل کر چکے ہیں اور ان کا متواتر ہونا بتصریح بھی ان کے علما کی زبان سے بیان ہو چکا ہے اور زیادہ دیکھنا ہو تو کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۱۱۹ سے ۱۲۲ تک دیکھو ۱۲

المحالات ہزاروں روائتیں بھی تحریف کی ہوتیں تو یہ نہ کہا جاتا کہ ان کے مذہب کی رو سے قرآن محرف ہے بخلاف اس کے شیعہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں، معتقدین تحریف کو کافر کہنا کجا ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ ان کے مذہب کی رو سے قرآن محرف ہے۔

ان پانچ باتوں کے سمجھ لینے کے بعد جو نہایت پختہ اور اصولی باتیں ہیں کوئی بیوقوف بھی کسی کے فریب میں نہیں آسکتا اور اچھی طرح معلوم کر سکتا ہے کہ بحث تحریف میں شیعوں کو معارضہ بالمثل کی ہوس کا ذلت و رسوائی کے اور کچھ نتیجہ نہیں دے سکتی۔ ع

(ملال آورد آرزوئے محال)

حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت

اب ہم حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت اور حائری صاحب کے استدلال کی لطافت اور ان کے علم و دیانت کی حالت ظاہر کرتے ہیں اور اس حقیقت کو چند نمبروں پر تقسیم کرتے ہیں۔

نمبر اول حائری صاحب کو معلوم تھا کہ اہل سنت کی جو روائتیں میں تحریف کی روایات کہہ کر پیش کروں گا وہ نسخ کی ہیں لہٰذا آپ نے اپنے دام افتادوں اور جاہلوں کو مغالطہ دینے کے لئے نسخ کے معنی اپنی طرف سے گڑھ کر یہ بیان کر دیے کہ "تنسیخ کے معنی ہیں دوسرے حکم سے پہلے کا حکم زائل اور باطل ہونا" انتہی بلفظہ رسالہ تحریف صفحہ ۱۵۔ دوسرا زبردست مغالطہ آپ نے یہ دیا کہ صفحہ ۱۵ میں یہ لکھ کر کہ نسخ کے لئے اہل سنت کے یہاں سات شرطیں ہیں پھر سات شرطیں نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم کی کتاب افادۃ الشیوخ سے نقل کر کے صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں۔ "پس یاد رکھنا چاہیے کہ اہلسنت کے یہاں ان سات شرطوں کے ساتھ کسی آیت میں نسخ وارد ہو سکتا ہے ان کے سوا بنا بر روایات اہلسنت اگر کسی آیت میں لفظی معنوی یا اعرابی تغیر ہوا ہو تو وہ تنسیخ نہیں بلکہ یقیناً تحریف ہے۔ بعض سنیوں نے جان چھوڑانے کے لئے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ ان کی مذہبی کتابوں سے جب انہیں تحریف ہونا دکھایا جاتا ہے تو وہ جھٹ کہہ دیا کرتے ہیں کہ تحریف نہیں تنسیخ ہے اس لئے اسی وقت فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جانا چاہیئے کہ وہ اپنی ان سات مسلمہ شرطوں کے ساتھ تنسیخ کو ثابت کریں ورنہ ان کی ان سات مسلمہ شرطوں کے خلاف تحریف کو تنسیخ کہہ کر ٹال دینے کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا اور ایسی صورت میں جبکہ وہ مسلمہ سات شرطوں

مطابق تنسیخ ثابت نہ کرسکے گا تو لازماً اس کو تحریف کا قائل ہونا پڑے گا تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ صفحہ ۲۰۱ سطر ۱۰ میں علامہ امام سیوطی سے تنسیخ کے متعلق ابن حصار کا قول بڑی وضاحت سے لکھا ہے انما یرجع الی نقل صریح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او عن صحابی یقول آیۃ انتہی بلفظہٖ یعنی اس کے سوا نہیں کہ نسخ قبول کرنے کے لئے رجوع کیا جائیگا ایسی صریح حدیث کی طرف جو پیغمبر صلعم سے منقول یا ثقہ صحابی سے جس پر ناسخ آیت موجود ہو انتہی بلفظہٖ۔

اے اہل انصاف دیکھا یہ شیعوں کے قبلہ وکعبہ اور مجتہد پنجاب ہیں جو ایسی معمولی باتوں میں ایسے زبردست مغالطے مخلوق خدا کو دیتے ہیں اور اس پر القاب یہ کہ سرکار شریعت مدار ہیں سلطان المحدثین ہیں صدر المفسرین ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اچھا اب دونوں مغالطوں کی حقیقت سنیئے مفسرین نے نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ اول نسخ تلاوت فقط دوم نسخ حکم فقط سوم نسخ تلاوت وحکم چنانچہ اتقان مطبوعہ مصر جزو دوم صفحہ ۲۳ میں ہے النسخ فی القرآن علی ثلثۃ اضرب احدھا ما نسخ تلاوتہ وحکمہ یعنی نسخ قرآن شریف میں تین قسم کا ہوا ہے ایک وہ کہ تلاوت وحکم دونوں منسوخ ہوں پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔ الضرب الثانی ما نسخ حکمہ دون تلاوتہ وھذا الضرب ھو الذی فیہ الکتب المؤلفۃ دوسری قسم نسخ کی یہ ہے کہ صرف حکم منسوخ ہوا ہو تلاوت منسوخ نہیں ہوئی اور یہی وہ قسم ہے جس میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں پھر اسی قسم خاص کے متعلق ابن حصار کا وہ قول نقل کیا ہے جسکو حائری صاحب نے مطلق نسخ کے متعلق ظاہر کیا اور اسی قسم خاص کے متعلق وہ سات شرائط بھی ہیں جو حائری صاحب نے افادۃ الشیوخ سے نقل کی ہیں پھر اس کے بعد اتقان میں ہے الضرب الثالث ما نسخ تلاوتہ دون حکمہ یعنی تیسری قسم نسخ کی یہ ہے کہ صرف تلاوت منسوخ ہوئی حکم منسوخ نہ ہوا اور دوسرے مفسرین نے مثل صاحب معالم التنزیل وتفسیر کبیر وغیرہ کے یہی نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں اور لطف یہ ہے کہ علمائے شیعہ نے بھی نسخ کی ان تین قسموں کو قبول کرلیا ہے۔

پس جب نسخ کی تین قسمیں ہیں تو حائری صاحب کا نسخ کو صرف ایک قسم میں منحصر کردینا اور نسخ کی تعریف میں حکم کی قید لگانا اور کہنا کہ "تنسیخ کے معنی ہیں دوسرے حکم سے پہلے حکم کا زائل اور باطل ہونا" کیسا زبردست مغالطہ ہے یہ تعریف اگر ہوسکتی ہے تو نسخ کی قسم دوم یعنی نسخ حکم کی نہ مطلق نسخ کی نیز جب معلوم

ہوچکا کہ حائری صاحب نے جس قدر شرائط نسخ کے افادۃ الشیوخ یا اتقان سے نقل کیے ہیں وہ نسخ کی ایک خاص قسم یعنی قسم دوم سے تعلق رکھتی ہیں تو حائری صاحب کا یہ کہنا کہ بغیر ان شرائط کے نسخ کا ثبوت ہو ہی نہیں سکتا اور جب نسخ نہ ثابت ہوا تو تحریف ماننا پڑے گی کیسا کھلا ہوا فریب ہے (اعاذنا اللہ منہ) اجی حضرت اگر نسخ کی ایک قسم خاص ثابت نہ ہوئی تو دوسری قسم یعنی نسخ تلاوت تو ثابت ہو گئی۔

حائری صاحب کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھ کر ہر شخص نے سمجھ لیا ہو گا کہ حائری صاحب جن روایات اہل سنت کو تحریف قرآن کی روایت کہہ کر پیش کریں گے نہ ان میں تحریف کا ذکر ہے نہ علمائے اہل سنت ان روایات سے تحریف کا مضمون سمجھتے ہیں بلکہ حائری صاحب ان روایات سے اس طرح کھینچ تان کر تحریف ثابت کریں گے کہ وہ روایات نسخ پر محمول نہیں ہو سکتیں لہذا تحریف کا قائل ہونا پڑے گا۔ اگر نسخ پر محمول نہ ہو سکنے کی یہ وجہ آپ نے تراشی کہ نسخ کی صرف ایک قسم ہے یعنی نسخ حکم اور اس کے لئے سات شرطیں ہیں وہ شرطیں ان روایات میں نہیں پائی جاتیں۔

پس جب کہ ہم حائری صاحب کی اس خود تراشیدہ وجہ کا فریب خالص ہونا ظاہر کر چکے اور دکھلا چکے کہ یہ خود تراشیدہ خود مذہب شیعہ کے بھی خلاف ہے علمائے شیعہ نے بھی نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں تو اب کوئی حاجت حائری صاحب کی پیش کردہ روایات سے بحث کرنے کی باقی نہ رہی مگر چونکہ ہم کو حائری صاحب کی علمیت اور دیانت کا نمونہ کچھ اور بھی دکھانا ہے اسلئے ان روایات سے آئندہ بحث کی جائے گی۔

حائری صاحب کی مذکورہ بالا عبارت میں ابھی بہت سے لطائف باقی ہیں لہذا ان کو بھی مختصراً ملاحظہ کیجیے کیونکہ یہی عبارت آپ کے تمام استدلالات کی سنگ بنیاد ہے۔ قولہ اہل سنت کو یہاں ان سات شرطوں کے ساتھ الخ بالکل غلط اور محض فریب یہ شرائط صرف نسخ حکم کی ہیں نہ نسخ تلاوت کی اور وہ روایتیں جو آپ پیش کریں گے نسخ تلاوت سے تعلق رکھتی ہیں نہ نسخ حکم سے لہذا ان میں ان شرائط کی ضرورت نہیں۔

قولہ بعض سنیوں نے جان چھڑانے کے لئے الخ یہ آپ کی علم سے بے خبری یا دیدہ و دانستہ دروغ بافی ہے سنیوں نے جان چھڑانے کے لئے ان روایات کو نسخ پر محمول نہیں کیا بلکہ آپ اور آپ کے اکابر اپنی جان چھڑانے کے لئے ان روایات سے کھینچ تان کر تحریف ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر سوا اس کا کیا کیجے آپ

لوگوں کے حصہ میں کچھ نہیں آتا تحریف کا استنباط ان روایات سے کسی طرح ہو نہیں سکتا نہ کسی شیعہ نے ان روایات کو تحریف کے ثبوت میں پیش کیا تھا بلکہ علمائے شیعہ بھی ان روایات کو نسخ ہی پر محمول کرتے چلے آتے تھے یہ بے حیائی اور بے انصافی تو اب چند روز سے شروع ہوئی ہے غالباً مولوی دلدار علی و مرزا محمد کاشمیری پہلے شخص ہیں جنہوں نے تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب میں بہوت ہو کر یہ ہنگامہ اٹھائی کہ سنیوں کی روایات سے بھی تحریف قرآن ثابت ہے لہٰذا امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر امام بغوی صاحب معالم التنزیل ابو عبداللہ حاکم مصنف مستدرک حافظ الحدیث علامہ ابن عبد البر مصنف تمہید علامہ سیوطی مصنف اتقان وغیرہ وغیرہ جو اپنی کتب ناسبردہ وغیرہ میں ان روایات کو نسخ پر محمول ہونا بیان کر گئے اس کو جان جھوٹا کس طرح کہا جا سکتا ہے جب کہ اس بہتان کے ایجاد کرنے والے مولوی دلدار علی وغیرہ ان علمائے کرام کے صدیوں بعد پیدا ہوئے۔

قولہ جھٹ کہدیا کرتے ہیں کہ یہ تحریف نہیں نسخ ہے الخ جھٹ کہدینا نہیں اصلی اور حقیقی بات یہی ہے کہ اہل سنت کی کسی روایت میں تحریف قرآن کا نام و نشان نہیں ہے نسخ کا البتہ ذکر ہے چنانچہ عنقریب ہم روایات اہل سنت منقولہ حائری صاحب کے لفظ سے دکھا دینگے کہ ان روایات سے تحریف کا مضمون کھینچ تان کر بھی کوئی شخص نہیں نکال سکتا۔

تمام دنیا کے شیعہ مجتہدین مل کر ایک بھی روایت تحریف قرآن کی اہلسنت کی کسی معتبر کتاب میں دکھلا دیں تو میں ان کو جو انعام مانگیں دینے کے لئے تیار ہوں۔

قولہ اسی وقت فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنی ان مسلم سات شرطوں الخ کوئی ایسا ہی جاہل بے عقل ہوگا جو نسخ حکم کی شرائط کا مطالبہ نسخ تلاوت کے مدعی سے کرے گا۔

قولہ لازماً اس کو تحریف قرآن کا قائل ہونا پڑے گا الخ جناب حائری صاحب۔ ملاں آورد اُمّزدئے محال۔ اہل سنت کے کسی جاہل سے جاہل کو بھی تحریف قرآن کا قائل بنا لینا ابلیس کی طاقت سے بھی باہر ہے۔ قرآن شریف کی حقانیت و محفوظیت کا عقیدہ ہمارے دلوں میں اور دلوں کے

رگ و ریشہ میں ایسا سرایت کر گیا ہے کہ انشاء اللہ نکل نہیں سکتا۔

قولہ یا ثقہ صحابی سے منقول ہو الخ جناب حائری صاحب سے فوراً یہ مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ آپ نے ثقہ کی قید صحابی کے ساتھ اپنی طرف سے کیوں لگائی۔ علامہ سیوطی کی عبارت جس کا آپ ترجمہ کر رہے ہیں اس میں تو کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ ثقہ ہو اور لطف یہ کہ اصل عبارت بھی آپ نے نقل کر دی ہے۔ در حقیقت یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد، ایک سنی کی عبارت کے ترجمہ میں صحابی میں ثقہ غیر ثقہ کی تشقیق پیدا کرنا یقیناً سخت خیانت ہے لیکن اس قسم کی خیانتیں ترجمہ میں بیان مطلب میں کتابوں کے حوالہ میں آپ کے اس رسالہ میں بکثرت ہیں کیوں نہ ہو آخر آپ مجتہد بھی ہیں۔

نمبر دوم نسخ کے معنی اور اس کے شرائط اپنی طرف سے تصنیف کر چکنے کے بعد درمیان میں کچھ اور فضولیات[1] زیب رقم فرما کر جناب حائری صاحب بحث تحریف کو شروع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

> اہل سنت کا قرآن ناقص ہے۔ فرمایا صاحبان اہلسنت و جماعت نے عام طور پر یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شیعوں کا قرآن ناقص ہے یہ محض غلط بہتان اور افترا ہے صرف دھوکا دینے کی غرض سے یہ لوگ ایسا کہدیا کرتے ہیں سنو! شیعوں کا یہی قرآن کامل ہے جس کا ثبوت میرے ذمہ ہے ابھی ابھی میں اپنے اس دعویٰ کا مدلل ثبوت آپکے سامنے پیش کروں گا مگر عطائے شما بلقائے شما کے اقتضا سے پہلے ان کا اعتراض انھیں کی مسلمہ کتب سے انھیں پر پیش کرتا ہوں تاکہ گرجوٹ اور محققین میں تعلیم یافتہ طبقہ اچھی طرح سمجھ جائے کہ ایسے لوگوں کو دوسروں پر اعتراض کرنے کا سبب اور کیا ہو سکتا ہے سوا اس کے کہ تعصب کی عینک آنکھوں پر لگی ہوئی ہے جس سے دور کا تنکا تو بآسانی نظر آجاتا ہے لیکن قریب کا شہتیر بھی نہیں دکھائی دیتا اپنی مذہبی روایات سے ناواقف ہو کر خواہ مخواہ دوسروں کو چھیڑ چھاڑ کر طعن کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے مذہب کا بخیہ اُدھیڑ کر تمام پردے سامنے رکھدیے جاتے ہیں جس پر وہ طاعن حسرت

---

[1] ان فضولیات کا جواب بھی انشاء اللہ آئندہ دیا جائیگا ۱۲

افسوس کے ہاتھ ملتا رہجاتا ہے۔

تفسیر اتقان مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۲۱۶ سطر ۹ میں امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے قال ابوعبید ثنا اسمٰعیل بن ابراھیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال لایقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ومایدریہ ما کلہ قد ذھب منہ قرآن کثیر انتہی بلفظہ یعنی ابن عمر سے مروی ہیکہ تم میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں دعویٰ کرسکتا کہ اس نے پورا اور مکمل قرآن تمسک کیا ہے اور اسکو کیوں کر معلوم ہوسکتا ہے کہ مکمل اور پورا قرآن کیا ہے کیونکہ اکثر قرآن کا بہت سا حصہ اس میں سے نکل گیا ہے۔ فرمایا کیوں صاحب فرمائیے اب کس کا قرآن ناقص ہوا شیعوں کا یا سنیوں کا خلیفہ زادہ حضرت ابن عمر سنی تھا یا شیعہ اس نے تو ببانگ دہل یہ کھول کر کہدیا ہے کہ ایک نفر بھی تم میں سے اس امر کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے پورے اور مکمل قرآن کا تمسک کیا کیونکہ سنیوں کے خلیفہ زادہ کے قول سے تو یہ قرآن ناقص ہے پھر ناقص قرآن کا ماننے اور تمسک کرنیوالا سنیوں کا گروہ کامل قرآن کے ماننے والے شیعوں پر طعن کرنیکا کیا حق رکھتا ہے۔

جناب حائری صاحب کی پوری عبارت بلفظہ ختم ہوگئی اب جواب ملاحظہ ہو۔

الجواب بعون الملک الوہاب

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ جناب حائری صاحب نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے ایک چیز بھی ان کی قوت علمی یا تتبع کا نتیجہ نہیں سوا چند لطائف کے جو ان کے مجتہد اور سرکار شریعت مدار ہونے کی سند ہیں چنانچہ یہ روایت مرزا محمد صاحب کشمیری نزہہ میں اور مولوی دلدار علی صاحب مجتہد اعظم شیعہ صوارم میں پیش کرچکے تھے اور اس کا جواب باصواب مولانا سیف الدین بن اسداللہ ملتانی تنبیہ السفیہ میں جیسا کہ چاہیئے دے چکے تھے پھر شیعوں کے امام عالی مقام مولوی حامد حسین نے اسی روایت کو استقصاء الافحام میں پیش کیا جس کا زلزلہ انگن جواب اس حقیر نے آج سے انیس تیکھ

ملہ اس ترجمہ میں کئی غلطیاں ہیں چنانچہ ہم نے اپنی ترجمانی متنوسہ کا ...... ہے۔ ہمارے جواب میں اس کی توضیح ہوگی ۱۲
ملہ تنبیہ الحائری ۱۳۴۱ھ میں لکھی گئی اور اس سے انیس سال قبل ۱۳۲۲ھ میں ...... دیباچۂ تحفہ ۱۲

سال پہلے النجم مورخہ ۷ صفر ۱۳۲۳ھ میں دیا تھا جس کے رد کرنے کی اس وقت تک کسی شیعہ کو ہمت نہیں ہوئی اسی روایت کو پھر پیش کر رہے ہیں اور ان جوابات کا نام تک نہیں لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ کی تازہ بتازہ نو بنو تحقیقات ہے۔ سبحان اللہ لہذا میں اسوقت بجائے اس کے کہ نئی عبارت میں جواب دوں اپنے اسی پرانے انیس برس کے چھپے ہوئے جواب کو مع عبارت استبصار الافحام کے نقل کئے دیتا ہوں۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو جائیگی کہ جناب حائری صاحب استبصار کی خوشہ چینی بھی نہ کر سکے۔

نقل عبارت النجم مورخہ ۲۸ محرم و ۷ صفر ۱۳۲۳ھ

جناب مولانا موصوف یعنی مولوی حامد حسین (استبصار الافحام کے) مبحث تحریف کے آغاز میں فرماتے ہیں۔

بعض روایات ناطقہ بر وقوع نقصان و حذف اسقاط و تبدیل و تحریف در قرآن دریں جا نقل نمودہ می شود فمنہا ما فی الدر المنثور للسیوطی اخرج ابو عبیدہ و ابن الضریس و ابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر و لکن یقل قد اخذت ما ظہر منہ انتہی تحیر است کہ جناب ابن عمر قائل بوقوع نقصان در قرآن باشند و مردم را از راہ شفقت و نصیحت از ادعائے باطل اخذ تمام قرآن منع نمایند و تصریح فرمایند کہ بسیارے از قرآن دستخوش نقصان گردیدہ و کسے زبان ایشان نگیرد و دست رد بر سینہ ایشان

بعض وہ روایتیں جو قرآن میں نقصان اور حذف و اسقاط و تبدیل و تحریف کے واقع ہو جانے پر بلفظ صریح ہیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں منجملہ ان روایتوں کے ایک وہ روایت ہے جو سیوطی کے در منثور میں ہے کہ ابو عبیدہ اور ابن ضریس اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ میں نے پورا قرآن یاد کر لیا ہے وہ نہیں جانتا کہ کل قرآن کس قدر تھا بہت سا قرآن جاتا رہا ہے بلکہ یہ کہے کہ جس قدر قرآن موجود ہے اُسے میں نے یاد کیا ہے انتہی۔ حیرت ہے کہ جناب ابن عمر قرآن میں کمی کے قائل ہوں اور لوگوں کو از راہ شفقت و نصیحت پورے قرآن کی حفظ کر لینے کے جھوٹے دعوے سے منع کریں اور

نگزارد و اگر بے چارہ شیعے بمقتضائے احادیث کثیرہ اہل بیت طاہرین مصرحہ بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف و نقصان برزبان آرد ہدف سہام طعن و ملام و مایہ استہزاد تشنیع گردد ان ہذا الشیٔ عجاب فاعتبروا یا اولی الالباب واما تاویل افادۂ ابن عمر باین کہ غرض جنابش از فقرہ قد ذہب منہ قرآن کثیر این ست کہ انچہ منسوخ التلاوۃ بودہ از ان رفتہ ست از ضحکہ بیش نیست زیراکہ ہر قدر کہ منسوخ التلاوۃ شد از حقیقت قرآن و ماہیت آن خارج گردیدہ آنرا قرآن دانستن معنائے ندارد بلکہ کتابت آن ہم در قرآن جائز نیست و بنابرایں ادعائے اخذ تمام قرآن صحیح باشد و منع ازاں ممنوع و قطعاً غیر جائز پس گو ایں تاویل دافع ثبوت نقصان قرآن باشد لیکن نقصان عقل و خفت رائے جناب ابن عمر کہ بجہت ذہاب منسوخ التلاوۃ از دعائے اخذ تمام قرآن منع فرمودہ اند ثابت می نماید و ابواب طعن و ملام را بر روئے جنابش می کشاید۔

ولعل صیانۃ القرآن عن النقصان لاتکون اہم عندہم من صیانتہ وعرض جنابہ عن الملام والہوان

اور تصریح فرمائیں کہ بہت سا قرآن گم ہو گیا ہے اور کوئی ان کی زبان نہ پکڑے اور ان کے سینہ پر ردو کد کا ہاتھ نہ رکھے اور اگر بے چارہ کوئی شیعہ اہل بیت طاہرین کی بہت سی احادیث کے موافق جو قرآن کے ناقص ہو جانیکی تصریح کر رہی ہیں تحریف اور نقصان کا لفظ زبان سے نکالے تو طعن و ملامت کے تیروں کا نشانہ بنجائے اور اسپر تشنیع و استہزا ہونے لگے یہ ایک عجیب بات ہے اے عقلمند عبرت حاصل کرو باقی رہا ابن عمر کے اس قول کی یہ تاویل کرنا کہ آنجناب کی غرض قرآن کے جاتے رہنے سے یہ ہے کہ جس قدر منسوخ التلاوۃ ہو گیا وہ نکل گیا ہے لیکن ہنسی کی بات ہے کیونکہ جسقدر قرآن منسوخ التلاوۃ ہو گیا وہ قرآن کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہو گیا اس کو قرآن سمجھنے کا کوئی مطلب نہیں بلکہ اسکا لکھنا بھی قرآن میں جائز نہیں ہے اور اس بنا پر پورے قرآن کے حفظ کا دعویٰ کرنا صحیح ہو گا اور اس دعویٰ سے منع کرنا جائز نہ ہو گا پس گو یہ تاویل قرآن میں کمی کے ثبوت کو دفع کر دے مگر ابن عمر کے عقل کی کمی اور انکے رائے کی سبکی کو بھی ثابت کر دیگی کہ انھوں نے منسوخ التلاوت کے نکل جانے کی سبب سے پورے قرآن کی حفظ کا دعویٰ کرنیکو منع کیا اور یہ تاویل انکے منہ پر طعن و ملامت کے دروازوں کو کھول دے گی اور شاید سنیوں کے نزدیک قرآن کو ناقص ہونے سے بچانا ابن عمر کی آبرو کو ملامت و ذلت سے بچانے سے زیادہ اہم نہ ہو۔

ناظرین اس عبارت کو غور سے دیکھیں تو انھیں خود ہی جناب مولوی صاحب کے استدلال کی لطافت ظاہر ہو جائے گی۔ اس روایت کے کسی لفظ سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے۔

محصل اس روایت کا صرف اس قدر ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے پورا قرآن یاد ہے کیونکہ بہت سا حصہ قرآن کا چلا گیا ہے لہذا یہ کہنا چاہئے کہ جس قدر موجود ہے وہ مجھے یاد ہے مقصود حضرت ابن عمرؓ کا درحقیقت یہی ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ منسوخ ہو جانے کی وجہ سے اس مصحف میں نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ قرآن پورا مجھے یاد ہے جھوٹ ہوگا۔

مولوی حامد حسین صاحب نے جو اس روایت میں یہ لفظ دیکھا کہ "بہت سا قرآن کا حصہ چلا گیا" وہ خوش ہو گئے انھیں اس سے کچھ مطلب نہیں کہ یہ حصہ تحریف کے سبب چلا گیا یا نسخ کے سبب۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان کی سینتالیسویں نوع میں اسی روایت کو منسوخ التلاوۃ کی مثال میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں والضرب الثالث ما نسخ تلاوتہ دون حکمہ وامثلۃ ھذا الضرب کثیرۃ قال ابو عبید الخ یعنی تیسری قسم منسوخ کی وہ ہے جس کی تلاوت منسوخ ہو گئی مگر حکم منسوخ نہیں ہوا اس قسم کی مثالیں بہت ہیں اس کے بعد انھوں نے یہ روایت ذکر کی ہے۔

باقی رہا جناب مولانا حامد حسین صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ روایت نسخ پر محمول نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس حصہ کو جو کہ نکل گیا قرآن کہا ہے اور منسوخ التلاوۃ کو قرآن نہیں کہتے، منسوخ تو قرآن کی حقیقت ہی سے خارج ہے یہ جناب مولانا کی خوش فہمی اور قوت علمی کا نتیجہ ہے بلکہ یہ زور قلم ہے کہ کسی مقام پر رکتا ہی نہیں۔ پوچھئے یہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ منسوخ قرآن کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہے قرآن کی حقیقت سوا کلام نفسی الٰہی کے اور کیا ہے تو کیا جس قدر آیتیں منسوخ ہو گئیں وہ کلام نفسی الٰہی نہیں رہیں جس قدر حدیثیں منسوخ ہو گئیں اب وہ حدیث ہی نہیں ہیں کوئی شخص اپنے کسی کلام کو منسوخ کر دے تو کیا وہ اس کا کلام ہی نہ رہے گا۔ یہ عجیب بات ہے جو سوا مولوی حامد حسین صاحب کے اور کوئی نہ کہے گا۔ شاید مولوی صاحب نے اصول فقہ میں قرآن کی یہ تعریف دیکھی ہو گی المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً یعنی صحیفوں میں لکھا ہوا اور ہم تک تواتر منقول ہوا اور یہ تعریف چونکہ منسوخ التلاوۃ

ہ صادق نہیں آتی اسلیئے انھوں نے یہ خیال کرلیا کہ آیات منسوخہ قرآن کی حقیقت ہی سے خارج ہیں مگر
ہ مولوی حامد حسین صاحب یہ کیوں نہ سمجھے کہ اصول فقہ کی اصطلاحات قرن صحابہ کے بعد منعقد ہوئی
ہیں ان اصطلاحات کا صحابہ کے کلام میں جاری کرنا بالکل بعید از عقل ہے بلکہ یہ اصطلاحی تعریف
سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جب کہ قرآن مصاحف میں نہ لکھا گیا تھا غیر منسوخ
پہ بھی صادق نہیں آتی اصولیوں نے یہ تعریف بیشک آیات منسوخہ کے اخراج کیلئے کی ہے کیونکہ ان کے
زمانے میں آیات منسوخہ بسبب عدم تواتر کے یقینی طور پہ قرآن نہیں کہی جا سکتی تھیں اور ان کو حدیث
سے زیادہ کوئی رتبہ نہیں دیا جاسکتا تھا لیکن جن لوگوں نے بلاواسطہ ان آیات کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبان مبارک سے سنا تھا انھیں ان آیات کے قرآن ہونے میں کیا شبہہ ہو سکتا تھا حضرت ابن عمر
نے ان آیات کو بلاواسطہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا لہذا انھیں حق تھا کہ وہ ان کو قرآن
کہتے اور چونکہ وہ آیتیں مصحف میں نہیں ہیں لہذا انکی احتیاط اسی کی مقتضی تھی کہ وہ بغیر ان تمام
آیتوں کے یاد کئے ہوئے پورے قرآن کے یاد کر لینے کے دعوی کو منع فرماتے اصل استدلال کا تو جواب
ہو چکا اب مولوی صاحب کی فضول باتوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں اگرچہ استعداد الاسلام میں
ہم نے انکے لفظ لفظ کو اٹھا ہے آخر میں جو مولوی صاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ شاید سنیوں کے نزدیک
قرآن کا الخ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شیوہ سنیوں کا نہیں ہے سنی قرآن کے برابر کسی کی عظمت نہیں
سمجھتے خواہ حضرت ابن عمر ہوں یا حضرت عمر یہ شیوہ شیعوں ہی کو مبارک رہے ۔

مولانا سیف اللہ بن اسد اللہ ملتانی نے اس روایت کے جواب میں ایک بات نہایت عمدہ لکھی
ہے کہ حضرت ابن عمر کے مزاج میں اس قسم کی احتیاط بہت تھی چنانچہ وہ یہ بھی منع کرتے تھے
کہ کوئی یہ نہ کہے میں نے پورے رمضان کے روزے رکھے کیونکہ پورے رمضان میں رات
بھی داخل ہے اور کوئی شخص رات کو روزہ نہیں رکھتا انکی عبارت (کتاب تنبیہ السلفیہ
رد صوادم کی) یہ ہے ۔

وعبد اللہ ابن عمر در گفتگو ایں قسم احتیاط بسیار مرعی می داشت چنانچہ ابن ابی شیبہ و دیگر
ان از وے روایت کردہ اند کہ او منع میکرد از گفتن ایں کہ صمت رمضان کُلّہٗ زیرا کہ شب
داخل رمضان است و محل صوم نیست

النجم کی عبارت ختم ہوئی

حائری صاحب کی پیش کردہ روایت کا تو شافی و کافی جواب ہو چکا اور اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ اس روایت کو اگر صحیح مان لیا جائے اور بالفرض کفر من المحالات یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ روایت ایسی زبردست ہے کہ تواتر قرآن کا مقابلہ کر سکتی ہے تو بھی اس روایت سے نہ قرآن کا ناقص ہونا ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ حضرت ابن عمر نے اس قرآن کو ناقص کہا کوئی مصنف اگر اپنی کتاب کا کوئی حصہ خود منسوخ کر دے اور کوئی اس پر یہ کہدے کہ یہ کتاب پوری جس قدر تصنیف ہوئی تھی اتنی نہیں ہے تو اس سے نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب ناقص ہو گئی نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اس کہنے والے نے اسکو ناقص کہا۔

اب ذرا یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ حائری صاحب کی جسارت اور مولوی حامد حسین کی جرأت میں کیا فرق ہے۔

(۱) مولوی حامد حسین چونکہ کچھ علم بھی رکھتے تھے اور اپنی کتابوں پر بھی ان کی نظر تھی اسلیئے یہ ہمت نہ کر سکے کہ حائری صاحب کی طرح یہ کہدیتے کہ شیعوں کو قرآن کے ناقص کہنے کا الزام دینا محض غلط بہتان اور افترا ہے اور شیعوں کا یہی کامل قرآن ہے بلکہ انھوں نے صاف اقرار کر لیا کہ کتب شیعہ میں بکثرت احادیث اہل بیت طاہرین کی موجود ہیں جن کا مقتضٰی یہ ہے کہ قرآن میں تحریف ہو گئی۔ جناب حائری صاحب کی نظر اپنی کتابوں پر بھی نہیں ہے جس کا تجربہ لاہور میں کئی بار ہوا۔

ع در کف ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن

(۲) مولوی حامد حسین نے اس روایت کے نسخ تلاوت پر محمول ہونے کو اس طرح رد کرنا چاہا کہ جو آیتیں منسوخ التلاوۃ ہو گئیں وہ قرآن کی حقیقت سے خارج ہو گئیں الخ حائری صاحب کی طرح ان سے یہ بہادری نہ ہو سکی کہ نسخ حکم کی شرطوں کو نسخ تلاوت پر چسپاں کرکے کہدیتے کہ صاحبو! سنیوں کے یہاں نسخ کی سات شرطیں ہیں جب یہ شرطیں یہاں موجود نہیں تو یہ روایت نسخ پر کیسے محمول ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ ایسی کھلی ہوئی خیانت بہت جلد ذلیل کر دیگی۔

(۳) مولوی حامد حسین نے یہ بھی اقرار کر لیا کہ یہ روایت نسخ تلاوت پر محمول کی جائے تو قرآن کے ناقص ہونے کا ثبوت اس روایت سے دفع ہو جائے گا مگر حائری صاحب تو پہلے ہی یہ فقرہ تراش چکے تھے کہ شرائط نسخ نہیں پائے جاتے لہٰذا یہ روایت نسخ پر محمول ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ کیوں ایسا اقرار کرتے۔

(۴) یہ روایت درمنثور میں بھی ہے اور اتقان میں بھی مولوی حامد حسین نے اتقان کا حوالہ دینے کی جرأت نہ کی کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اتقان میں اولی تو تصریح اس بات کی ہے کہ یہ روایت نسخ تلاوت کی ہے دوسرے اتقان میں یہ بھی تصریح ہے کہ ایک بڑی جماعت علمائے تفسیر و حدیث کی ان روایتوں کو نہیں مانتی مگر حائری صاحب نے یا تو اتقان دیکھی نہیں اتقان کی عبارت کہیں ان کو نقل کی ہوئی مل گئی یا ان میں اتنی حیا بھی نہیں جتنی مولوی حامد حسین جیسے مکابر میں ہے۔

ابھی اور بہت سے فرق ہیں مگر تبرکاً بعدد خلفائے راشدین صرف چار پر اکتفا کی گئی۔ اب حائری صاحب کی فضولیات بلکہ خرافات کا جواب ملاحظہ ہو۔

قولہٗ صرف دھوکا دینے کی غرض سے الخ جناب حائری صاحب! کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ خوب یاد رکھیے سنیوں کا شیوہ دھوکا دینا نہیں، دھوکا دینا ان کے مذہب میں حرام ہے۔ خود آپ کے اصحاب ائمہ نے ائمہ سے بیان کیا ہے کہ سنیوں میں سچائی ہے، امانت ہے، وفا ہے اور شیعوں میں نہ سچائی ہے نہ امانت نہ وفا۔ دھوکا دینا آپ کا شیوہ ہے جیسا کہ اسی رسالہ میں آپ نے نسخ حکم کے شرائط کو نسخ تلاوت پر چسپاں کر دیا۔ دھوکا دینا آپ کے اکابر کا شیوہ ہے خاص کر آپ کے جناب جعفر صاحب کا۔ جو ہر بات میں ستر ستر پہلو اپنے نکل جانے کے رکھ لیتے تھے جعفوں نے جھوٹ بولنے، دھوکا دینے کو ہر شیعہ کے لیے رکن اعظم دین کا قرار دیا اور ان کے والد ماجد جناب باقر صاحب نے فرمایا کہ یہی میرا بھی دین ہے اور میرے باپ دادا کا بھی یہی شیوہ تھا بلکہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ خدا کا شیوہ بھی یہی ہے (نعوذ باللہ)

قولہٗ یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے مذہب کا بخیہ الخ یہ بات تو آپ نے بالکل سچ کہی الکذوب قد یصدق بیشک اس کا تجربہ آپ لوگوں کو ہو چکا ہے مگر افسوس پھر بھی باز نہیں آتے حضرت رحمۃ للعالمین کے اصحاب کرام اور ازواج مطہرات اور ان کی ذریت طیبہ جناب سیدہ حضرت فاطمہ زہرا کے جگر گوشوں پر طعن کرنے کا نتیجہ آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ ابن سبا کی گھڑی ہوئی مذہبی چادر کا بخیہ نہیں تار تار الگ الگ ہو گیا۔ سچ ہے سہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

۱؎ حوالہ کتاب خاتمہ کتاب ہذا میں دیکھو ۱۲ سے حوالہ خاتمہ میں ہوگا ۱۲۔

قولہ خلیفہ زادہ حضرت ابن عمر سنی تھا کہ شیعہ الخ یہ آپ کیا پوچھتے ہیں ہمارا تو خلیفہ علی بھی سنی تھا اور قرن اول میں شیعہ تھا کون کوئی بھی نہیں صرف پانچ آدمیوں کو آپ کے اکابردین نے شیعہ بتایا ہے تو ان کی بابت بھی آپ لوگوں کا بیان ہے کہ کوٹھری میں بیٹھ کر تنہائی میں مذہب شیعہ کی باتیں کرتے تھے مجمع عام میں سنی بنے رہتے تھے حتی کہ حضرت علی اپنی خلافت میں بھی تقیہ کر کے سنی بنے رہے۔ اب آپ لوگوں کی روایت وہ بھی کوٹھری کے اندر کی جس کا نہ کوئی گواہ نہ شاہد اور وہ روایت بھی سراسر عقل کے خلاف جس وقعت کی نظر سے دیکھی جاسکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے سب کو آپ کا دل ہی جانتا ہے۔

قولہ کامل قرآن کے ماننے والے شیعوں الخ یہ جملہ خود اپنے ضمیر کے خلاف لکھ رہے ہیں ورنہ یہ مصرعہ آپ پر چسپاں ہوتا کہ ع "مگر موشے بخواب اندر شتر باشد"

اجی حضرت اب وہ زمانہ گیا کہ جس بیوقوف کو جس طرح چاہا آپ نے سمجھالیا اب سب کو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن شریف کے کسی ایک حرف پر بھی نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔

اب ترجمہ کے اغلاط ملاحظہ ہوں۔ روایت اتقان میں لا یقولن نہی کا صیغہ ہے یعنی حضرت ابن عمر حکم دے رہے ہیں کہ ہرگز نہ کہے۔ حائری صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں دعوی نہیں کرسکتا انشا کو خبر بنا دیا یہ تو علمی غلطی تھی۔ اب دیانت کی خوبی دیکھیے اخذت کے معنی تمسک کیا اور اس قرآن کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا تاکہ معلوم ہو کہ ابن عمر کے یا کسی اور کے پاس کوئی اور قرآن بھی تھا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

نمبر سوم جناب حائری صاحب عبارت منقولہ کے بعد رقم فرماتے ہیں۔

سنیوں کے قرآن میں زیادتی فرمایا صاحبان! آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ سنیوں کے اعتقاد میں صرف نقصان ہی ان کے قرآن میں واقع ہوا ہے بلکہ جہاں بعض آیتوں کا ان کی مسلمہ روایات کی بنا پر قرآن سے نکل جانا ثابت ہوتا ہے۔ زیادہ کیا جانا بھی ان کی معتبر روایتوں سے ثابت ہے جن سے معلوم ہوا کہ زیادتی اور کمی دونوں قسم کی تحریف قرآن میں سنیوں کا اعتقاد اور مذہب ہے، نمونہ کے طور پر

زیادتی کی بھی دو چار مثالیں سن لیجئے۔

(۱) تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی صفحہ ۶۴ سطر ۴ میں امام جلال الدین رقمطراز ہے "وسورۃ الاعراف زید فیہا الصاد علی الٓمٓ لما فیہا من شرح القصص انتھی بلفظہ۔

یعنی سورۂ اعراف پارہ ۸ رکوع ۱۰ کا شروع جو موجودہ قرآن میں المٓصٓ سے ہوتا ہے یہ دراصل الٓمٓ تین حرف تھے اس میں ایک حرف صاد اس لئے زیادہ کر دیا گیا ہے کہ اس میں نبیوں کے قصہ کا بیان ہے۔

(۲) ایضاً صفحہ ۶۴ سطر ۴ میں مرقوم ہے "وزید فی الرعد" "ر" لاجل الرعد انتھی بلفظہ۔ سورۂ رعد پ ۱۳ ع ۶ کا شروع جو موجودہ قرآن میں المٓرٰ سے ہوتا ہے دراصل الٓمٓ نازل ہوا تھا اس میں ایک حرف "ر" زیادہ کر دیا گیا کیوں کہ اس سورۃ میں رعد و برق کا ذکر ہے۔

فرمایا کیوں جناب فرمایئے اب تو قرآن میں کمی اور زیادتی ہونے کا اعتقاد سنیوں کا ہوا یا شیعوں کا۔ غیرت مند کے لئے تو ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جس کے گھر کا یہ حال ہو وہ کسی کامل الایمان مذہب پر تحریف کا بہتان کیوں کر کر سکتا ہے۔

الجواب بعون الملک الوہاب

جناب حائری صاحب نے جو پر لطف کارروائی اس استدلال میں کی ہے واقعی لائق انعام ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کارروائی کا ارتکاب کم علمی کی وجہ سے ہوا یا دیدہ و دانستہ اپنے مذہب شریف کی اس عبادت عظمیٰ کو ادا کیا ہے جسکو تمام انسان دروغ اور فریب کہتے ہیں ؎

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ — وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

اتقان کی عبارت میں جو زید کی لفظ حائری صاحب نے دیکھی تو خوش ہو گئے کہ لیجئے قرآن میں زیادتی کا ثبوت مل گیا اس سے انھیں کیا مطلب کہ یہ زیادتی خود خدا کی کی ہوئی ہے یا کسی بندہ کی

جناب حائری صاحب کیا ہم نے آپ کی کتب کی اس قسم کی عبارات سے قرآن میں زیادتی کا ثبوت دیا تھا آپ اسی تنبیہ الحائرین کے بحث اول صفحہ ۳۱ کو نکال کر دیکھئے کہ آپ کی کتب معتبرہ کی کیسی عبارتوں اور روایتوں سے قرآن میں بطور تحریف بڑھائے جانے کا ثبوت دیا گیا ہے چند فقرات اس قسم کے میں پھر دوبارہ آپ کو دکھاتا ہوں والذی بدا[1] فی الکتاب من الازراء علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ من فریۃ الملحدین انھم[2] اثبتوا فی الکتب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ۔ الزیادۃ[3] فی آیاتہ علی ما اثبتوہ من تلقاء ھم فی الکتب تضمنہ[4] من تلقاءھم ما یقیمون بہ دعائم کفرھم زادو فیہ ما ظھر تناکرہ وتنافرہ[5] لولا انہ زید فی القرآن ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی[6]" زید کی لفظ پر اس قدر آپ کا جامۂ عقل سے باہر ہو جانا اس حکایت مشہورہ کی یاد تازہ کرتا ہے۔

حکایت: ایک سنی اور ایک شیعہ میں کچھ مذہبی گفتگو ہو رہی تھی متعہ کی بحث چھڑ گئی۔

شیعہ: متعہ ایسی حلال وطیب چیز ہے کہ قرآن سے اس کی حلت ثابت مگر افسوس حضرت عمر نے اس کو حرام کردیا اور آپ لوگوں نے حضرت عمر کے حکم کے سامنے آیت قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا۔

سنی: نعوذ باللہ متعہ کی حلت، قرآن تو قرآن کسی صحیح حدیث سے بھی ثابت نہیں، البتہ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ مقبولہ فریقین سے اس کی حرمت ثابت ہے (دیکھو کشف الغطاء، والنجم کے مضامین عالیہ) اور نعوذ باللہ یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر نے اس کو حرام کیا، ہمارے مذہب میں تحلیل و تحریم کا اختیار خاصہ نبوت ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا البتہ یہ اختیارات آپ کے مذہب نے اپنے ائمہ کو دیئے ہیں کہ جس حلال کو چاہیں حرام کردیں اور جس حرام کو چاہیں حلال بنا دیں۔ اچھا براہ مہربانی قرآن شریف کی وہ آیت تو دکھلائیے جس سے متعہ کی حلت ثابت ہوتی ہے مگر غار والے قرآن کی آیت نہ ہو۔

---

[1] یعنی قرآن میں جو توہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ ملحدوں کی بڑھائی ہوئی ہے ۱۲ [2] یعنی منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں درج کردیں جو خدا نے نہیں فرمائی تھیں، مخلوق کو دھوکہ دینے کے لئے ۱۲ [3] یعنی اور منافقوں اس وقت بہ تصریح وہ زیادتی جو کلمات قرآنی میں منافقوں نے اپنی طرف سے کی ہے بیان کی جاسکتی ہے ۱۲ [4] منافقوں نے اپنی طرف سے وہ باتیں قرآن میں شامل کردیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستون قائم کرتے ہیں ۱۲ [6] اگر قرآن میں کمی اور زیادتی نہ کی گئی ہوتی تو ہمارا (یعنی ائمہ شیعہ کا) حق کسی پر مخفی نہ رہتا ۱۲۔

شیعہ: غار والا قرآن تو ہم نے دیکھا بھی نہیں سنتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام جب قریب قیامت غار سے باہر نکلیں گے تو اس وقت وہ قرآن ظاہر ہوگا لہٰذا میں اسی قرآن کی آیت پیش کرتا ہوں فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ (ترجمہ) جس عورت سے متعہ کرو اس کو متعہ کی اجرت دیدیا کرو۔

سُنّی: سبحان اللہ آیت کا مطلب خوب آپ نے بیان کیا ترجمہ بہت اچھا کیا آیت کا ترجمہ تو یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ ان کو بدلا یعنی مہر دے دیا کرو۔

شیعہ: مہر ہرگز مراد نہیں ہو سکتا مہر تو محض نکاح ہی سے لازم ہوجاتا ہے فائدہ اٹھانے کی شرط نہیں لہٰذا ضرور اجرت متعہ مراد ہے۔

سُنّی: یہ بھی غلط ہے، محض نکاح سے پورا مہر نہیں واجب ہوگا بلکہ نکاح کے بعد قبل خلوت طلاق دی جائے تو نصف مہر دینا پڑتا ہے اور آیت میں پورے مہر کے دینے کا حکم ہے۔

شیعہ: آیت میں پورے کی لفظ کہاں ہے۔

سُنّی: نصف کا لفظ نہ ہونے ہی سے پورا مہر سمجھ لیا جاتا ہے۔

شیعہ: ہم یہ کچھ نہیں جانتے آیت میں استمتعتم کی لفظ صاف موجود ہے جس کا ماخذ متعہ ہے۔

سُنّی: مگر متعہ کے معنی عربی لغت میں کیا ہیں آیا یہی آپ کا اصطلاحی متعہ یا مطلق فائدہ حاصل کرنا۔

شیعہ: اس سے ہم کو کچھ بحث نہیں۔

سُنّی: بہت اچھا، مگر آپ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن شریف میں یزید کی بڑی تعریف ہے آپ نے وہ آیت دیکھی ہے۔

شیعہ: اجی توبہ کیجئے یزید نزول قرآن کے وقت تھا بھی نہیں۔

سُنّی: ہم یہ کچھ نہیں جانتے اس سے ہم کو کچھ بحث نہیں ہم تو اس آیت میں صاف صاف یزید کا نام دیکھتے ہیں۔

شیعہ: اچھا جناب وہ کونسی آیت ہے۔

سنئیے: لیجئے ویزید ھم من فضلہ (ترجمہ) اور یزیدان کا خدا کے فضل سے ہے یعنی بنو امیہ کا یزید خدا کے فضل سے پیدا ہوا یا حاکم ہوا ہے۔

شیعہ صاحب سمجھ گئے یہ میری دھاندلی کا جواب ترکی بترکی ہے بس پھر تو ایسے خاموش ہوئے کہ فبھت الذی کفر کانہ التقم الحجر۔

جناب حائری صاحب آپ کی یہ کارروائی بلا شبہ اس حکایت سے بھی بڑھ گئی اور بہت بڑھ گئی عبارت اتقان کا نہ وہ مطلب ہوسکتا ہے نہ وہ اس کا ترجمہ ہے آپ اپنا مطلب و ترجمہ بھی گورنمنٹ کے دفتر تراجم میں بھیجد یجئے اور میرا مطلب و ترجمہ بھی اگر وہ آپ کے مطلب کی تصدیق و تائید کر دے تو ایک ہزار روپیہ انعام آپ کو دیا جائے گا۔

آپ کے مجتہد اعظم مولوی سید محمد لکھنوی نے ایک مرتبہ ایک غیر معمولی مکابرہ کیا گروہ آپ کے مکابرہ سے بدرجہا بہتر تھا تو حضرت مولانا حیدر علی صاحب مصنف ازالۃ الغین و منتہی الکلام نے ان کو لکھا کہ "از مسند تعلیم و تکلم بزخیزید و خاک مذلت برسر خود بریزید" آپ جب اسلطان المفسرین اگر حضرت ممدوح کے زمانہ میں ہوتا اور ایسی لطیف کارروائی کرتا تو خدا جانے وہ کیا لکھتے مگر کیا کرسکتے تھے سوا اس کے کہ آپ کو مخاطب نہ بناتے جیسا کہ اب تک کسی عالم اہلسنت نے آپ کو قابل خطاب نہ سمجھا اور اسی وجہ سے آپ کے رسائل مزخرفہ کا جواب نہیں لکھا۔

سنئیے کتاب اتقان میں اسی نوع ہیں ان میں سے باسٹھویں نوع آیتوں اور سورتوں کی مناسبت کے بیان میں ہے یعنی آیات قرآنیہ کا باہم ربط اور سورتوں کے ترتیب کی حکمت اور انکا باہم ربط۔

اسی باسٹھویں نوع میں ایک خاص فصل حروف مقطعات کی حکمت کے بیان میں ہے اس فصل کی بعض عبارت کے ٹکڑے آپ نے نقل کئے ہیں ہم اس مقام کی پوری عبارت نقل کئے دیتا ہوں

فصلے، قال فی البرھان ومن ذلک افتتاح السور بالحروف المقطعۃ و اختصاص کل واحدۃ بما بدأت حتی لم یکن لترد الم فی موضع الرؔ و

فصل برہان میں بیان کیا ہے کہ اسی قبیل سے ہے سورتوں کا آغاز کرنا حروف مقطعات سے اور خاص ہونا ہر سورۃ کا ان حروف کے ساتھ جنسے شروع کی گئی یہاں تک کہ ایسا نہیں کہ الم

لاحٰمٓ فی موضع طٰسٓمٓ قال و ذلک ان کل سورة بدأت بحروف منها فان اکثر کلماتها وحروفها مماثل له فحق لکل سورة منها ان لا یناسبها غیر الوارد فیها فلو وضع ق موضع ن لم یکن لعدم التناسب الواجب مراعاته فی کلام الله ـــــــ

وسورة ق بدأت بہ لما تکرر فیها من الکلمات بلفظ القاف من ذکر القرآن والخلق وتکریر القول ومراجعته مرارا والقرب من ابن آدم وتلقی الملکین وقول العتید والرقیب والسابق والالقاء فی جهنم والتقدیم بالوعید وذکر المتقین والقلب والقرون والتنقیب فی البلاد وتشقق الارض وحقوق

بجائے الٓمٓرٰ کے وارد ہونا یا حٰمٓ بجائے طٰسٓمٓ کے ہونا مصنف برہان نے کہا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ جو سورة حروف مقطعات میں سے کسی حرف سے شروع کی گئی ہے اس سورہ کے اکثر الفاظ و حروف اس حرف مقطع کے مثل ہے پس ہر سورة کا حق یہ ہے کہ جو حرف اس میں وارد ہوا ہے اس کے سوا دوسرا حرف اس سورہ کے مناسب نہ ہو مثلاً اگر قٓ بجائے نٓ کے رکھدیا جائے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ مناسبت جس کی رعایت کلام اللہ میں ضروری ہے نہ رہے گی۔

سورۂ قاف کی ابتداء قٓ سے اسلئے ہوئی کہ اس میں وہ الفاظ بار بار آئے ہیں جن میں حرف قاف ہے مثلاً قرآن کا ذکر اور خلق کا ذکر اور قول کی تکرار اور اس کا بار بار اعادہ اور (خدا کا) ابن آدم سے قریب ہونا اور ہر انسان کے ساتھ ہر وقت دو فرشتوں (یعنی کراماً کاتبین کا) ملاقی

۱؎ علمائے اسلام نے قرآن کریم کی خوب خوب خدمتیں کی ہیں اتنی فن علم تفسیر قرآن سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر فن کے متعلق متعدد مستقل تصنیفات لکھی گئیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کتاب کی اس خدمت کو قبول فرمائے علمائے شیعہ کو ہماری یہ خدمتیں دیکھکر بڑی حسرت ہے خیا خیر صاحب تفسیر مجمع البیان جس سے آگے چل کر حائری صاحب نے استفادہ کیا ہے۔ اپنی تفسیر کے دیباچہ میں بہت رویا ہے کہ علمائے اہلسنت نے دریائے تفسیر میں گہرے غوطے لگائے ہیں اور اچھے اچھے موتی نکالے ہیں مگر افسوس ہمارے اصحاب امامیہ نے کچھ نہیں کیا مگر یہ حسرت و آہ و زاری بے کار ہے

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۲؎ چنانچہ اس فن یعنی ربط آیات و سور میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں منجملہ ان کے یہ کتاب ہے جس کا پورا نام البرہان فی مناسبة القرآن ہے مصنف اس کے علامہ ابو جعفر بن زبیر ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وفات سنہ ۷۰۸ھ ۱۲۰

الوعيد وغير ذلك.

وقد تكرر في سورة يونس من الكلم الواقعة في الٓر مائتا كلمة او اكثر فلهذا افتتحت بالٓر واشتملت سورة ص على خصومات متعددة فاولها خصومة النبي صلى الله عليه وسلم مع الكفار وقولهم اجعل الآلهة الهًا واحدا ثم اختصام الخصمين عند داود ثم تخاصم اهل النار ثم اختصام الملأ الاعلى ثم تخاصم ابليس في شان آدم ثم في شان بنيه واغوائهم والٓم جمعت المخارج الثلاثة الحلق واللسان والشفتين على ترتيبها وذلك اشارة الى البداية التي هي بدء الخلق والنهاية التي هي المعاد والوسط الذي هو المعاش من التشريع بالاوامر والنواهي وكل سورة افتتحت بها فهي مشتملة على الامور الثلثة وسورة الاعراف زيد فيها الصاد على الٓم لما فيها من شرح القصص قصة آدم فمن بعده من الانبياء عليهم الصلوٰة

رہنا اور ان کا قعید یعنی ہم نشیں رہنا اور رقیب کا اور سائق کا ذکر اور جہنم میں القا یعنی ڈالے جانے کا ذکر اور وعید کے مقدم کرنے کا ذکر اور منقبون کا ذکر اور قلب کا ذکر اور قرون کا ذکر۔ شہروں میں تنقیب یعنی گشت کا ذکر زمین کے شق ہونے اور وعید کے حق ہونے کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔

اور سورۂ یونس میں وہ الفاظ بار بار آئے ہیں جن میں الف لام رآ ہے دو سو لفظیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں اسلئے سورۂ یونس الٓر سے شروع کی گئی اور سورۂ صاد متعدد خصومتوں پر شامل ہے اول تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصومت کفار کے ساتھ اور ان کا یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بہت سے خداؤں کی بجائے ایک خدا کر دیا پھر دو فریق کا داؤد علیہ السلام کے سامنے خصومت کرنا پھر دوزخیوں کا باہم خصومت کرنا پھر اعلیٰ کا باہم خصومت کرنا پھر ابلیس کا آدم کے بارے میں اور ان کے بعد ان کی ذریت کے بارے میں خصومت کرنا اور ان کو بہکانا اور الٓم میں تینوں مخرج بترتیب جمع ہیں حلق (جو مخرج ہمزہ کا ہے) اور زبان (جو مخرج لام کا ہے) اور دونوں ہونٹ (جو مخرج میم کے ہیں) اور یہ اشارہ ہے طرف ابتدا یعنی آغاز آفرینش عالم کے اور طرف انتہا کے کہ وہ عالم

والسلام لما فيهما من ذكر فلا يكن في صدرك حرج ولهذا قال بعضهم معنى المص المنشرح لك صدرك و زيد في الرعد لاجل قوله رفع السموات ولاجل ذكر الرعد والبرق وغيرهما

واعلم ان عادة القرآن العظيم في ذكر هذه الحروف ان يذكر بعدها ما يتعلق بالقرآن كقوله الم ذلك الكتاب الم نزل عليك الكتب المص كتاب انزل اليك الر تلك آيت الكتاب طه ما انزلنا عليك القرآن لتشقى طسم تلك ايات الكتاب يس والقرآن ص والقرآن حم تنزيل الكتب ق والقرآن الا ثلث سور العنكبوت الروم و النون ليس فيها ما يتعلق به و قد ذكرت حكمة ذلك في اسرار التنزيل۔

معاد ہے اور طرف وسط کے کہ وہ عالم المعاش ہے یعنی اوامر و نواہی کا مشروع کرنا اور جس سورت کے شروع میں الٓمٓ ہے اس میں یہ تینوں بیان ہیں اور سورۂ اعراف میں الم سے زائد ایک حرف صاد لایا گیا اس لیے کہ اس سورت میں قصوں کی شرح ہے آدم اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم السلام کے قصوں اور اس لیے کہ اس میں فلا یکن فی صدرک حرج کا ذکر ہے اسی وجہ سے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ المص کے معنی ہیں الم نشرح لک صدرک اور سورۂ رعد میں الم سے زائد ایک حرف را لایا گیا بوجہ قول الٰہی رفع السموات کے اور بوجہ ذکر رعد و برق وغیرہما کے.

اور جاننا چاہیے کہ عادت قرآن عظیم کی ان حروف کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ ان حروف کے بعد وہ باتیں ذکر کرتا ہے جو قرآن سے تعلق رکھتی ہیں جیسے الم ذلک الکتاب، الم نزل علیک الکتاب، المص کتاب انزل الیک، الر تلک آیات الکتاب۔ طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی طسم تلک آیت الکتاب یسٓ والقرآن الحکیم صٓ والقرآن ذی الذکر حم تنزیل الکتاب قٓ والقرآن المجید۔ یہ عادت قرآن کی برابر جاری ہے اور سوا تین سورتوں کے یعنی عنکبوت اور روم اور نون ان تین سورتوں میں البتہ حروف مقطعات کے بعد قرآن کے متعلق ذکر نہیں ہے جس کی حکمت میں نے اسرار التنزیل میں بیان کی ہے

اے صاحبان عقل انصاف کرو کتنی صاف عبارت ہے قرآن شریف کے خاص خاص سورتوں کے شروع جو خاص خاص حروف مقطعات ہیں ان کی وجہ بیان ہو رہی ہے کہ جن سورتوں کے شروع میں الف لام میم ہے اس کی کیا وجہ پھر سورۂ اعراف میں ایک صاد زیادہ کر کے المص وارد ہوا اس کا کیا سبب اور سورۂ رعد میں ایک ـــ زائد کر کے المر وارد ہوا اس کی کیا حکمت ہے پھر شروع میں یہ تصریح کہ جو حروف جس سورت کے شروع میں ہیں ناممکن ہے کہ بجائے ان کے دوسرے حرف رکھے جائیں پھر آخر میں یہ تصریح کہ قرآن عظیم کی عادت ان حروف کے ذکر کے بعد یہ ہے کہ قرآن کے متعلق کوئی بات بیان کی جاتی ہے جس سے قطعاً واضح ہے کہ یہ حروف متکلم قرآن نے ذکر کئے ہیں نہ کسی انسان نے اور زید کا فاعل متکلم قرآن جل شانہ ہے نہ کوئی انسان۔

اب میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ واقعی حائری صاحب کی یہ حیرت انگیز کارروائی جوان کے علم و دیانت دھیا دجبارت پر کافی روشنی ڈالتی ہے کسی عجائب خانہ میں رکھنے کے لائق ہے اسکے بعد حائری صاحب کی عبارت کے لفظ لفظ کو رد کرنا بے ضرورت ہے عبارت اتقان کے ترجمہ میں یہ الفاظ انھوں نے اپنی طرف سے بڑھائے ہیں کہ دراصل الم میں تین حرف تھے وغیرہ وغیرہ۔ یہ صریح خیانت محتاج بیان نہیں۔

نمبر چہاردہم: عبارت منقولہ بالا کے بعد حائری صاحب لکھتے ہیں

"تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۴۱۶ سطر ۳ میں ہے۔ سیوطی لکھتا ہے کہ احمد بزاز[1] طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن[2] عباس اور ابن مسعود سے روایت کی ہے انہ کان یحک المعوذتین من المصحف و یقول لا تخلطوا القرآن بما لیس منه انهما لیستا من کتب اللہ انتہی بلفظہ یعنی ابن مسعود نے معوذتین[3] کو اپنے قرآن سے کاٹ دیا تھا اور کہتے تھے قرآن میں غیر قرآن کو خلط ملط نہ کرو یہ دونوں سورتیں کتاب خدا میں داخل نہیں ہے[4]

[1] صحیح لفظ بزار ہے آخر میں رائے مہملہ ہے ۱۲ [2] حضرت ابن عباس کا نام اس روایت میں غلط ہے ۱۲ [3] حائری صاحب کا تمیع زائد ہے عربی عبارت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ ابن مسعود کا کوئی مصحف ہمارے مصحف کے خلاف تھا ۱۲

تفسیر کبیر[1] مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۶۹ سطر ۱ میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔

نقل فی الکتب[2] القدیمۃ ان ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ الفاتحۃ من القرآن وکان ینکر کون المعوذتین من القرآن

انتھی بلفظہ۔ یعنی ابن مسعودؓ سورۂ فاتحہ اور معوذتین کے داخل قرآن ہونے سے انکار کرتے تھے فرمایا! صاحبان آپ نے غور کیا کہ درمنثور و تفسیر کبیر سنیوں کی دونوں مسلمہ تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ نہ تو سورۂ فاتحہ قرآن ہے اور نہ معوذتین حالانکہ حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے موجودہ قرآن میں یہ سورتیں اس وقت موجود ہیں۔ فرمایئے سنیوں کے ان مذکورہ حوالوں کے مطابق زیادتی ثابت ہوئی یا نہیں اب تم خود بھی انصاف کرو کہ تحریف کی دونوں قسموں کمی اور زیادتی کا ہونا قرآن میں سنیوں کا مذہب ہوا یا نہیں۔

الجواب بعون الملک الوہّاب

اس عبارت میں علاوہ ترجمہ وغیرہ کے اغلاط کے چند لطائف قابل قدر حسب ذیل ہیں۔

پہلا لطیفہ یہ کہ وہ دو روایتیں جو حائری صاحب نے نقل کی ہیں اگر وہ صحیح ہوتیں اور ان کا مطلب بھی وہی ہوتا جو اعدائے قرآن کریم بیان کیا کرتے ہیں تو بھی ان سے تحریف قرآن کا نتیجہ نہیں نکل سکتا قرآن قطعی یقینی متواتر کی قسم اعلیٰ وارفع ایک غیر معصوم کے قول سے اور وہ قول بھی غیر متواتر محرف نہیں ہو سکتا۔

ہم نے کتب شیعہ سے جس قدر روایتیں تحریف کی پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں غیر معصوم کا کوئی قول نہیں سب اقوال ائمہ معصومین کے ہیں وہ بھی بتصریح محدثین شیعہ حد تواتر کو پہونچے ہوئے۔

شیعوں کو محض اس وجہ سے دلچسپی ہے کہ ان مطاعن کا اثر قرآن تک پہونچتا ہے لہٰذا جہاں کہیں اس

---

[1] یہ عبارت تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۱ میں ہے۔ اپنی جہالت اعتیاط جتنے کو سطر تک کا حوالہ لکھ دیا مگر جلد نہ لکھی شاید ان کے خیال میں تفسیر کبیر ایک ہی جلد میں ہو ۱۲۔ [2] نقل فی الکتب القدیمۃ کا ترجمہ چھوڑ دیا کیونکہ اس سے روایت کی حقیقت کا پتہ چلتا تھا کہ یہ روایت پرانی یعنی غیر متداول کتابوں کی ہے۔ اعلیٰ حضرت بھی سمجھ گئے کہ خواہی جامہ می پوشی بہ من انداز قدرت را می شناسم ۱۲

مقصود اصلی کے بلا واسطہ حاصل ہونے کا وہم ہوجاتا ہے وہاں ایک عالم خود رفتگی کا دشمنانِ قرآن کریم پر طاری ہوجاتا ہے اور کچھ امتیاز باقی نہیں رہتا۔

دوسرا لطیفہ یہ کہ بالفرض کفرض المحالات ان دونوں روایتوں کی صحت کسی درجہ میں مان بھی لی جائے تو ان کا وہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا جو دشمنان قرآن بیان کرتے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود معوذتین کے مصحف میں لکھنے کو منع کرتے تھے نہ اسلئے کہ وہ کلام الٰہی نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ رقیہ (یعنی جھاڑ پھونک) کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ اور ان کا یہ قول کہ یہ سورتیں کتاب اللہ سے نہیں ہیں کتاب اللہ سے مراد مصحف مکتوب ہے نہ مطلق کلام الٰہی یہ مطلب اکابر محدثین نے بھی بیان کیا ہے علامہ سیوطی اتقان کی اکیسویں نوع میں لکھتے ہیں

وکذا قال القاضی ابوبکر لم یصح عنه انها لیست بقرآن ولا حفظ عنه انما حکها واسقطها من مصحفه انکارا لکتابتها لا جحدا لکونها قرآنا لانه کانت السنة عنده ان لا یکتب فی المصحف الا ما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم باثباته فیه ولم یجد کتب ذلک ولا سمعه امر به۔

اور ایسا ہی کہا ہے قاضی ابوبکر نے کہ ابن مسعود سے اس مضمون کا نقل کرنا کہ معوذتین وغیرہ قرآن نہیں ہیں صحیح نہیں ہے اور نہ ابن مسعود کا یہ قول محفوظ ہے ابن مسعود انکو اپنے مصحف سے محض اسلئے مٹا دیتے تھے کہ انکو اسکی کتابت سے انکار تھا نہ اس کے قرآن ہونیسے کیونکہ سنت ان کے نزدیک یہ تھی کہ مصحف میں وہی چیز لکھی جائے جسکے لکھنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور انھوں نے حضرت کو نہ یہ سورتیں لکھواتے ہوئے دیکھیں نہ لکھنے کا حکم دیتے ہوئے سُنا۔

نیز اتقان کی اسی نوع میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول نقل کیا ہے۔

قد اوله القاضی وغیره علی انکار الکتابة کما سبق قال وهو تاویل حسن الا ان الروایة الصحیحة التی ذکرتها تدفع ذلک حیث جاء فیها ویقول انهما

یہ تحقیق قاضی ابوبکر وغیرہ نے ابن مسعود کے اس قول کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ لکھنے سے انکار کرتے تھے جیسا کہ اوپر گزر چکا ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ تاویل اچھی ہے مگر جو صحیح روایت میں نے

لیستا عن کتاب اللہ تعالیٰ ویمکن حمل لفظ کتاب اللہ علی المصحف فیتم التاویل المذکور۔

ذکر کی وہ اس تاویل کو دفع کرتی ہے کیونکہ اس میں صاف لفظ ہے کہ ابن مسعود کہتے تھے کہ یہ دو نوں سورتیں کتاب اللہ سے نہیں ہیں ابن حجر نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ کتاب اللہ سے مصحف مراد لیا جائے تو یہ تاویل کامل ہو جاوے گی۔

اس مطلب کی دلیل قطعی یہ ہے کہ خود حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین کا منزل من اللہ ہونا روایت کیا ہے۔ اسی کتاب درمنثور کی اسی جلد ششم میں حائری صاحب کی منقولہ روایت کے بعد بفاصلہ چند سطور یہ روایت بھی موجود ہے۔

واخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد انزل علی ایات لم ینزل مثلهن المعوذتین

طبرانی نے اپنی کتاب معجم اوسط میں عمدہ سند کے ساتھ ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرے اوپر (فی الحال) کچھ آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کے مثل کبھی نازل نہ ہوئی تھیں یعنی معوذتین۔

پس جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین کا منزل من اللہ ہونا روایت کرتے ہیں تو ان کے اس قول کا (اگر بالفرض انھوں نے کہا ہو) کہ معوذتین کتاب اللہ سے نہیں ہیں اس کے سوا کوئی مطلب مراد لینا قطعاً درست نہیں کہ وہ معوذتین کے داخل مصحف ہونے سے انکار کرتے تھے اور بس۔

تیسرا لطیفہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انکار معوذتین کی روایت قطعاً ویقیناً موضوع اور جعلی ہے روایت و درایت دونوں قسم کے دلائل اس روایت کے جھوٹ ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔

دلیل اول یہ کہ اکابر ائمہ علم حدیث وتفسیر نے اس روایت کا جھوٹا ہونا بیان کیا ہے۔

(۱) امام فخر الدین رازی جن کی تفسیر کبیر سے حائری صاحب نے یہ روایت نقل کی ہے حائری صاحب کی منقولہ عبارت کے بعد بلا فصل لکھتے ہیں۔

واعلموا ان هذا فی غایة الصعوبة لانا ان

جاننا چاہئے کہ یہ (یعنی اس روایت کی صحت) نہایت مشکل

قلنا ان النقل المتواتر كان حاصلا فی عصر الصحابة يكون ذلك من القرآن فان كان ابن مسعود عالما بذلك فانكاره يوجب الكفر او نقصان العقل وان قلنا ان النقل المتواتر فی هذا المعنی ما كان حاصلا فی ذلك الزمان فهذا يقتضی ان يقال ان نقل القرآن ليس بمتواتر فی الاصل وذلك يخرج القرآن عن كونه حجة قطعية والاغلب علی الظن ان نقل هذا المذهب عن ابن مسعود نقل كاذب باطل۔

یں ہے اس لئے کہ اگر ہم کہیں کہ نقل متواتر صحابہؓ کے زمانہ میں سورۂ فاتحہ اور معوذتین کے قرآن ہونیکی موجود تھی تو اس وقت میں ابن مسعود کو ضرور اس کا علم ہونا چاہئے تھا لہذا ان کا انکار یا تو موجب کفر ہوگا یا دلیل نقصان عقل ہوگا۔ (حالانکہ یہ دونوں باتیں اتنے بڑے فقیہ بلند مرتبہ صحابی کے لئے ناقابل تسلیم ہیں) اور اگر ہم کہیں کہ نقل متواتر معوذتین وغیرہ کے قرآن ہونے کی ابن مسعود کے زمانہ میں نہ تھی تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ قرآن اصل میں متواتر نہ رہے گا اور یہ نتیجہ قرآن کو حجت قطعی ہونے سے نکال دے گا (اور یہ قطعاً محال ہے) اور بہت زیادہ غالب ظن یہ ہے کہ اس قول کا ابن مسعود سے نقل کرنا جھوٹ اور غلط ہے۔

ف: حائری صاحب نے ایک ٹکڑا اس پوری عبارت کا نقل کیا اور آگے کا حصہ چھوڑ کر کہدیا کہ تفسیر کبیر سنیوں کی معتبر تفسیر میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ حائری صاحب سے پوچھنا چاہیے کہ یہ حرکت چوری اور خیانت کے سوا کس لفظ سے تعبیر کی جائے بھلا درمنثور میں تو ان کے مخالف روایت چند سطروں کے فاصلہ سے ہے جس کی بابت وہ یہ عذر کرسکتے ہیں کہ میں نے درمنثور کا پورا صفحہ نہیں دیکھا تھا مگر تفسیر کبیر میں تو ایک لفظ بلکہ ایک حرف کا بھی فاصلہ نہیں بالکل لا تقربوا الصلوٰۃ والی مثل ہے اگر مذہب شیعہ میں اس قسم کی قابل شرم کارروائیاں جائز نہیں ہیں تو دیکھنا ہے کہ شیعیان پنجاب اپنے سرکار شریعت مدار کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

(۲) امام نووی شارح صحیح مسلم اپنی کتاب شرح المہذب لکھتے ہیں۔

اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحة من القرآن وان من جحد منها شيئا كفر وما نقل عن ابن مسعود باطل ليس بصحيح (اتقان)

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ معوذتین اور سورۂ فاتحہ قرآن سے ہیں اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ یا معوذتین کا انکار کرے وہ کافر

اور ابن مسعود سے اس کے خلاف جو کچھ منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

(۳) علامہ ابن حزم اپنی کتاب محلّی میں لکھتے ہیں جیسا کہ اُن سے صاحب اتقان نے نقل کیا ہے کہ۔

هذا كذب على ابن مسعود موضوع وانما يصح عنه قراءة عاصم عن زر عنه وفيها المعوذتان والفاتحة

انکار معوذتین ابن مسعود پر افترا و جعل ہے ابن مسعود سے یہ چیز صحت کے ساتھ منقول ہے وہ عاصم کی قرات ہے عاصم زر ابن حبیش سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں اور قرات میں معوذتین بھی ہیں اور سورۂ فاتحہ بھی۔

نیز یہی علامہ ابن حزم اپنی کتاب الفصل فی الملل والنحل جلد ثانی صفحہ ۷۷ میں لکھتے ہیں

واما قولهم ان مصحف عبد الله ابن مسعود خلاف مصحفنا فباطل وكذب وافك مصحف عبد الله ابن مسعود انما فيه قراءته بلا شك وقراءته هي قراءة عاصم المشهورة عند جميع اهل الاسلام في شرق الدنيا وغربها فقرأها كما ذكرنا

باقی رہا لوگوں کا یہ کہنا کہ عبداللہ ابن مسعود کا مصحف ہمارے مصحف کے خلاف تھا تو یہ بالکل غلط، جھوٹ، اور بہتان ہے عبداللہ بن مسعود کا مصحف بلاشبہ وہی ہے جس میں ان کی قرأت تھی اور ان کی قرأت وہی عاصم کی قرأت ہے جو تمام مسلمانوں میں مشہور ہے دنیا کی مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی ہم لوگ اسکو اب بھی پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

(۴) علامہ بحر العلوم فرنگی محلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ۔

فنسبة انكار كونهما من القرآن اليه غلط فاحش ومن اسند الانكار الى ابن مسعود فلا يعبأ بسنده عند معارضة هذه الاسانيد الصحيحة بالاجماع والمتلقاة بالقبول عند العلماء الكرام بل الامة كافة كلها فظهران نسبة الانكار الى ابن مسعود باطل۔

ابن مسعود کی طرف اس کے قرآن ہونے کا انکار منسوب کرنا صریح غلطی ہے اور جس نے یہ انکار ابن مسعود کی طرف منسوب کیا ہے اسکی سند لائق توجہ نہیں جبکہ اس کے خلاف یہ صحیح سندیں موجود ہیں جن پر اجماع ہے اور جنکو علمائے کرام نے بلکہ تمام امت نے قبول کیا ہے پس صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ابن مسعود کی طرف انکار کو منسوب کرنا بالکل غلط ہے۔

یہ چار اقوال علمائے کرام کے اس مقام پر کافی ہیں جن میں ۲ روایت میں اعلیٰ پایہ رکھتے ہیں اور ۲ درایت میں۔

دلیل دوم قرآن مجید کی متواتر سندیں مسلمانوں کے پاس موجود ہیں جن کا سلسلہ بواسطہ صحابہ کرام کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے جن میں متعدد سندیں بواسطہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہیں اور متعدد سندیں بواسطہ حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی مرتضیٰ کے ہیں اور متعدد سندیں بواسطہ حضرت ابی ابن کعب کے ہیں اور ان تمام سندوں میں بے کم و کاست بلا اختلاف یہی قرآن مجید منقول ہے جو خدا کے انعام سے ہمارے سینوں اور سفینوں میں نسلاً بعد نسل متواتر چلا آرہا ہے اس میں سورۂ فاتحہ بھی ہے معوذتین بھی ہیں لہٰذا قطعاً و یقیناً معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو سورۂ فاتحہ یا معوذتین کے نہ قرآن ہونے سے انکار تھا نہ مصحف میں ان کی کتابت کو منع کرتے تھے بلکہ وہ ہمیشہ اسی قرآن شریف کا درس دیتے رہے۔

زیادہ نہ ہو سکے تو نمونہ کے طور پر صرف قرائے سبعہ کی سندیں جو شرقاً غرباً معتمد اول ہیں اور اہل سنت کے پاس بکثرت موجود ہیں مطالعہ کر لی جائیں۔ یہ قرائے سبعہ ملک اسلام کے بدور سبعہ کہے جاتے ہیں ان میں سے ایک قاری مدینہ منورہ کے ہیں نام ان کا نافع ہے اور ایک مکہ معظمہ کے ہیں نام ان کا عبداللہ بن کثیر ہے اور ایک بصرہ کے ہیں نام ان کا ابو عمرو ہے اور ایک دمشق کے ہیں نام ان کا عبداللہ بن عامر ہے اور تین قاری خاص کوفہ کے ہیں وہی کوفہ جو حضرت عمرؓ کے وقت سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا دار التعلیم تھا اور آخر میں حضرت علی مرتضیٰ کا دار الخلافت بنا وہی کوفہ ہمارے امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کا مولد و منشا اور درس گاہ تھا

قال الولی الشاطبی ؎

وبالکوفۃ الغراء منہم ثلاثۃ ۔۔۔ اذاعوا فقد ضاعت شذا ادقرنفلا

کوفہ کے ان تینوں قاریوں کے نام نامی عاصمؒ۔ حمزہؒ۔ کسائیؒ (امام النحو)

اس جگہ بخیال طول ان ساتوں میں سے بھی صرف ان تین قرائے کوفہ کی بعض سندیں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت عاصمؒ نے پورا قرآن شریف حرفاً حرفاً پڑھا عبداللہ بن حبیب ابو عبد الرحمٰن سلمی اور زر بن حبیش سے۔ عبداللہ بن حبیب ابو عبد الرحمٰن سلمی نے پورا قرآن شریف حرف بحرف پڑھا حضرت عثمان اور حضرت علی سے اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور حضرت

ترجمہ۔ اور کوفہ میں تین قاری تھے جنھوں نے قرآن کی اشاعت کی اور کوفہ عود اور قرنفل کی سی خوشبو سے مہکنے لگا یعنی کوفہ کا جو نام بھی ہو گیا الحمد یکہ رفاقت پائی۔

ابی بن کعب سے اور حضرت زید بن ثابت سے اور زر بن حبیش نے منجملہ ان پانچ صحابیوں کے حضرت عثمان اور حضرت ابن مسعود سے پورا قرآن شریف حرف بحرف پڑھا اور ان حضرات نے پورا قرآن مجید حرف بحرف پڑھا رسول رب جلیل صاحب الوحی والتنزیل صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

حضرت حمزہ نے پورا قرآن شریف حرف بحرف پڑھا بہت بزرگوں سے جن میں سے چار کے نام یہ ہیں۔

حضرت صادق[۱]، اعمش[۲]، محمد بن ابی لیلیٰ[۳] قاضی حمران بن اعین

اور حضرت جعفر نے پورا قرآن مجید پڑھا اپنے والد حضرت محمد الباقر سے انھوں نے اپنے والد حضرت علی بن حسین (زین العابدین) سے انھوں نے اپنے والد حضرت حسین (شہید کربلا) سے انھوں نے اپنے والد حضرت علی مرتضیٰ سے۔

اور اعمش نے پورا قرآن مجید پڑھا یحییٰ بن وثاب سے انھوں نے علقمہ اور اسود اور زر بن حبیش اور ابو عبدالرحمٰن سلمی اور عبید بن نضلہ سے ان سب نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور محمد بن ابی لیلیٰ نے پورا قرآن مجید پڑھا ابو المنہال سے انھوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے انھوں نے حضرت ابی بن کعب سے اور حمران بن اعین نے پورا قرآن مجید پڑھا ابو الاسود سے انھوں نے حضرت عثمان و حضرت علی سے۔

اور ان چاروں صحابیوں (یعنی حضرت علی حضرت ابن مسعود حضرت ابی بن کعب حضرت عثمان) نے پورا قرآن شریف پڑھا حبیب رب العالمین رسول صادق امین صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت کسائی[۲] نے پورا قرآن مجید حضرت حمزہ اور عیسیٰ بن عمر وغیرہما سے پڑھا حضرت حمزہ کی سند اوپر مذکور ہو چکی باقی رہے عیسیٰ بن عمر انھوں نے پورا قرآن مجید پڑھا طلحہ بن مصرف سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے انھوں

---

[۱] سنہ ۸۰ھ میں بعہد عبدالملک پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی ۱۲

[۲] کسائی لقب ہے اس وجہ سے کہ انھوں نے احرام حج کا کساء اوڑھ لیا تھا ... نام علی بن حمزہ کیست ... ستر برس کی عمر پائی ۱۸۹ھ میں بعہد ہارون رشید وفات پائی ۱۲

نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔

دیکھو ان تینوں قاریوں نے اسی قرآن شریف کو جس طرح حضرت عثمان حضرت علی حضرت ابی ابن کعب سے روایت کیا اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود سے بھی روایت کیا اور کوئی اختلاف ان کا یا کسی کا کسی لفظ کے متعلق نقل نہیں کیا معلوم ہوا کہ اختلاف کی روایتیں محض بے بنیاد اور کسی دشمنِ قرآن کی خانہ زاد ہیں یہ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں"۔ ہاں قراءت کے اختلافات البتہ صحابۂ کرام میں تھے اور وہ اب تک ہیں اور وہ سب مختلف قراءتیں لوح محفوظ سے اتری تھیں اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہیں۔

دلیل سوم۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعاظم و افاضل اصحاب سے ہیں اور بہت سے بے نظیر فضائل و کمالات میں بہت سے صحابہ میں ممتاز ہیں سوا شیخین رضی اللہ عنہما کے بالتخصیص اگر کسی صحابی کو آپ نے اپنی امت کا مقتدا بنایا ہے تو وہ عبد اللہ بن مسعود ہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا ما امرکم ابن ام عبد فخذوہ یعنی عبد اللہ بن مسعود تم کو جس بات کا حکم دیں اس پر عمل کرو اور فرمایا رضیت لامتی ما رضی لھا ابن ام عبد وسخطت لھا ما سخط لھا ابن ام عبد یعنی میں نے اپنی امت کے لئے اس چیز کو پسند کیا جس کو ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لئے اس چیز کو ناپسند کیا جس کو ابن مسعود ناپسند کریں۔ حضرت عمر جب ان کو دیکھتے تو فرماتے کنیف ملئی علما ایک ظرف ہے علم سے لبریز۔ حضرت علی نے ان کے متعلق فرمایا قرء القرآن وعلم السنۃ وکفی بذلک یعنی انھوں نے قرآن پڑھ لیا ہے اور سنت کا علم حاصل کر لیا ہے اور اسی قدر کافی ہے۔ ترمذی میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تمسکوا بعھد ابن ام عبد	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمسک کرو یعنی بکوشش عمل کرو عبد اللہ بن مسعود کے حکم پر

نیز ترمذی میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت امرت احدا من غیر مشورۃ لامرت ابن ام عبد	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ سردار بناتا تو عبد اللہ بن مسعود کو بناتا۔

معلوم ہوا کہ ان میں سردار اور پیشوا بننے کی قابلیت ایسی یقینی تھی کہ حاجت مشورہ کی نہ تھی

روایت حدیث میں بھی ان کے واجب الاعتماد ہونے کا حکم دیا گیا۔ ترمذی میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما حدثکم ابن مسعود فصدقوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حدیث تم سے عبد اللہ بن مسعود بیان کریں اس کی تصدیق کرو

اور قراءت قرآن میں تو خصوصیت کے ساتھ آپ نے ان کو اپنی امت کا استاد واجب الاطاعت قرار دیا۔ ترمذی میں ہے۔

عن حذیفۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اقرأکم عبد اللہ فاقرءوا

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ بن مسعود تمکو قرآن جسطرح پڑھائیں اسی طرح پڑھو۔

صحیح بخاری میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم استقرءوا القرآن من اربعۃ من عبد اللہ بن مسعود و سالم مولی ابی حذیفۃ و ابی بن کعب و معاذ بن جبل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار شخصوں سے پڑھو عبد اللہ بن مسعود سے اور سالم مولیٰ ابو حذیفہ سے اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں۔

فاعلم ان عبد اللہ بن مسعود من کبار الصحابۃ و من بشرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشارات عظیمۃ و استخلفہ فی امتہ بعدہ فی قراءۃ القرآن والفقہ والموعظۃ وکان من اکرم الصحابۃ بصحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و خدمۃ

جاننا چاہیے کہ عبد اللہ بن مسعود اکابر صحابہ میں سے اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم الشان خوشخبریاں دیں اور ان کو اپنی امت پر اپنے بعد قرآن شریف کے پڑھانے اور فقہ کی تعلیم اور وعظ میں اپنا جانشین بنایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی خدمت کی بزرگی تمام صحابہ سے ان میں زیادہ تھی۔

اسرار الانوار میں ہے۔

کان بالکوفۃ ولہ اربعۃ الآلاف تلمیذ

جب عبد اللہ بن مسعود کوفہ میں تھے قدر و نظر کے

يتعلمون بين يديه حتى روى انه لما قدم على رضى الله عنه الكوفة خرج عبد الله بن مسعود مع اصحابه حتى سدوا الافق فلما راهم على رضى الله عنه قال ملأت هذه القرية علما وفقها۔

چار ہزار شاگرد تھے جو ان کے سامنے بیٹھکر علم حاصل کرتے تھے یہانتک کہ روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ کوفہ میں آئے تو عبد اللہ بن مسعود اپنے شاگردوں کو ساتھ لیکر پیشوائی کیلئے گئے اس مجمع نے آسمان کا کنارہ بھر دیا جب حضرت علی نے اس مجمع کو دیکھا تو حضرت ابن مسعود سے فرمایا کہ آپ نے اس بستی کو علم اور فقہ سے لبریز کر دیا۔

علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں۔

قال مسروق شاممت اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فوجدت علمهم انتهى الى ستة الى على وعبد الله بن مسعود وعمر بن الخطاب وزيد بن ثابت الى الدرداء وابى بن كعب ثم شاممت الستة فوجدت علمهم انتهى الى على وعبد الله

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا علم چھ کے پاس جمع ہے حضرت علیؓ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت ابو الدرداءؓ حضرت ابی بن کعبؓ پھر ان چھ کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان سب کا علم حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے پاس جمع ہے۔

نیز اسی کتاب میں ہے۔

قال محمد بن جرير لم يكن احد له اصحاب معروفون حرروا فتياه ومذاهبه فى الفقه غير ابن مسعود

محمد بن جریر کہتے ہیں کہ صحابہ میں کوئی نہ تھا جس کے شاگرد ایسے نامور ہوں اور اس کے فتووں کو اور اس کے فقہی اجتہادات کو انھوں نے لکھا ہو سوا ابن مسعود کے۔

ان احادیث اور اقوال سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق سات باتیں معلوم ہوئیں (۱) آنحضرت علیہ السلام نے ان کو اپنی امت کا مقتدا پسندیدہ فرمایا ان کے

احکام کی اطاعت واجب کردی (۲) آپ نے انکی روایت کی تصدیق کا حکم دیا (۳) آپ نے ان کو قرات قرآن میں استادی کی سند دی (۴) تمام صحابہ کے علم کے خزانے جن دو صحابیوں کے پاس تھے ان میں سے ایک وہ ہیں (۵) حرف کوفہ میں بیک وقت ان کے چار ہزار شاگرد تھے۔ (۶) ان کے سوا کسی صحابی کے شاگرد اس قدر نامور لوگ نہیں ہوئے (۷) ان کے فتوے اور فقہی اجتہادات ان کے شاگرد قلمبند کرتے تھے کسی دوسرے صحابی کے لئے ایسا اہتمام نہیں کیا گیا۔

حضرت ابن مسعود کی اس جلالت شان کو دیکھ کر کیا عقل سلیم اس بات کو باور کر سکتی ہے کہ حضرت ممدوح جو معوذتین[1] یا سورۂ فاتحہ کے قرآن ہونے سے یا مصحف میں لکھنے سے انکار کرنے اور ان کا انکار ان کے ہزاروں شاگردوں میں سے صرف تین شاگرد روایت کرے اور کسی جو تھے کو اس کی خبر نہ ہوئی اور یہ تین شاگرد بھی وہ جنسے متواتر سندوں کے ساتھ اس انکار کے خلاف کی روایت نقل کی گئی ہے اور پھر وہ انکار اس طرح گمنامی اور کس میرسی کی حالت میں پڑا رہتا امت میں سے ایک متنفس بھی ان کا ہمخیال نہ بنتا نہ معوذتین وسورۂ فاتحہ کی قرآنیت میں کسی کو شک پیدا ہوتا نہ دین کی اتنی بڑی اصل عظیم یعنی قرآن کے انکار کی وجہ سے ابن مسعود پر کوئی بدنامی آتی۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کو زمانہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ ولنعم ما قیل ؎

احق شیئ بود ما تخالفہ[2] شہادۃ الدہر فاحکم صنعۃ الجدل

یقیناً اگر ابن مسعود منکر ہوتے تو ان دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوتی یا تو ان سورتوں کی قرآنیت مختلف فیہ ہو جاتی اور صحابہ سے لیکر اس وقت تک ہر زمانہ میں ایک بڑی جماعت ان سورتوں کے قرآنیت کی منکر رہتی۔ ابن مسعود کے ہزاروں شاگرد ان کے انکار کو روایت کرتے اور وہ محدثین کی تمام یا اکثر ملتزم الصحۃ کتابوں میں ملتیں اور یا ابن مسعود اس انکار کی وجہ سے اس قدر بدنام ہوتے کہ نہ صرف ان کی تفسیق بلکہ تکفیر تک نوبت پہونچتی اور صحابہ و تابعین کی زبانوں پر ان کی عظمت و جلالت کا ایک لفظ بھی نہ آتا اور جب کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی نہ ہوئی تو بالیقین معلوم

---

[1] انکار معوذتین کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود سے صرف تین شخص بیان کئے گئے ہیں۔ علقمہ، زر بن حبیش، ابوعبدالرحمن سلمی اور یہ تینوں قراءسبعہ کی اسانید متواترہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے پورا قرآن شریف مع معوذتین کے روایت کر رہے ہیں جیسا کہ دلیل دوم میں بیان ہوا

[2] ترجمہ:- ہر چیز سے زیادہ رد کرنے کے قابل وہ چیز ہے جسکے خلاف زمانہ شہادت دیدے پس اے مناظرہ کی ہوس کرنے والے! ذرہ کو بھی طرح سیکھ لو

ہوا کہ انکار معوذتین کی روایت جعلی ہے یعنی روایت کو اصطلاح محدثین میں معلول کہتے ہیں۔

دلیل چہارم یہ کہ گو عام طور پر یہ خیال لوگوں میں شہرت پا چکا ہے اور بعض روایات کے ظاہری الفاظ سے بھی ایسا وہم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن شریف مجموع و مرتب نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں یہ کام ہوا مگر پھر بھی اس کی اشاعت نہیں ہوئی اور حضرت عمر کو بھی اپنے زمانہ خلافت میں اس کی اشاعت کا موقع نہ ملا حضرت عثمان نے سنہ ۲۵ھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد حضرت ابوبکر صدیق کے جمع کیے ہوئے قرآن کی نقلیں کرا کر تمام ممالک اسلامیہ میں شائع کیں چنانچہ اس حقیر راقم سطور کا خیال بھی تقلیدی طور پر ایسا ہی تھا چنانچہ النجم کے مناظرہ حصہ اول میں میں نے ایسا ہی لکھا ہے مگر اس کے بعد نور توفیق نے مدد کی اور تحقیق کا دروازہ کھلا بیشمار دلائل عقلیہ فطریہ اور براہین نقلیہ نے میرے خیال سابق کو محو کر دیا اور روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو گئی کہ خود رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے اہتمام سے قرآن شریف کی جمع و ترتیب کا کام نہایت کامل طریقہ سے ہو چکا تھا اور اس کی اشاعت بھی خود آپ ہی کے سامنے ہو چکی تھی جس وقت آپ نے رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت کی تو بیشمار سینوں اور سفینوں میں پورا قرآن شریف محفوظ ہو گیا تھا تواتر قرآن کا سلسلہ جو آپ کے سامنے شروع ہوا وہی سلسلہ اسی شان کے ساتھ اب تک چلا آ رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہیگا پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ محققین سابقین سے بھی اس کی تصریح منقول ہے اور کوئی صحیح روایت بھی اس کی تحقیق کی مزاحمت نہیں کرتی۔

اس تحقیق کے بیان کرنے کے لیے ایک مستقل تصنیف کی حاجت ہے جس کو ایک حد تک میرے ایک فاضل دوست نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں پورا کیا ہے اور یہ کتاب کئی سال ہوئے چھپ گئی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اگر عنایت ایزدی نے مدد کی تو یہ ناچیز بھی عنقریب اس موضوع پر کتاب لکھیگا۔ واللہ ولی التوفیق وھو الھادی الی سواء الطریق۔

پس جب کہ قرآن شریف اسی ہیئت کذائی کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام سے آپ کی نظر مبارک کے سامنے جمع ہو چکا تھا تو اس میں کسی قسم کا اختلاف نہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کر سکتے تھے نہ کوئی اور صحابی، نہ کوئی صحابی اس مصحف کے خلاف اپنا مصحف مرتب کر سکتا تھا۔

لہذا حضرت ابن مسعودؓ سے انکار معوذتین کا مستند ہوجانا قطعاً ناممکن بات ہے اور انکار کی روایت ان سے یقیناً غلط ہے۔

اب ایک ذراسی بات باقی رہ گئی کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے انکار معوذتین کی روایات کو صحیح کہا ہے اور ان کی تقلید کرکے اور بھی دو ایک علما نے اس کی تصحیح کی ہے۔ لیکن اس کا تحقیق کے بعد اب اس کے جواب دینے کی حاجت نہ رہی اور اصل یہ ہے کہ جو روایت کسی علت معنوی کی وجہ سے مقدوح ہوتی ہے بسا اوقات اس کی جرح و تعدیل میں محدثین کا اختلاف ہوجاتا ہے کسی کا ذہن اس علت تک پہونچ جاتا ہے اور وہ اس روایت پر قدح کردیتا ہے اور کسی کی سمجھ میں وہ علت نہیں آتی اور وہ اس روایت کو صحیح کہہ دیتا ہے۔

تماہر پنجم عبارت منقولۂ بالا کے بعد حائری صاحب رقم طراز ہیں۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۳۵۰ سطر ۹ میں امام سیوطی نے لکھا ہے سعید بن منصور احمد عبد بن حمید بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن جریر ابن المنذر اور ابن مردویہ نے علقمہ سے روایت کی ہے انہ قدم الشام فجلس الی ابی الدرداء فقال لہ ابو الدرداء ممن انت قال من من اہل الکوفۃ قال کیف سمعت عبد اللہ یقرأ واللیل اذا یغشیٰ قال علقمۃ والذکر والانثیٰ فقال ابو الدرداء اشہد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھکذا وھؤلاء یریدونی علی ان اقرا وما خلق الذکر والانثیٰ واللہ لا اتابعھم انتہی ملخصاً

یعنی علقمہ ایک مرتبہ شام میں آیا اور ابو الدرداء کے پاس بیٹھا انھوں نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو علقمہ نے کہا کہ میں اہل کوفہ سے ہوں پس ابو الدرداء نے کہا تم نے عبد اللہ کو سورۂ واللیل اذا یغشیٰ کس طرح پڑھتے سنا ہے علقمہ نے کہا میں نے بجائے وما خلق الذکر والانثیٰ کے والذکر والانثیٰ پڑھتے سنا ہے۔ پس ابو الدرداء نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی پڑھتے سنا ہے لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں وما خلق الذکر والانثیٰ پڑھوں بخدا میں ہرگز ان کی متابعت نہ کروں گا۔

الجواب بعون الملک الوھّاب

اس روایت سے بھی حائری صاحب کا مقصد کسی طرح حاصل نہیں ہوتا یعنی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ وماخلق جو قرآن شریف میں سورۂ واللیل میں ہے کلام الٰہی نہیں ہے بلکہ کسی شخص کی بڑھائی ہوئی ہے کیوں کہ۔

اوّلاً اس روایت میں صرف اسی قدر تذکرہ ہے کہ علقمہ نے عبداللہ بن مسعود کو والذکر والانثیٰ پڑھتے ہوئے سنا ماخلق پڑھتے ہوئے نہیں سنا اور یہ کہ حضرت ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو والذکر والانثیٰ پڑھتے ہوئے سُنا ہے لہٰذا میں وما خلق الذکر والانثیٰ نہ پڑھوں گا اس سے زیادہ اور کوئی بات اس روایت میں نہیں ہے لفظ ماخلق کے کلام الٰہی ہونے کی نفی نہ عبداللہ بن مسعود نے کی نہ ابوالدرداء نے رہا حضرت ابوالدرداؓ کا اس کے پڑھنے سے انکار کرنا تو اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام کی عادت یہ تھی کہ جو تعلیم کسی صحابی کو بلاواسطہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی وہ اس تعلیم پر نہایت مضبوطی سے قائم رہتے تھے کسی طرح ترک نہ کرتے تھے اگرچہ کتنے ہی قابل وثوق ومعتبر ذرائع سے اس کے خلاف دوسری تعلیم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تک پہونچ بھی جاتی اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے تھا

"شنیدہ کے بود مانند دیدہ"

اسی کو اختلاف قراءت کہتے ہیں لہٰذا اس روایت سے صرف اس قدر معلوم ہوا کہ یہ آیت دونوں قراءتوں کے ساتھ نازل ہوئی اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں قراءتیں صحابہ کو تعلیم دی ہوں کسی کو یہ کسی کو وہ۔ حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابن مسعود کو صرف والذکر والانثیٰ کی تعلیم دی دوسروں کو وماخلق الذکر والانثیٰ کی۔ اس قسم کا اختلاف نسخ دوسرے مصنفین کی کتب میں بھی ہوتا ہے اور جو اختلاف نسخ خود مصنف کا مجوزہ ہوتا ہے اس کو کتاب کی غلطی یا کمی بیشی نہیں کہا جاتا کما لایخفیٰ۔

ثانیاً اس روایت میں بھی وہی خرابی موجود ہے جو روایت سابقہ میں تھی یعنی یہ کہ یہ روایت دوسری روایات متواترہ کے خلاف ہے۔ قرائے کوفہ کی سندوں میں حضرت ابن مسعود سے اسی

قرآن شریف کو روایت کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض دوسری خرابیاں بھی جو اوپر مذکور ہوئیں اس روایت میں بھی موجود ہیں لہٰذا قطعاً و یقیناً یہ روایت من حیث السند شاذ ہوگئی اور من حیث المتن تو بالکل ساقط از اعتبار یہی وجہ ہے کہ ائمہ قرأت نے والذکر والانثیٰ کو قرات شاذہ میں شمار کیا ہے اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر نماز میں قصداً کوئی شخص اس قرات کو پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

یہاں تک تو حائری صاحب کی پیش کی ہوئی روایت کا مفصل جواب دیا گیا لیکن اب زیادہ تفصیل بے ضرورت ہے بلکہ اب کچھ نہ لکھا جائے تو بھی کافی ہے فان الغرفة تنبئ عن الغدیر والعلیل یدل علی الکثیر لہٰذا اب ہم بقیہ تمام روایات کو نمبر ششم میں جمع کئے دیتے ہیں سوا خرابی ترتیب کے کہ اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ نمبر ہفتم میں بیان کریں گے اور جو کچھ فضولیات باقی رہ گئی ہیں ان کا نمونہ نمبر ہشتم میں دکھائیں گے اور انھیں تینوں نمبروں پر ان شاء اللہ یہ بحث دوم تمام ہو جائے گی۔

نمبر پنجم عبارت منقولہ بالا کے بعد حائری صاحب نے حسب ذیل اکیس[٢٦] مواقع تحریف کے اور پیش فرمائے ہیں

اولاً سورۂ احزاب کے متعلق جس کا شافی و کافی جواب مع شیٔ زائد النجم کے مناظرہ حصہ اول[٢٧] میں اکیس[٢١] سال ہوئے چھپ چکا اور جواب الجواب نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے۔

ترجمہ: ۔ ایک چلو پانی پورے حوض کی حالت بتا دیتا ہے اور تھوڑی چیز بہت چیز کا نمونہ ہوتی ہے ۱۲ [٢٦] خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ ان روایات میں سورۂ احزاب کی آیتوں کا نکال ڈالا جانا یا تحریف کیا جانا مذکور نہیں ہے بلکہ صرف یہ بیان ہے کہ اس سورت میں دو سو آیتیں تھیں مگر حضرت عثمان اس سے زائد آیتوں کے لکھنے پر قادر نہ ہوئے جتنی کہ اب موجود ہیں۔ قادر نہ ہونے کی وجہ بھی دوسری روایات میں بیان ہوئی جن کو حائری صاحب نے نقل نہیں کیا چنانچہ در منثور میں صحیح بخاری سے نقل کیا ہے کہ حضرت حذیفہ کہتے ہیں وہ آیتیں ہم بھول گئے چھوٹ گئیں۔ نعیم یعنی کسی کو یاد نہ رہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایسے نسیان عام کو نسخ کی علامت قرار دیا ہے۔ یا ہے قولہ تعالیٰ سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ وقولہ تعالیٰ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا اسی وجہ سے تمام علمائے اہل سنت نے اس روایت کو منسوخ کی مثال میں پیش کیا ہے۔ ایک منتقس نے بھی اس سے تحریف کا مضمون نہیں سمجھا۔ حائری صاحب نے اتقان سے اس روایت کو نقل کیا ہے اتقان میں بھی یہ روایت منسوخ کی مثال میں لائی گئی ہے مگر حائری صاحب نے از راہ خیانت اس کا پتہ نہیں دیا۔ طرفہ یہ کہ علمائے شیعہ نے بھی سورۂ احزاب کی روایتوں کو نسخ پر محمول کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵ کتاب ہذا۔ ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ حائری صاحب نے لم یقدر کا ترجمہ بجائے اس کے کہ حضرت عثمان قادر نہ ہوئے۔ یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے اسی قدر آیتیں لکھیں ولا حول ولا قوۃ اس قسم کی فریب کاروائیاں کر کے لوگوں کے ایمان کی رہزنی کریں اور پھر اپنے کو مسلمان کہیں ۱۲

دوم سورہ توبہ[1] کے متعلق اس کا جواب بھی مناظرہ حصہ اول میں موجود ہے۔ درمنثور کی عبارت نقل کرنے میں اس موقع پر ایک ناقابل معافی خیانت[2] کی ہے۔

سوم سورہ فاتحہ کی لفظ صراط کے متعلق۔ یہ البتہ نئی مثال تحریف کی ہے جو شاید حائری صاحب کی ہمہ دانی و عالی دماغی کا نتیجہ ہو مفسرین لکھتے ہیں کہ لفظ صراط کی اصل سراط تھی ایک قاعدہ صرفی کی وجہ سے سین کو صاد سے بدل دیا گیا۔ یہ قاعدہ چونکہ جوازی ہے اس لئے یہ لفظ دونوں طرح مستعمل ہے اور دونوں طرح اس کی قراءت بھی منقول ہے حائری صاحب نے صراط والی روایت کو نقل کر کے جھٹ کہدیا کہ یہ بھی تحریف ہے اس سے ان کو کیا مطلب کہ یہ لفظ دونوں طرح صحیح اور دونوں طرح متواتر منقول ہے۔ علامہ زمخشری کشاف میں اس لفظ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

السراط الجادة من سرط الشیٔ اذا ابتلعه لانه یسترط السابلة اذا سلکوه

سراط راستے کو کہتے ہیں یہ لفظ اس محاورے سے ماخوذ ہے کہ جب کوئی شخص کسی شے کو نگل جاتا ہے تو کہتے

---

[1] خلاصہ اس خیانت کا یہ ہے کہ سورہ توبہ کی روایات میں بھی کہیں تحریف کا ذکر نہیں بلکہ دوسری روایات میں صاف نسخ کا لفظ موجود ہے معالم التنزیل میں ہے قال عبد اللہ بن عباس نزل اللہ تعالیٰ ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسمائهم واسماء آبائهم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمة للمومنین لئلا یعیر بعضهم بعضا لان اولادهم کانوا مومنین یعنی عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ سورہ توبہ میں ستر منافقوں کی مذمت نام بنام بقید ولدیت نازل ہوئی تھی مگر بعد میں نام منسوخ کر دیئے گئے کیونکہ ان منافقوں کی اولاد مومن تھی تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو عار نہ دلائیں مگر حائری صاحب نے اس روایت کا ذکر نہ کیا۔ رہا یہ کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمام صحابہ کی فضیحتیں اس سورہ میں تھیں یہ حائری صاحب کا طبع زاد مضمون ہے حضرت عمر کی روایات میں تو صرف یہ ہے کہ گمان ہوا کہ کوئی نہ بچے گا جس کے بارے میں کچھ نہ کچھ نازل نہ ہو گمان کی لفظ صاف بتا رہی ہے کہ ایسا ہوا نہیں ورنہ یہ کہتے کہ کوئی نہیں بچا اور چونکہ اس وقت منافق بھی صحابہ میں ملے جلے تھے اس لئے منافقوں کی مذمت سے یہ اندیشہ ہوا نیز مذمت اور فضیحت اور چیز ہے اور معلمانہ عتاب اور شئے ہے معلمانہ عتاب تو قرآن مجید میں سید الانبیاء پر بھی ہیں دیکھو سورہ عبس اور یہ عتاب بجائے خود دلیل نبوت ہے ۱۲۔

[2] وہ خیانت یہ ہے کہ درمنثور جلد سوم صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصر سے حضرت حذیفہ کی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں واللہ ما ترکنا احد الا قالت منہ اور ترجمہ یہ کیا ہے کہ خدا کی قسم ہم صحابہ میں سے ایک بھی نہیں چھوٹا۔ جس کے متعلق کوئی نہ کوئی آیت عذاب کی نہ آئی ہو حالانکہ درمنثور میں ماترکت احدا ہے جس کے معنی ہوئے کہ کسی کو نہیں چھوڑا متکلم کی ضمیر حائری صاحب نے بڑھا کر ہم صحابہ ترجمہ میں اضافہ کیا ماترکت اور ماترکنا کا فرق مخفی نہیں ہے معنی بدل گئے مطلب بدل گیا اور تعجب ہے کہ عربیت بھی ماترکنا غلط ہے کیونکہ صیغہ مذکر کا ہے اور اس کی ضمیر سورت کی طرف پھرے گی جو مونث ہے کیا یہ خیانت قابل درگذر ہو سکتی ہے حائری صاحب نے ماترکت کو ماترکنا کر کے بجائے منافقین کے صحابہ کو اس روایت کا مصداق بنا دیا ۱۲۔

كما سمى لقيما لانه يلتقمهم والصراط من قلب السين صاداً لاجل الطاء كقولهم مصيطر في مسيطر وقد تشم الصاد صوت الزاى وقرى بهن جميعا وفصحاهن اخلاص الصاد وهي لغة قريش وهي الثابتة في مصحف الامام

ہیں سرط السقی راستہ کو سراط اسلئے کہا گیا کہ وہ بھی چلنے والوں کو جب اس پر چلیں نگل لیتا ہے یعنی وہ اسے میں سما جاتے ہیں اور صراط اس سین کی جو بوجہ قرب طاء کے صاد سے بدل دی گئی جیسے مصیطر کہ اصل مسیطر تھا اور کبھی صاد میں زے کی آواز بھی پیدا کی جاتی ہے اور یہ لفظ تینوں طرح قراءت میں آیا ہے مگر سب میں زیادہ فصیح خالص صاد ہے اور یہی لغت قریش کی ہے اور مصحف امام[1] میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔

حائری صاحب کو خبر نہیں کہ اس قسم کے اختلاف قراءت بہت ہیں اور بڑی بڑی کتابیں اس فن میں ہیں ورنہ وہ ایک بڑی موٹی کتاب لکھ ڈالتے اور شیعوں سے یہ کہکر کہ دیکھو میں نے سنیوں کی کتابوں سے تحریف قرآن ثابت کرنے کے لئے اتنی بڑی کتاب لکھدی خوب انعامات و خطابات حاصل کرتے۔

چہارم سورہ فاتحہ کے لفظ ملک کے متعلق یہ تحریف بھی حائری صاحب کی ایجاد ہے کسی کتاب میں دیکھ لیا کہ بعض صحابہ نے یا رسول خدا صلی اللہ نے ملک بغیر الف کے پڑھا بس آپ کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی اور جلدی سے بول اٹھے کہ یہ بھی تحریف ہے۔ "این ہم بچہ شتر است" ان کو کیا خبر کہ یہ لفظ دونوں طرح بقاعدہ عربیت صحیح ہے اور دونوں قراءتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ہیں رسم خط بھی دونوں کو محتمل اور آج تک دونوں قراءتیں مسلمانوں میں رائج نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ علامہ ابو عمرو دانی نحوی مغربی متوفی سنہ ۴۴۴ھ اپنی کتاب تیسیر میں لکھتے ہیں۔

قرا عاصم والكسائي مالك يوم الدين بالالف والباقون بغير الف

عاصم و کسائی نے مالک الف کے ساتھ اپنی قراءت میں کہا ہے اور باقی پانچ قاریوں نے ملک بغیر الف کے۔

پنجم حائری صاحب نے در منثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن زبیر سورہ فاتحہ میں انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و غیر الضالین پڑھتے تھے۔

---

[1] امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخے قرآن شریف کے بڑے اہتمام و صحت کے ساتھ لکھوا کر اسلامی ممالک کے ہر صوبہ میں بھیجے تھے ان کو مصحف امام کہتے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ اس روایت کو بھی تحریف سے کوئی تعلق نہیں نہ روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے موجودہ الفاظ غلط ہیں نہ یہ مضمون کہ سورۂ فاتحہ میں کسی نے تحریف کر دی اور سورہ فاتحہ میں تحریف ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ عمداً تحریف کا احتمال تو ان الفاظ میں اس سبب سے نہیں کہ الذین کے بجائے من یا لا کے بجائے غیر رکھ دینے سے کوئی جدید مطلب نہیں پیدا ہوا جو معنی تھے وہی رہے اور سہواً تحریف کا احتمال اس سبب سے نہیں کہ سورۂ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ جس سورت کی ہر روز کم سے کم تیس چالیس بار تکرار ہوتی ہو اس میں سہو کی کیا گنجائش لیس زیادہ سے زیادہ یہ روایت اختلاف قرارت پر دلالت کرتی ہے لیکن ائمہ قراء نے اس اختلاف قرارت کو قبول نہیں کیا کیونکہ یہ روایت شاذ ناقابل اعتبار ہے۔ پوری سند بھی اس روایت کی معلوم نہیں حائری صاحب کہیں سے تلاش کر کے نقل کریں تو حقیقت معلوم ہو کہ کس شیعہ صاحب کی عنایت سے یہ روایت وجود میں آئی۔ قرآن مجید کے متعلق اکثر اس قسم کی روایات شیعوں کی تصنیف ہیں جو دھوکہ دیکر ہماری کتب میں درج کرائی گئی ہیں لیکن اصول وقواعد دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیتے ہیں۔

بہت روشن دلیل اس روایت کے بے اصل ہونے کی یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بسندہائے متواترہ سورۂ فاتحہ اسی طرح قرائے سبعہ نے روایت کی ہے جس طرح ہمارے مصاحف میں ہے اگر حضرت عمر کسی دوسرے طریقہ سے اس کو پڑھتے ہوتے تو عبداللہ بن مسعود جو ان کے متبع کامل تھے کبھی اس کے خلاف نہ پڑھتے حضرت عبداللہ بن مسعود خود فرمایا کرتے تھے کہ لو سلک عمر وادیا وشعبا لسلکت وادیہ وشعبہ[1] قنوت فجر کے متعلق جب لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو فرمایا لو قنت عمر لقنت عبداللہ[2]

شبہ: سورۂ جمعہ کے متعلق درمنثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بجائے فاسعوا کے فامضوا پڑھتے تھے۔

جواب اس کا بعینہ وہی ہے جو اوپر ہو چکا کہ یہ روایت بھی تحریف سے تعلق نہیں رکھتی اگر اس کی صحت تسلیم کر لی جائے تو زیادہ سے زیادہ اختلاف قرارت کی دلیل ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ

---

[1] ترجمہ اگر عمر کسی نشیب یا درہ کوہ میں چلیں تو عبداللہ بھی وہیں چلیگا ۱۲۔ [2] اگر عمر قنوت (فجر میں) پڑھتے تو عبداللہ بھی ضرور پڑھتا ۱۲

حضرت عمرؓ نے فاسعوا کی تفسیر[1] میں فامضوا کہا ہو راوی نے یہ سمجھا کہ یہ قرارت حضرت عمرؓ کی ہے۔

ہفتم۔ درمنثور سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۂ طلاق میں بجائے فطلقوھن لعدتھن کے فطلقوھن فی قبل عدتھن پڑھا۔

جواب اس کا بھی وہی ہے کہ یہ روایت بشرط صحت اختلاف قرارت پر دلالت کرتی ہے مزید برآں عبارت کی رکاکت بھی روایت کے جعلی ہونے کی کافی شہادت ہے فی اور قبل کا اجتماع جس قدر رکیک ہے ظاہر ہے۔

ہشتم درمنثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے بجائے ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین کے انی انا الرزاق پڑھا۔

جواب بعینہ وہی ہے جو اوپر دیا جاچکا۔

نہم درمنثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت حفصہ وحضرت عائشہ نے اپنے مصحف میں[2] حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطیٰ کے بعد صلوۃ العصر کی لفظ لکھوائی۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ روایت تو اختلاف قرارت سے بھی تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ تفسیر ہے تفسیری الفاظ بعض صحابہ نے یادداشت کے لیے اپنے مصحف میں لکھ لئے تھے جیسے آجکل ترجمہ یا حل غریب بین السطور میں لکھتے ہیں اور لکھ لینے کی زیادہ وجہ یہ ہے کہ اس کی تفسیر میں صحابہ کا اختلاف تھا اور ام المومنین نے یہ تفسیر رسول سے سنی تھی خود حائری صاحب کی منقول عنہ کتاب درمنثور ہی کے دیکھنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ تفسیر کے لئے ہے حائری صاحب نے بھی ضرور سمجھ لیا ہوگا مگر جب

---

[1] تفسیر کی وجہ ظاہر ہے کہ فاسعوا کے لفظی معنی ہیں دوڑو مگر حضرات صحابہ نے یہ مراد نہیں لیا کیونکہ نماز کے لئے دوڑ کر جانا منع ہے یہ لفظ استعارۃ فرمایا ہے۔ مطلب یہ کہ نماز جمعہ کے لئے اہتمام کے ساتھ جاؤ جیسے دوڑنے میں اہتمام ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ فاسعوا کے معنی ہیں فامضوا یعنی جاؤ ۱۲

[2] علوم قرآنیہ کی کتب عالیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اکثر درس قرآن کے وقت تفسیری الفاظ بھی الفاظ قرآنی کے ساتھ پڑھ دیتے تھے اور بعض نے اپنے مصحف میں لکھ لئے تھے اس زمانہ میں خوف التباس کا اندیشہ نہ تھا مگر تلاوت یا قرارت نماز میں ایسا نہ کرتے تھے نہ ایسا کرنا جائز سمجھتے تھے۔ علامہ سیوطی اتقان کی بائیسویں نوع میں لکھتے ہیں کہ جس طرح حدیث میں مدرج ایک خاص چیز ہے قرارت میں بھی ہے پھر اس کی مثالیں بیان کر کے لکھتے ہیں قال ابن الجزری وماکانوا یدخلون التفسیر فی القراءۃ ایضاحا وبیانا لانہم محققون لما تلقوہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآنا فہم آمنون من الالتباس وربما کان بعضہم یکتبہ معہ واما من یقول ان بعض الصحابۃ کان یجیز القراءۃ بالمعنی فقد کذب ۱۲

باطل کی حمایت کے لیے کوئی شخص اٹھتا ہے تو جہالت اور خیانت بلکہ ہر نا کردنی کام اس سے سرزد ہوتے ہیں، درمنثور جلد اول میں صفحہ ۳۰۰ کے آخر سے صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر میں اقوال صحابہ نقل کرنا شروع کیے ہیں اور ۳۰۵ کے آخر میں ختم کیے ہیں۔ آغاز یوں ہے۔

قولہ تعالیٰ والصلوٰۃ الوسطیٰ اخرج ابن جریر عن سعید بن المسیب قال کان اصحاب رسول اللہ مختلفین فی الصلوٰۃ الوسطیٰ۔ اس کے بعد تمام اقوال جمع کر دیئے ہیں بعض صحابہ کا یہ قول ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تعیین معلوم نہیں بعض کہتے ہیں کہ نماز فجر ہے بعض نماز ظہر حضرت عائشہ، حفصہ، ام سلمہ اور جمہور صحابہ کا قول ہے کہ وہ نماز عصر ہے۔

ایک روایت بایں لفظ ہے۔

عن حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت لکاتب مصحفہا اذا بلغت مواقیت الصلوٰۃ فاخبرنی حتی اخبرک بما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتب حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ وہی صلوٰۃ العصر

حفصہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے مصحف کے کاتب سے کہا جب تم اوقات نماز لکھنے لگو تو مجھے اطلاع دینا کہ میں تم سے وہ بات بیان کروں جو میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے چنانچہ کاتب نے اطلاع دی تو انھوں نے کہا لکھو میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ پڑھ رہے تھے کہ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ اور صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔

دیکھیے اس روایت میں ھی کی لفظ بھی ہے جو تفسیری ہونے کو صاف کر دیتی ہے دوسری روایت بایں الفاظ ہے۔

واخرج وکیع وابن ابی شیبۃ فی المصنف وعبد بن حمید عن سالم بن عبد اللہ ان حفصۃ ام المومنین قالت الوسطیٰ صلوٰۃ العصر واخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود قال الوسطیٰ صلوٰۃ العصر۔

وکیع نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور عبد بن حمید نے سالم بن عبد اللہ (ابن عمر) سے روایت کی ہے کہ میری پھوپھی ام المومنین حفصہ نے کہا کہ وسطیٰ نماز عصر ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا وسطیٰ عصر کی نماز ہے۔

اس روایت سے اور بھی صاف ہو گیا کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر مقصود ہے نہ اور کچھ۔ بعض روایات کا یہ مضمون بھی ہے کہ یہ آیت پہلے یوں نازل ہوئی تھی حافظوا علی الصلوات والعصر اسکے بعد والعصر کی لفظ منسوخ ہو گئی بجائے اسکے والصلوٰۃ الوسطیٰ کی لفظ نازل ہو گئی۔ یہ روایتیں کے صفحہ ۳۰۲ پر اس طرح ہیں۔

اخرج عبد بن حمید و مسلم و ابو داؤد فی ناسخہ و ابن جریر و البیہقی عن البراء ابن عازب قال نزلت حافظوا علی الصلوات والعصر فقرأناھا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شاء اللہ ثم نسخھا اللہ فانزل حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ فقیل لہ ھی اذن صلوٰۃ العصر فقال قد حدثتک کیف نزلت وکیف نسخھا اللہ واللہ اعلم۔

عبد بن حمید نے اور مسلم نے اور ابو داؤد نے اپنی کتاب ناسخ میں اور ابن جریر اور بیہقی نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا پہلے حافظوا علی الصلوات والعصر نازل ہوئی تھی ہم نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جب تک خدا کو منظور تھا اس کی تلاوت بھی کی پھر اللہ نے اس کو منسوخ کر دیا اور حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ نازل فرمائی براء بن عازب سے کہا گیا کہ اب تو صاف معلوم ہو گیا کہ وسطیٰ نماز عصر ہے انھوں نے کہا کہ میں نے تم سے بیان کر دیا کہ کس طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی اور کس طرح اللہ نے اسکو منسوخ کر دیا۔

المختصر! درمنثور کی روایات کے دیکھنے سے صاف ہو گیا کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر میں حضرت حفصہ نے صلوٰۃ العصر کی لفظ لکھوائی تھی نہ بطور لفظ قرآنی کے مگر حائری صاحب نے نقل روایات میں خیانت کی پتہ نہ دیا کہ روایت کس موقع میں ہے اور اسکے اول و آخر کی روایات کا مضمون کیا ہے۔

دسواں آیت تبلیغ کے متعلق حائری صاحب بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت علی کا نام اس میں تھا۔ اصل آیت یوں تھی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین

لہ ترجمہ۔ اے رسول اس مضمون کی تبلیغ کر دیجئے جو آپ کی طرف پروردگار کی جانب سے اتارا گیا کہ علی تمام ایمان والوں کے مولیٰ ہیں اور اگر تم نے اسکی تبلیغ نہ کی تو خدا کی رسالت کی تم نے تبلیغ نہ کی اور اللہ تم کو لوگوں سے بچائے گا۔ اصل آیت کا مطلب تو عام ہے کہ اے نبی جو شریعت کے احکام آپ پر نازل ہوئے ہیں ان سب کی تبلیغ (حجۃ الوداع کے موقع پر جبکہ آثار اجمع ہو گا کہ اب تک کبھی نہیں ہوا) اچھی طرح کر دیجئے ورنہ تبلیغ رسالت کا فرض ادا نہ ہوگا اور خدا آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے گا مگر حضرت علی کا نام جس نے اس آیت کے ساتھ تصنیف کیا اس نے صرف علی کے مولیٰ ہونے کی تبلیغ کا مدار رکھی۔ علاوہ ازیں آیت کا مطلب بھی نہایت بے رنگ اور عقل و نقل دونوں کے خلاف ہو گیا بشارت عنقریب کبھی ان شاء اللہ تجم میں آیات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس میں فریقین کے مستدلات کی تمام آیتیں آ جائیں گی ہر آیت کے متعلق ایک رسالہ مستقل ہوگا کہ ... آیت تبلیغ کی تفسیر بھی اس میں ہوگی حق تعالیٰ اس ارادہ کو پورا کرے آمین ۱۲

وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس حائری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ جملہ آیت سے نکال دیا گیا آیت کی تحریف ہوگئی اور آپ نے ایک روایت بلا سند درمنثور سے نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں ہم اس آیت کو زمانہ رسول میں اسی طرح پڑھتے تھے یہ روایت نقل کرکے حائری صاحب فرماتے ہیں ابن مسعود سنیوں کے نزدیک راوی ثقہ اور علامہ جلال الدین بھی سنیوں کا مسلّم امام اور مصنف معتمد علیہ اور درمنثور بھی ان کے یہاں معتبر[1] اور مشہور تفسیر ہے۔

ایک لطیفہ حائری صاحب نے اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمات[2] اہلسنت سے یہ ثابت ہے کہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر بمقام غدیر خم نازل ہوئی اور باتفاق جمیع[3] امت پیغمبر نے وہیں اسی وقت تبلیغ ولایت علی کردی۔ حائری صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس مبحث یعنی حضرت علی کی خیالی خلافت بلافصل ثابت کرنے کے لئے ایک رسالہ آپ نے لکھا ہے جس کا نام موعظۂ غدیر ہے۔

جواب ان سب خرافات کا نصیحۃ الشیعہ[4] جلد سوم میں اٹھائیس سال ہوئے شائع ہو چکا ہے جس کا جواب الجواب نہ آج تک ہوا نہ آئندہ ہوگا مگر ع بے حیا باش ہر چہ خواہی گو"

---

[1] یہ دونوں لفظیں خالص فریب ہیں تمام اہل علم جانتے ہیں کہ درمنثور نہ معتبر ہے نہ مشہور یہ کتاب محض جمیع روایات کے لئے ہے تنقید بالکل نہیں بعض علماء نے لکھا ہے کہ اسی سبب سے اس کا نام درمنثور ہوا نہ درمنظوم۔ اب حائری صاحب اچھی طرح سن لیں مسلمانوں کے یہاں حقیقی طور پر معتبر صرف ایک کتاب ہے جسکا پیارا نام قرآن مجید ہے اس کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں جس کا ہر حرف واجب التسلیم ہو کتب احادیث میں سب سے اعلیٰ پایہ بخاری و مسلم کا ہے مگر علت معنویہ کی جانچ ان میں بھی ہوئی ہے۔ حدیث کی صحت و سقم جانچنے کے لئے بجنسہٖ فنون ہمارے یہاں مدون ہیں مگر وہ شخص ان باتوں کو کیا سمجھے جسکے مذہب کی بنیاد طلسم ہوشربا کی حکایات پر ہو۔ [2] بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ دیکھو نصیحۃ الشیعہ ۱۲

[3] ہرگز جمیع امت کا اس پر اتفاق نہیں بلکہ جمیع امت کا اتفاق اس کے خلاف پر ہے ولایت بمعنی خلافت بلافصل کی کبھی تبلیغ خدا کے رسول نے نہیں کی یہ افترا ابن سبا کا ہے ۱۲ [4] نصیحۃ الشیعہ جلد سوم میں یہ بحث صفحہ ۰۰ سے شروع ہو کر صفحہ ۸۸ پر ختم ہوئی ہے دونوں باتیں نہایت عمدہ دلائل قطعیہ سے ثابت کی ہیں اوّل یہ کہ یہ آیت ہرگز غدیر خم کے روز نازل نہیں ہوئی بلکہ غدیر خم کے واقعہ سے بہت پہلے رات کے وقت نازل ہو چکی تھی اور مزید لطف یہ کہ شیعہ کی کتب معتبرہ تفسیر قمی و اصول کافی سے بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ آیت غدیر خم سے نور وز پہلے نازل ہو چکی تھی دوم یہ کہ حضرت ابن مسعود پر محض افترا ہے کہ انھوں نے آیت میں حضرت علی کا نام پڑھا اور کہا کہ یہ آیت زمانہ رسول میں اسی طرح پڑھی جاتی تھی یہ روایت بالکل مجروح ہے اسکی پوری سند بھی معلوم نہیں اور جتنی سند کا پتہ چلا ہے اس میں ابوبکر عیاش ایک ضعیف الحافظ کثیر الغلط وہمی شخص ہے اور دوسرا شخص عاصم ہے اور معلوم نہیں کون عاصم ہے بعض عاصم نام کے راوی کذاب ہیں اور بعض نام کے جعفی راوی ہیں حافظہ سب کا خراب ہے غرضیکہ نہایت مدلل طریقہ سے انھوں نے دونوں باتیں ثابت کر دی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ سلسلۂ تفسیر میں اس آیت کی بحث میں یہ سب مضامین مفصل بیان ہوں گے ۱۲

یازدھو آیت رجم کی بابت بھی حائری صاحب کا دعویٰ ہے کہ تحریف کردی گئی اور اسی درمنثور سے دو روایتیں اور ایک روایت اتقان سے نقل کی ہے۔

جواب اس کا مع شتیٰ زائد النجم کے مناظرہ حصۂ اول میں شائع ہوچکا ہے۔

دوازدھو حائری صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ آیت صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے بعد یہ عبارت بھی تھی وعلی الذین یصلون الصفوف الاولیٰ اور اس کے ثبوت میں اتقان اور درمنثور سے ایک روایت نقل کی ہے اور اس پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ یہ عبارت حضرت عثمان نے نکال ڈالی۔

جواب یہ ہے کہ اول تو اس روایت کی صحت مسلّم نہیں بالفرض صحیح ہو تو اس کا نتیجہ صرف اس قدر ہے کہ یہ عبارت منسوخ ہوگئی تھی مگر جس طرح اور بعضے منسوخ التلاوۃ آیتیں بالتفسیر الفاظ یادداشت کے لیے بعض مصاحف میں لکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ کے مصحف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی، حضرت عثمانؓ کے وقت میں جب یہ انتظام ہوا کہ مصحف میں خالص قرآن غیر منسوخ التلاوۃ لکھا جائے تو یہ عبارت خارج کردی گئی

سیزدھو حائری صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے لو ان ابن آدم الخ بھی قرآن سے نکال ڈالا گیا اور ایک روایت اتقان سے نقل کی ہے اس کے بعد حسب عادت بہت تعجب کے ساتھ لکھا ہے کہ سنی تحریف قرآن کے قائل ہیں اس بےچارہ کو روایت کرنے اور قائل ہونے میں کچھ امتیاز نہیں اور لطف یہ کہ یہ روایت بھی تحریف کی نہیں بلکہ نسخ کی ہے جیسا کہ مناظرہ حصۂ اوّل میں اس کو اچھی طرح

[1] خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ اس آیت کا منسوخ التلاوۃ ہونا اور محکم ہونا فریقین کو مسلم ہے چنانچہ سورہ نور میں تفسیر مجمع البیان شیعہ سے نقل ہو چکا ہے اور حضرت عمرؓ اس آیت کی کتابت مصحف کے حاشیہ پر آخر میں محض یادداشت کے لئے کرنا چاہتے تھے نہ قرآن کے اندر جیسا کہ مسند امام احمد کی روایت میں فی ناحیۃ من المصحف کا لفظ ہے اور علامہ سفرائینی کی کتاب ناسخ و منسوخ میں علی حاشیۃ المصحف کا لفظ ہے جس کا صاف مطلب روایت کا ہے تحریف سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ حائری صاحب نے درمنثور کی روایت کے ترجمہ میں یہاں بھی قابل شرم خیانت کی ہے مگر اس کہاں تک طول دیا جائے ۱۲ [2] اس عبارت کو ملا کر آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ اے مسلمانو انبیں پر صلوٰۃ و سلام بھیجو جو [illegible] یا نماز کی صف اول میں ہوتے ہیں ۱۲ [3] صحیح مسلم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی سند غیر مذکور اور راوی نامعلوم پھر ایک جماعت محدثین ان تمام روایات کی منکر ہے جیسا کہ اتقان سے نقل ہو چکا ۱۲ [4] خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اس روایت میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے تحریف کا وہم ہو بلکہ یہ روایت بھی نسخ سے تعلق رکھتی ہے۔ [illegible] حائری صاحب نے یہ روایت نقل کی لیکن دوسری روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری سے منقول ہے جس میں صاف یہ لفظ موجود ہے کہ [illegible] حائری صاحب نے از راہ خیانت اس روایت کا پتہ بھی نہ دیا اور لطف یہ کہ اس روایت کو آپ کے علمائے شیعہ نے بھی نسخ سے متعلق مانا ہے دیکھو تفسیر مجمع البیان شیعہ کی عبارت حائری صاحب کی دیانت جو [illegible] علمائے شیعہ [illegible] بیں افسوس ان حالات پر سلطان [illegible] و غیرہ کے خطابات ۱۲

ثابت کیا جا چکا ہے۔

چہاردھم تفسیر اتقان سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمن ابن عوف سے پوچھا کہ ان جاھدوا کما جاھدتم اول مرۃ نازل ہوئی تھی مگر اب ہم اس کو نہیں پاتے عبدالرحمن بن عوف نے کہا جو حصہ قرآن کا ساقط کیا گیا اسی کے ساتھ یہ آیت بھی ساقط کر دی گئی۔ ساقط کرنے کا ترجمہ حائری صاحب نے نکال ڈالنا کیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی نسخ تلاوت سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ ساقط کی گئی کا لفظ صاف بتا رہا ہے علاوہ اس کے حضرت عمرؓ کا عبدالرحمن بن عوف سے پوچھنا بھی روشن دلیل ہے کہ تحریف مراد ہوتی تو حضرت عمرؓ بے خبر کیسے ہوتے حضرت عمرؓ سے پہلے حضرت صدیقؓ ہی کی خلافت تھی اور جو کچھ ہوتا تھا حضرت عمرؓ کے مشورہ سے ہوتا تھا پھر یہ روایت بھی بوجوہ مذکورہ بالا نا قابل اعتبار ہے۔

پانزدھم اتقان سے ایک روایت نقل کی ہے کہ مسلمہ بن مخلد انصاری نے یہ عبارت پڑھی ان الذین امنوا وھاجروا فی سبیل اللّٰہ باموالھم وانفسھم الا ابشروا انتم المفلحون والذین اووھم ونصروھم وجادلوا عنھم القوم الذین غضب اللّٰہ علیھم اولئک لا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون اور کہا کہ یہ دو آیتیں قرآن کی تھیں مصحف میں نہیں لکھی گئیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی اگر صحیح مان لی جائے تو حائری صاحب کے مفید مطلب نہیں مصحف میں لکھا جانا دلیل تحریف کیسے بن سکتا ہے جب کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ منسوخ التلاوۃ آیتیں مصحف میں نہیں لکھی گئیں ہاں اس کے ساتھ حائری صاحب اس کا منسوخ نہ ہونا بھی اگر ثابت[1] کر دیتے تو البتہ ایک بات تھی۔

شانزدھم وھفدھم حائری صاحب نے مولوی حامد حسین وغیرہ کی تقلید

[1] حائری صاحب تو بنے وقوف کو دھوکا دیکر منسوخ نہ ہونا پہلا ثابت کر چکے ہیں جہاں آپنے نسخ کی تعریف اور اسکے شرائط بیان کیے ہیں جسکو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں

ڈھونڈ ڈھونڈ کر قرآن شریف کی چار آیتوں کا قواعد عربیت کے لحاظ سے غلط ہونا بھی بیان فرمایا ہے اور تین روایتیں درمنثور سے ایک تفسیر کبیر سے ایک معالم التنزیل

قرآن شریف کی آیتوں میں نحوی غلطی نکال کر حائری صاحب نے اپنے علم کا راز فاش کر دیا معلوم ہو گیا کہ حائری صاحب نے نحو کی کتابیں بھی نہیں پڑھیں شعرائے عرب کا کلام بھی نہیں پڑھا تفسیریں بھی نہیں دیکھیں اور عقل سے بھی ایسے بے بہرہ ہیں اگر اتنا بھی سمجھتے کہ نحویان ان کے قرآن کلام خلفاء بھی صحابہ کا کلام ہی صحابہ بھی تو عرب خالص تھے ان کے کلام میں نحوی غلطی ناممکن بلکہ زیادہ سے زیادہ نحو کا قاعدہ ان کی کلام کی تحقیق سے غلط ہو سکتا ہے حائری صاحب کے شاگرد مرزا احمد علی نے بھی اپنے رسالہ الانصاف میں قرآن کی آیتوں کو غلط کہکر یہ دعوٰی کیا ہے کہ اب کلام خدا میں بھی کہہ سکتا ہوں نعوذ باللہ من ھذیانا تھوڑا کفر یا تھوڑا اب سنیئے وہ چار آیتیں کون ہیں اور ان میں غلطی کیا بیان کی جاتی ہے اور جواب اس کا کیا ہے حائری صاحب نے چونکہ تقلیداً یہ مضمون لکھا ہے لہٰذا وہ خود نہیں سمجھ سکے اور نہ بیان کر سکے کہ غلطی کیا ہے اب میں اسکو صاف کئے دیتا ہوں پہلی آیت سورۂ مائدہ میں ہے ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والصابئون والنصارٰی غلطی یہ کہی جاتی ہے کہ الصابئون معطوف ہے ان کے اسم پر اور ان کے اسم پر نصب ہوتا ہے لہٰذا الصابئین ہونا چاہیئے جواب یہ کہ الصابئون ان کے اسم پر معطوف نہیں ہے بلکہ مبتدا ہے خبر اس کی محذوف ہے لہٰذا الصابئون ہی ہونا چاہیئے تفسیر کشاف جلد اول ۲۸۲ میں ہے والصابئون رفع علی الابتداء وخبرہ محذوف و النیۃ بہ التاخیر عما فی خبر ان من اسمہا وخبرھا کانہ قیل ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصارٰی حکمھم والصابئون کذلک وانشد سیبویہ شاھدا لہ والا فاعلموا انا وانتم بغاۃ ما بقینا فی شقاق ای فاعلموا انا بغاۃ وانتم کذلک کشاف کا پورا صفحہ تقریباً اسی بحث میں ہے دوسری آیت سورۂ نساء میں ہے لکن الراسخون فی العلم منھم والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوٰۃ والمؤتون الزکوٰۃ غلطی یہ بتائی جاتی ہے کہ والمقیمین محل رفع میں ہے لہٰذا والمقیمون ہونا چاہیئے جواب یہ ہے والمقیمین محل رفع میں نہیں ہے بلکہ بنا بر مدح منصوب ہے۔ علامہ زمخشری جو امام فن کے امام ہیں لکھتے ہیں والمقیمین نصب علی المدح لبیان فضل الصلوٰۃ وھو باب واسع وقد کسرہ سیبویہ علی امثلۃ وشواھد ولا یلتفت الی ما زعموا من وقوعہ لحنا فی خط المصحف وربما التفت الیہ من لم ینظر فی الکتاب ولم یعرف مذاھب العرب وما لھم فی النصب علی الاختصاص من الافتنان وغبی علیہ ان السابقین الاولین الذین مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کانوا ابعد ھمۃ فی الغیرۃ علی الاسلام وذب المطاعن عنہ ان یترکوا فی کتاب اللہ ثلمۃ لیسدھا من بعدھم وخرقا یرفوہ من یلحق بھم دیکھو علامہ نے کیا جاہل وغبی اور بے عقل بنایا ہے ان لوگوں کو جو اس آیت کو بقاعدہ نحو غلط کہتے ہیں اور قرآن میں غلطی ہونے کو کس طرح ناممکن کہا ہے تیسری آیت سورۂ طٰہٰ میں ہے ان ھذان لساحران غلطی یہ کہی جاتی ہے کہ ھذان اسم ان کا ہے اس کو منصوب ہونا چاہیئے یعنی ھذین ہونا چاہیئے۔ حائری صاحب کو یہ خبر نہیں کہ قرآن شریف میں یہ آیت ہے کس طرح ہماری قرات میں ان نہیں ہے بلکہ ان بسکون نون البتہ ایک دوسری قرات میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے ان کا اسم جب تثنیہ ہو تو اس کو الف کے ساتھ بھی اعراب دیتے ہیں تفسیر کبیر دیکھو کئی اشعار عرب نقل کئے ہیں فراء کا قول ہے کہ وذلک وان کان قلیلا اقیس؛

سے نقل کی ہے۔ جواب: اسکا مناظرہ حصہ دوم میں لیا دیا جاچکا کہ اعدائے قرآن ابتک عالم خاموشی میں ہیں ہاں حائری صاحب نے اس مقام میں بھی حسب عادت دو کمال ادا کیے ہیں ایک یہ کہ تفسیر کبیر کی عبارت نقل کرتے میں خیانت[1] کی دوسرے یہ کہ بالکل جھوٹ لکھدیا کہ امام رازی نے کبیر میں اور امام بغوی نے معالم میں ان آیتوں کا غلط ہونا تسلیم کر لیا[2] اگر حائری صاحب معالم میں یہ مضمون دکھادیں تو جس قدر انعام مانگیں دیا جائے گا نعوذ باللہ من شرور الانفس۔

لیستمی دعائے قنوت کے متعلق تو خاص قسم کی دلیری حائری صاحب نے کی ہے فرماتے ہیں تفسیر اتقان میں امام سیوطی اور کتاب ناسخ والمنسوخ میں حسین بن منادی نے لکھا ہے وما رفع رسمہ من القرآن ولم یرفع من القلوب حفظہ سورتا القنوت فی الوتر وتسمی سورتی الخلع والحفد

حاشیہ گذشتہ چوتھی آیت سورہ منافقون میں ہے فاصدق واکن غلطی یہ بتائی جاتی ہے کہ اکن محل نصب میں ہے اکون ہونا چاہئے تو جواب یہ ہے کہ معترض نے علم نحو نہیں پڑھا عطف کبھی لفظ پر ہوتا ہے کبھی محل پر ہوتا ہے یہاں محل پر عطف ہے اور محل جزم ہے لہٰذا اکن بالکل صحیح ہے تفسیر کبیر میں ہے والجزم علی موضع الفاء وانشد سیبویہ ابیاتا کثیرۃ فی الحمل علی الموضع فلسنا بالجبال ولا الحدیدا فنصب الحدید عطفا علی المحل اب رہا یہ کہ جو اقوال بعض صحابہ کے ان آیات کے غلط ہونے کے متعلق نقل کیے گئے ہیں وہ اقوال جعلی ہیں بڑے بڑے محدثین ومفسرین نے ان روایات کو جعلی مانا ہے چنانچہ علامہ سیوطی نے بھی ان روایات کے خلاف عقل ونقل ہونیکی تصریح اتقان میں کی ہے۔ مناظرہ حصہ دوم میں ہم نے وہ اقوال نقل کیے ہیں اور تفسیر کبیر کی عبارت آئندہ حاشیہ میں نقل ہوگی ۱۲ لہ حاشیہ صفحہ ہذا لہ تفسیر کبیر میں حائری صاحب کی منقولہ روایت کے بعد ہی اس کا رد بھی موجود ہے حائری صاحب نے روایت تو نقل کردی مگر اس کا رد نقل کیا یہ تو خیانت ہوئی اور امام رازی کو تسلیم کرنے والا اس روایت کا بتایا یہ جھوٹ ہوا امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس روایت کا غلط ہونا بہت دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسکے بعد لکھا ہے کہ ان المسلمین اجمعوا علی ان ما بین الدفتین کلام اللہ تعالیٰ وکلام اللہ تعالیٰ لا یجوز ان یکون لحنا وغلطا فثبت فساد ما نقل عن عثمان وعائشۃ رضی اللہ عنہما ان فیہ لحنا وغلطا وقال ابن الانباری ان الصحابۃ ہم الائمۃ والقدوۃ فلو وجدوا فی المصحف لحنا لما فوضوا اصلاحہ الی غیرہم من بعدہم یعنی مسلمانوں کا اسپر اجماع ہے کہ دو دفتیوں کے درمیان میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں غلطی ناممکن ہے پس ثابت ہوگیا کہ حضرت عثمان وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے جو روایت منقول ہے وہ غلط ہے تیسری بات یہ ہے کہ ابن انباری نے کہا کہ صحابہ تو عام امت کے پیشوا اور مقتدا ہیں اگر وہ مصحف میں کوئی غلطی دیکھتے تو ہرگز اسکی اصلاح اپنے بعد کسی اور کے سپرد نہ کرتے اسکے بعد امام موصوف نے اسکی نحو سے ان الفاظ قرآنی کا صحیح ہونا نقل کیا ہے اور نہایت اچھا جواب دیا ہے ۱۲ لہ بلکہ معالم کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ امام بغوی بھی اس روایت کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اول تو مروی ہے بصیغہ مجہول کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے اور صیغہ مجہول اکثر تضعیف کیلئے آتا ہے دوم اس روایت کے بعد لکھا ہے وعامۃ الصحابۃ واہل العلم علی انہا صحیح یعنی اکثر صحابہ اور تمام اہل علم کا قول یہ ہے کہ یہ الفاظ صحیح ہیں ۱۲ لہ حائری صاحب کی عربی دانی ہے کہ ناسخ پر الف لام نہیں لائے ۱۲

انھی یعنی منجملہ ان سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھا لیئے گئے ہیں لیکن ان کی یاد دلوں سے نہیں گئی وہ دو سورتیں ہیں جو قنوت وتر میں پڑھے جاتے تھے اور سورہ الخلع و سورہ الحفد کے نام سے یاد کیے جاتے تھے مگر اس وقت حضرت عثمان کے جمع کیئے ہوئے قرآن میں ان کا نشان تک نہیں پایا جاتا خالص دلیری یہ ہے کہ خود ہی کتاب ناسخ و منسوخ سے نقل کرتے ہیں پھر جو عبارت نقل کرتے ہیں اس میں دفع دسعہ رمن القرآن موجود ہے پھر ترجمہ میں بھی خود لکھتے ہیں کہ نقوش قرآن سے اٹھا لئے گئے باوجود ان سب باتوں کے جو نسخ تلاوت کی واضح تصریحات ہیں تحریف کہہ رہے ہیں۔

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

لیست دبستان المذاہب مصنفہ مرزا محمد محسن کشمیری نے شیعوں کی تصنیف کی ہوئی سورۂ نورین نقل کی ہے اور بہت خوش ہو کر لکھا ہے کہ یہ مکمل سورۃ قرآن سے نکال دی گئی اس میں کسی جگہ علی علیہ السلام کا نام ہے۔

جواب اس کا انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور کی طرف سے شائع ہوچکا لیکن اتنا ہمیں بھی کہنا ہوگا کہ عداوت قرآن نے حائری صاحب کو ایسا مختل کردیا ہے کہ وہ طلسم ہوشربا سے استدلال کریں تو کچھ تعجب نہیں۔

نمبر ہفتم کے آخر میں حائری صاحب نے ازروئے ترتیب بھی قرآن شریف کے محرف ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور چار پانچ سورتوں کے متعلق تفسیر کبیر و درمنثور سے نقل کیا ہے کہ مکی سورتوں میں کچھ آیتیں مدنی اور مدنی سورتوں میں کچھ آیتیں مکی ہیں اور حسب عادت جیسی جا بجا ترجمہ میں خیانت اور جاہلانہ تمسخر بھی کیا ہے اور فریب بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ "جس طرح ترتیب وار آیتیں نازل ہوئی تھیں اسی طرح جمع بھی کیا جانا چاہیئے تھا مگر قربان جایئے خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان کی اس جدت کے کہ وہ خلاف تنزیل آیات کو ترتیب دیکر قرآن جمع کر گئے۔ الیٰ اخرما نقوہ بکلمات سخیفۃ مزخرفۃ

لے اللہ اکبر حائری صاحب اس بے خبری پر رد اہل سنت کرنے بیٹھے ہیں۔ حضرت یہ دونوں سورتیں دعائے قنوت میں اب بھی پڑھے جاتے ہیں۔ ۱۲ سے یہ جملہ حائری صاحب نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے اور ملا تقیا زیر ھایا ہے۔ کھلا ہوا دفریب نہیں ہے۔ حائری صاحب نے بکثرت یہ کارروائی کی ہے ۱۲

الجوابُ بعون الملک الوہاب

ترتیب قرآن کے مسئلہ کو ذرا مفصل لکھا جاتا ہے کیوں کہ جاہلوں کو طرح طرح دھوکے دے کر ان کا ایمان برباد کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے دیکھو خرابی ترتیب تو تمہاری کتابوں سے بھی ثابت ہے سورۂ اقرأ سب سے پہلے نازل ہوئی تھی آج دیکھو آخری پارہ میں ہے حالانکہ یہ محض فریب ہے خرابی ترتیب کا یہ مطلب نہیں کہ نزول کے خلاف ہو جائے بلکہ خرابی ترتیب یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت یا آپ کی ترتیب و تعلیم کے خلاف ہو جائے[1]۔

لیس واضح ہو کہ قرآن شریف میں ترتیب کے چار مدارج ہیں **اوّل** سورتوں کی ترتیب کہ پہلے سورۂ فاتحہ ہے پھر سورۂ بقر پھر آل عمران الیٰ آخرہ **دوم** آیتوں کی ترتیب یعنی سورتوں کے اندر جو آیتیں ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورۂ فاتحہ میں پہلے الرحمٰن الرحیم ہے اس کے بعد مٰلک یوم الدین ہے ممکن ہے اس کے برعکس یوں ہو مٰلک یوم الدین الرحمٰن الرحیم **سوم** کلمات کی ترتیب یعنی آیتوں کے اندر جو الفاظ ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورۂ فاتحہ میں الحمد للہ ہے یا للہ الحمد **چہارم** حروف کی ترتیب یعنی کلمات کے اندر جو حروف ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورۂ فاتحہ میں الحمد ہے یا الدحم للہ حمدو مدح میں صرف حروف کی ترتیب کا فرق ہے۔

شیعہ قرآن شریف کو چاروں قسم کی خرابی ترتیب سے ملوث کہتے ہیں پہلی تینوں قسم کی خرابی ترتیب کی تصریح صفحہ ۹ پر فصل الخطاب سے نقل کی جا چکی ہے کہ دھو مخالف لھذا القرآن الموجود من حیث التالیف و ترتیب السور والآیات بل الکلمات ایضاً یعنی حضرت علی کا جمع کیا ہوا قرآن سورتوں اور آیتوں بلکہ لفظوں کی تالیف و ترتیب کے لحاظ سے بھی اس قرآن موجود کے خلاف ہے چوتھی قسم کی خرابی ترتیب کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

اہلسنّت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے اس کی

---

[1] یہ بات کچھ قرآن شریف کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر کتاب کی خرابی ترتیب کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مصنف کی ترتیب یا مرضی کے خلاف ہو جائے ترتیب تصنیف اور چیز ہے اور ترتیب جمع اور چیز۔ کبھی دونوں ترتیبیں مجتمع ہوتی ہیں کبھی نہیں ۱۲۔

ترتیب بھی محرف نہیں ہے۔ جو اس کو کسی قسم کی تحریف سے ملوث کہتا ہے وہ خود اپنی زبان اور دل و دماغ کو کفر کی نجاست سے ملوث کرتا ہے۔

آخری تینوں قسم کی ترتیب کے متعلق تو سب کا اجماع[1] ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہیں ایک قول یا ایک روایت بھی اس کے خلاف نہیں۔ قسم اول یعنی سورتوں کی ترتیب کے متعلق البتہ کچھ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں صحابہ نے دی اور بعض کہتے ہیں یہ ترتیب بھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہے۔ محققین اسی طرف ہیں۔ اگر درحقیقت یہ ترتیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی نہ ہو تب بھی کچھ خرابی نہیں لازم آتی مقصود متکلم نہیں بدلتا کیونکہ ہر سورت جداگانہ مستقل چیز ہے پہلے آل عمران ہوتی تو، اور اب پہلے سورۂ بقرہ ہے تو، پہلے قل اعوذ برب الناس ہوتی تو، اور اب پہلے قل اعوذ برب الفلق ہے تو مقصود کلام میں کیا فرق آسکتا ہے۔

مگر[2] تحقیق یہ ہے کہ یہ اختلاف محض نزاع لفظی ہے جو لوگ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ

---

[1] علامہ سیوطی اتقان کی اٹھویں نوع میں لکھتے ہیں الاجماع والنصوص المترادفة على ان ترتيب الآيات توقيفي لا شبهة في ذلك اما الاجماع فنقله غير واحد منهم الزركشي في البرهان وابو جعفر بن الزبير في مناسبته وعبارته ترتيب الآيات في سورها واقع بتوقيفه صلى الله عليه وسلم وامره من غير خلاف في ذلك بين المسلمين انتهى وسياتي من نصوص العلماء ما يدل عليه اس کے بعد ایک ذخیرہ روایات صحیحہ کا اس کی شہادت میں پیش کرکے لکھا ہے فما ذلک مبلغ التواتر اس کے بعد لکھا ہے وقال القاضي ابوبكر ترتيب الآيات امر واجب وحكم لازم فقد كان جبريل يقول ضعوا آية كذا في موضع كذا وقال ايضا الذي نذهب اليه ان جميع القرآن الذي انزله الله وامر باثبات رسمه ولم ينسخه ولا رفع تلاوته بعد نزوله هو هذا الذي مابين الدفتين الذي حواه مصحف عثمان وانه لم ينقص منه شيء ولا زيد فيه وان ترتيبه ونظمه ثابت على ما نظمه الله تعالى ورتبه عليه رسوله من آي السور لم يقدم من ذلك مؤخر ولا اخر منه مقدم وان الامة ضبطت عن النبي صلى الله عليه وسلم ترتيب آي كل سورة ومواضعها وعرفت مواقعها الخ اس کے بعد اسی قسم کے بہت سے اقوال ائمہ کرام و علماء عظام کے نقل کیے ہیں مثل امام مالک و امام بغوی و ابن حصار و غیرہم کے جو قابل دید ہیں ابن حصار کے قول کا آخری جملہ ہے وقد حصل اليقين من النقل المتواتر بهذا الترتيب من تلاوة رسول الله صلى الله عليه وسلم ومما اجمع الصحابة على وضعه هكذا في المصحف ۱۲

[2] اتقان کی اٹھارویں نوع میں ترتیب سور کے متعلق اختلاف نقل کرکے لکھا ہے قال الزركشي في البرهان والخلاف بين الفريقين لفظي لان القائل الثاني (اي كون ترتيب السور غير توقيفي) يقول انه رمز اليهم ذلك لعلمهم باسباب نزوله ومواقع كلماته ولهذا قال مالك انما الفوا القرآن على ما كانوا يسمعونه من النبي صلى الله عليه وسلم مع قوله بان ترتيب السور باجتهاد منهم فآل الخلاف الى انه هل هو بتوقيف قولي او بمجرد استناد فعلي بحيث بقي لهم فيه مجال للنظر ۱۲

وسلم نے ترتیب نہیں دی ان کا مطلب یہ ہے کہ آیتوں کی طرح آپ نے سورتوں کو ترتیب کے ساتھ نہیں لکھوایا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ ترتیب آپ کی دی ہوئی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ ترتیب آپ کی تلاوت کے مطابق ہے۔

اَلْحَاصِلُ اہل سنت کے نزدیک سورتوں کی ترتیب بھی منجانب اللہ ہے اور عقل سلیم اور واقعات فطریہ بھی اس کی شہادت دیتے ہیں **ھاں** یہ بات ضرور ہے کہ کلمات اور حروف کی ترتیب تو نزول کے مطابق ہے اور آیتوں اور سورتوں کی ترتیب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بوحی الٰہی آنزول کے خلاف دی ہے تفسیر اتقان کی اٹھارویں نوع دیکھو جو خاص جمع و ترتیب قرآن کے متعلق ہے تو معلوم ہو کہ اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور اس عقیدہ پر کیسے محکم دلائل قائم ہیں۔

نمبر ہشتم چند باتیں اس موعظۂ تحریف میں اور باقی رہ گئی ہیں ان کا مختصر حال بہ ترتیب عرض کیا جاتا ہے۔

اوّل حضرت عثمان پر قرآن جلانے کا الزام۔ یہ طعن ایک بڑا فرسودہ طعن ہے جس کے ایسے نفیس اور شافی جوابات دیئے جا چکے کہ بے حیا مخالفین کو ان کی عمدگی کا اقرار کرنا پڑتا ہے علامہ ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ مطبوعۂ ایران میں لکھتے ہیں وقد اجاب الناصرون لعثمان عن ہذہ الاحداث باجوبۃ مستحسنۃ دھما۔ کو ترجم فی المطولات یعنی عثمان کے طرفداروں نے ان اعتراضات کے عمدہ جوابات دیے ہیں جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ کتاب نصیحۃ الشیعہ میں بھی اس طعن کا جواب جلد دوم صفحہ ۴۸ پر موجود ہے **النجم** میں بھی نہایت مبسوط و مفصل جواب دیا جا چکا ہے مگر شیعہ بڑے باحیا ہیں کہ ان عمدہ جوابات کو رد کئے بغیر پھر اسی اعتراض کو زبان پر لاتے ہیں۔

دوم ولید بن عبد الملک کا قرآن شریف پر تیرزنی کرنا تاریخ الخلفا سے نقل کیا ہے اور پھر خود ہی تاریخ الخلفاء سے یہ عبارت نقل کی ہے دفتن ولید بمحف الاتمام اور خود ہی اس کا ترجمہ کیا ہے کہ

لہ یہاں ان جوابات کا بیان کرنا اولی تو دیت یہ ہو قتا ہے محدثین کا بیان اختلاف ہے کہ بحرف بجائے حلی ہے جس کے معنی جلانے کے ہیں یا بخوفی جس کے معنی چیر دینے کے ہیں۔ و دستمر جن کتب میں یہ واقعہ مذکور ہے یہ ہے کہ معاملہ یہ بھی ہے کہ بعض صحابہ نے یادداشت کے لیے تفسیری الفاظ یا منسوخ التلاوۃ آیتیں اپنے مصحف میں لکھ لی تھیں صرف ان کو پھاڑا یا جلایا گیا تو کہ وہ مصحف رہ جاتے تو آئندہ نسلوں کے اشتباہ کا اندیشہ تھا پس حضرت عثمان نے قرآن نہیں جلایا بلکہ وہ چیز جلائی جو ہمارے ایمان میں خلل انداز ہوتی جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا۔

اس نے فسق کیا اور گناہوں سے نہ ڈرا اور اس کے بعد لکھا ہے کہ قرآن کو تیروں سے غربال کر دینے کے بعد سنیوں کے خلیفہ کا ایمان ویسے کا ویسا ہی رہا اور یہ بھی لکھا ہے کہ سیوطی نے یہ واقعہ تیر زنی کا مناقب ولید میں ذکر کیا ہے۔ جواب اس کا سوائے اس کے کیا دیا جائے کہ اللہ اس شخص کے حال پر رحم کرے سیوطی نہیں بلکہ کسی سنی نے بھی اس واقعہ کو مناقب ولید میں ذکر کیا ہو حائری صاحب دکھلا دیں ایک ہزار روپیہ انعام اسی وقت اس ناچیز سے لے لیں۔ نیز کسی نے بھی لکھا ہو کہ ولید کا ایمان اس واقعہ کے بعد بھی ویسا ہی رہا اس کے دکھلا دینے پر بھی وہی انعام۔ غضب ہے کہ خود ہی فسق ولید بحذف من الاتمام نقل کریں اور پھر یہ لکھیں عداوت قرآن کریم نے بالکل مختل الحواس کر دیا۔ باقی رہا یہ کہ پھر ولید کو خلفاء میں کیوں شمار کیا تو یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ خلیفہ ظالم بھی ہوتا ہے عادل بھی۔ شیعہ سنی دونوں کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے پھر خلافت عادلہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ راشدہ جیسے خلفائے اربعہ کی خلافت، عادلہ جیسے حضرت معاویہ کی خلافت۔ راشدہ کی بھی دو قسمیں ہیں خاصہ جیسے شیخین کی خلافت، غیر خاصہ جیسے ختنین کی خلافت۔

سوم قرآن شریف کے خون یا پیشاب سے لکھنے کا الزام چند روز سے یہ اعتراض شیعوں نے نکالا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کسی کی نکسیر جاری ہو جائے اور کسی طرح نہ رکے تو ظاہر ہے کہ وہ مر جائیگا۔ اور سورۂ فاتحہ میں یہ تاثیر ہے کہ نکسیر کے خون سے نکسیر زدہ کی پیشانی پر لکھ دیا جائے تو وہ فوراً خون بند ہو جاتا ہے۔ ابوبکر اسکاف علمائے حنفیہ میں سے ایک شخص ہیں ان سے ایک شخص نے اس کا مسئلہ پوچھا انھوں نے فرمایا انسان کی جان بچانے کے لئے خون کیا پیشاب سے بھی لکھنا جائز ہے۔ فتاوی قاضی خان سے خود حائری صاحب نے یہ عبارت نقل کی ہے کہ فلا بی قادمہا اور خود ہی اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "جس کی نکسیر پھوٹے اور خون نہ تھمے" اب بتائیے کیا اس پر کوئی عقلمند اعتراض کر سکتا ہے۔ انسان کی جان بچانا تو ایسا ضروری فرض ہے کہ اس کے لئے سور کا گوشت کھا لینا بلکہ کلمہ شرک کا زبان سے کہہ دینا قرآن کریم میں صراحۃً جائز کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان[1] آیت کا خون سے لکھنا اگر توہین قرآن

---

[1] ترجمہ آیت کا یہ کہ جس شخص کا دل ایمان پر قائم ہو وہ بحالت اکراہ وغیرہ کلمۂ کفر و شرک زبان سے کہہ سکتا ہے شیعوں نے اس آیت سے تقیہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ شیعوں کا تقیہ اس آیت سے ثابت نہیں ہو سکتا چنانچہ خاتمہ کتاب بذا میں معلوم ہوگا ۱۲۔

ہے تو کلمۂ شرک کا کہنا خدا کی توہین ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ نیت توہین کی ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ جان بچانے کی نیت دونوں جگہ ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ تکسیر والے معاملہ میں قرآن شریف کی عظمت و قوت تاثیر بھی ملحوظ ہے لہٰذا اس کا جواز تو بدرجۂ اولیٰ ہونا چاہیئے ایسی ضرورت کے وقت میں کسی چیز کی اجازت دینا اگر موجب طعن یا اس کے تمسخر کا ذریعہ بن سکتا ہے کہ خون اور پیشاب جیسی ناپاک چیز سے لکھنے کے جائز ہونے کا فتویٰ جو مذہب دے رہا ہو تو یقیناً یہ طعن و تمسخر قرآن کریم کے ساتھ ہوگا کہ کیوں سور کا گوشت کھانے یا کلمۂ شرک بکنے کی اجازت دی لاحول ولا قوۃ الا باللہ،

پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ یہ فتویٰ تمام اہل سنت کیا معنی مذہب حنفیہ کا بھی نہیں ہے نہ امام اعظم کا قول ہے نہ انکے شاگردوں کا نہ تخریجات فقہا میں سے ہے صرف ابوبکر اسکاف کی ایک رائے ہے ابوبکر اسکاف علماء میں سے ایک عالم ہیں ان کی رائے کو مذہب کہنا سخت فریب ہے۔

حائری صاحب ہر فن مولیٰ ہیں تفسیر و حدیث و عربیت میں تو آپ کا کمال ظاہر ہو چکا اب فقہ میں بھی آپ نے دخل دیا اور فقہ بھی کون، امام اعظم کی فقہ جو امّ الفقہ ہے۔

لقد قال ابن ادریس مقالا   صحیح النقل فی حکم لطیفہ
بان الناس فی الفقہ عیال   علی فقہ الامام ابی حنیفہ

حضرت آپ کو خبر نہیں فقہ حنفی اور مذہب حنفیہ ان مسائل کو کہتے ہیں جو ظاہر الروایہ میں مذکور ہوں یعنی امام اعظم کے شاگرد امام محمد کی ان چھ کتب میں جامع صغیر جامع کبیر سیر صغیر، سیر کبیر مبسوط، زیادات جو امام محمد کی دوسری کتب میں مسائل بھی مذہب حنفی نہیں کہے جاتے بلکہ ان کو نوادر کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کیونکہ ان کتب کی روایات امام محمد سے متواتر نہیں اصل مذہب کے بعد تخریجات مشائخ کا رتبہ ہے۔ کسی ایک عالم کی رائے تو کبھی مذہب میں شمار ہو ہی نہ سکتی ہے گو وہ رائے کیسی ہی بے عیب کیسی ہی مدلل اور واجب القبول کیوں نہ ہو۔

چہارم شیعہ چونکہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں اور حائری صاحب جانتے ہیں کہ ان کے اس کہدینے سے کہ شیعہ تحریف کے قائل نہیں سوا اس کے کہ جھوٹ بولنے کا جو کچھ ثواب عظیم ان کے مذہب میں ہے وہ ان کے نامۂ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے اور کچھ نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا انہوں نے قرآن

لہ یہ اشعار در مختار میں حضرت عبداللہ بن مبارک امام المحدثین سے نقل کیے ہیں۔ ترجمہ: بہ تحقیق ابن ادریس یعنی امام شافعی نے فرمایا جسکی نقل ان سے صحیح ہے اور لطیف حکمت کی بات ہے کہ سب لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کی فقہ کے تربیت یافتہ ہیں ۱۲۔

شریف میں جو فرمایا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ[1] اس آیت کا مطلب بیان کرنیکی ضرورت پیش آئی پھر سبحان اللہ کیا عمدہ مطلب بیان کیا ہے کہ ابن سبا یا زرارہ صاحب ہوتے تو قدر کرتے۔

صفحہ ۵۹ لغایت ۶۴ تک اس مطلب کو آپ نے لکھا ہے دو باتیں زیب رقم کی ہیں ایک یہ کہ مراد ذکر سے ذاتِ مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے خدا نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے نہ کہ قرآن کی حفاظت کا۔ ذکر سے رسول کے مراد ہونے پر آپ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ[2] حالانکہ اس آیت میں بھی ذکر سے مراد قرآن ہے اور رسولاً بغیر حرف عطف لقاعدہ تعداد آیا ہے۔ اہل عرب بولتے ہیں اشتریت الیوم داراً بساطاً جاریۃً دیکھو مختصر معانی غرضکہ ذکر سے مراد قطعاً قرآن مجید ہے اور تنزیل یا انزال کتاب ہی کے لئے ہو سکتا ہے، نبی و رسول کے لئے ارسال و بعث کی لفظ ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر ذکر سے مراد قرآن ہی ہو تو بھی اس قرآن کی حفاظت مراد نہیں بلکہ اس قرآن کی حفاظت مراد ہے جو لوح محفوظ میں ہے حائری صاحب سے کہنا چاہیئے کہ حضرت نزولِ کے بعد حفاظت کا وعدہ ہے جو صاف دلیل اس کی ہے کہ قرآن منزل کی حفاظت کا وعدہ ہے پھر لوح محفوظ کی حفاظت کے وعدے سے فائدہ کیا لوح محفوظ میں تحریف ہو سکنے کا شبہ کس کو ہو سکتا ہے پھر لوح محفوظ میں تو تورات و انجیل بھی محفوظ ہے قرآن کی تخصیص کیا حائری صاحب نے یہاں اپنے امام غائب کے قرآن کا ذکر نہ کیا ورنہ شیعہ تو یہی کہتے ہیں کہ خدا نے وعدہ اسی غار والے قرآن کی حفاظت کا کیا ہے شیعوں کے امام المناظرین مولوی حامد حسین استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۴۶ میں لکھتے ہیں

"در اصل قرآن کما انزل نزد حافظان شریعت موجود ست"۔

ایڈیٹر ان الشمس نے بھی آیت مذکورہ کا یہی مطلب بیان کر کے وعدہ حفاظت قرآن سے انکار کیا تھا اور غالباً حائری صاحب نے انھیں سے یہ مضمون لیا ہے اس کا جواب النجم کے مناظرہ حصہ دوم

[1] ترجمہ بہ تحقیق ہم نے نازل کیا ہے اس نصیحت یعنی قرآن کو اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۱۲

[2] ترجمہ بہ تحقیق نازل کیا ہے اللہ نے تمہاری طرف ذکر اور ایک رسول جو تلاوت کرتا ہے تمہارے سامنے اللہ کی آیتیں جو واضح ہیں ۱۲

[3] تمام مفسرین شیعہ نے اس آیت کو بھی معجزات قرآن میں شمار کیا ہے۔ مناظرہ حصہ دوم میں کثرت تفاسیر الحنفیہ کی عبارات نقل کی گئی ہیں ۱۲

میں نہایت بسط و تفصیل سے دیا گیا جس کا جواب الجواب حیاداروں نے کچھ نہ دیا اور پھر منہ دکھانے میں کچھ باک نہیں اس جواب میں تفاسیر اہلسنت[1] و شیعہ دونوں سے ثابت کر دیا گیا کہ ذکر سے مراد اس آیت میں قرآن ہے اور اسی قرآن کی حفاظت کا وعدہ ہر قسم کی تحریف سے اس آیت میں کیا گیا ہے حاصکر شیعوں کی تفسیر مجمع البیان کی عبارت مناظرہ حصہ دوم صفحہ ۹۴ میں قابل ملاحظہ ہے تفسیر مجمع البیان وہ ہے جس سے حائری صاحب نے اسی رسالہ میں استناد کیا ہے وہذہ عبارتہ تم زاد سبحانہ فی البیان فقال انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون عن الزیادۃ والنقصان والتحریف —

والتغییر عن قتادۃ وابن عباس ومثلہ لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وقیل معناہ نتکفل بحفظہ الی اخر الدھر فتنقلہ الامۃ فتحفظہ عصراً بعد عصر الی یوم القیامۃ لقیام الحجۃ بہ علی الجماعۃ من کل من لزمتہ دعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ

حائری صاحب خیانت اور فقدان دیانت اور علوم عربیہ اور فنون آلیہ سے اہلبیت کا ملکہ علاوہ آپ کی نظر خود اپنی کتب پر بھی نہیں ہے آپ کو تصنیف و تالیف کی اجازت کس نے دی یہ کبھی سطروں کے خطاب کس نے دیئے اس شخص کا نام تو بتائیے اور اس سے زیادہ کیا کہا جائے کہ آپ نے شیعوں کے منصب اجتہاد کو ذلیل کر دیا۔ در کفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن

پنجم — آخر میں حائری صاحب نے انھیں چار علمائے شیعہ کے اقوال پیش کئے ہیں جن کی بابت ہم بحث اول میں لکھ چکے ہیں کہ وہ از راہ تقیہ منکر تحریف ہو گئے ہیں اور ان چار اشخاص کے اقوال چھ کتابوں سے نقل کئے ہیں جن میں چھٹی کتاب خود آپ کی تصنیف ہے کیوں نہ ہو آپ بھی تو مصنف ہیں ان چار اشخاص کے اقوال پر جو اعتراضات خود علمائے شیعہ نے کئے ہیں اس کا کچھ جواب نہیں زائد از دو ہزار روایات تحریف کا کچھ جواب نہیں اور کیا جواب دے سکتے ہیں جب کہ ان کے علماء لکھ چکے کہ ان روایات کے بے اعتبار قرار دینے سے تمام فن حدیث ہمارا خاک میں مل جائیگا مسئلہ امامت

---

[1] تمام مفسرین نے اس آیت کو بھی معجزات قرآن میں شمار کیا ہے مناظرہ حصہ دوم میں بکثرت تفاسیر اہلسنت کی عبارات نقل کی گئی ہیں ۱۲

[2] ترجمہ پھر اللہ نے اور وضاحت کر کے فرمایا کہ ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کو تحریف و تبدیل سے حفاظت کریں گے قتادہ اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہی مضمون اس آیت میں ہے لایاتیہ الباطل الخ اور کہا گیا کہ حفاظت قرآن کے معنی یہ ہیں کہ قیامت تک اس کو محفوظ رکھیں گے امت نسلاً بعد نسل اس کو نقل کرے گی اس کا حفظ کرے گی تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت قیامت تک

بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ پھر ان نرا مداز دو ہزار روایات ائمہ معصومین کے مقابلہ میں کوئی ایک حدیث کسی امام کی حائری صاحب پیش کر دیتے یہ بھی نہ کیا نہ اب کر سکتے ہیں لہٰذا یہ سب لکھنا ان کا ابلہ فریبی کے سوا اور کسی لقب کا مستحق نہیں۔

لشتشو حائری صاحب اسی سلسلہ میں اپنے رسالے کے صفحہ ۴۶ پر آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ شیعہ مطلق تحریف کے قائل نہیں ہیں۔ اس حزن دو ایک شیعہ علما نے تحریف قرآن کا ذکر کیا بھی ہے اولاً تو وہ نقل روایت ہے نہ اظہار عقیدہ۔" پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ عموماً اخباری مذہب کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور جس طرح اخباریوں اور اصولیوں میں مسئلہ عقیدہ کے متعلق اختلاف ہے اسی طرح تحریف قرآن کی بابت بھی اختلاف ہے اخباری تحریف کے قائل ہیں اصولی قائل نہیں انتہی ملخصا۔ سب سے پہلے تو قابل داد بات یہ ہے کہ کس بے باکی کے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے کہ شیعہ مطلق تحریف کے قائل نہیں۔ تناقض بھی قابل تماشا ہے کہ آگے چل کر اول تو صرف نقل روایت کا اقرار کیا پھر اعتقاد کا بھی اقرار کر لیا کہ اخباری شیعہ قائل تحریف ہیں۔

کذب و تناقض کی شکایت تو کسی شیعہ سے کرنا بیجا ہے بقول قائل رحمۃ اللہ تعالیٰ ؎

کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا　　　　تقیہ ہم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا

البتہ حائری صاحب سے اس کا جواب لینا چاہیے کہ قرآن پر ایمان رکھنا تمہارے یہاں ضروریات دین سے ہے یا نہیں اگر ہے تو اخباریوں کو کافر کہو اور ان کو اپنے مذہب سے خارج کرو ان کی کتابوں کو بنیاد مذہب بناؤ۔ دیکھیں پھر تمہارے مذہب میں رہ کیا جاتا ہے اور اگر ایمان بالقرآن ضروریات دین سے نہیں ہے تو تم نے قرآن پر شیعوں کا ایمان نہ ہونے کا اقرار کر لیا۔ حائری صاحب نے جاہلوں اور بے وقوفوں کو اخباری اصولی کا فرق ذکر کر کے خوب سمجھایا۔ سننے والوں کو کیا خبر کہ اخباری اصولی دونوں شیعہ ہیں۔ دونوں میں کچھ جزئی اختلافات ہیں نہ اصولی جیسے بلا تشبیہ ہمارے یہاں کی محدثین فقہا بالکل ایسا ہی ہے محدثین کو شیعہ اخباری کہتے ہیں اور فقہا کو اصولی۔

حائری صاحب یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں شیعوں کا قائل تحریف ہونا کسی کے چھپائے چھپ نہیں سکتا شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے ایمان بالقرآن اس وقت حاصل ہو گا جب اہل سنت کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور قرآن شریف کے ناقلین یعنی صحابہ

کرامؓ کو دستیدار دین کا جان نثار راست گفتار رما تو تحریف قرآن کی تمام روایات کو اور جس مذہب نے ان روایات کو تصنیف کیا اس کو خیرباد کہو اور قائلین تحریف کو کافر کفر دشمن دین الٰہی جانو!

حائری صاحب جھوٹ بولکر اگر حق پر پردہ پڑ سکتا تو یقیناً اب تک ابلیس اور ذریات ابلیس نے خدائے واحد کی پرستش دنیا سے موقوف کرادی ہوتی۔

ہفتم۔ ختم رسالہ پر حائری صاحب نے "آریہ دوستوں سے خطاب" کا عنوان بھی قائم کیا ہے بیشک آریوں سے آپ سے دوستی ہونا بھی چاہئے (الکفر ملۃ واحدۃ) اہل اسلام سے دشمنی اور کفار سے دوستی آپ لوگوں کا قدیم شیوہ ہے۔ مبارک رہے۔

ہشتم۔ حائری صاحب نے "مصحف فاطمہ و کتاب علی" کی بحث پر بھی خامہ فرسائی کی ہے جس کو دیکھکر معلوم ہوا کہ آپ ایک لفظ بھی سچ نہیں کہنا چاہتے کھلا ہوا فریب تو یہ ہے کہ آپ کتاب علی کو قرآن علی کہہ رہے ہیں حالانکہ کتاب علی ایک دوسری چیز ہے دوسرا صریح فریب یہ ہے کہ مصحف فاطمہ سے بھی قرآن مراد لیتے ہیں حالانکہ مصحف فاطمہ بھی قرآن سے الگ ایک چیز ہے جس کی بابت آپ کے امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ وہ قرآن سے تگنا ہے اور اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں دیکھو اصول کافی۔

نہم۔ حدیث ثقلین کی بحث بھی محض بے تعلق آپ نے چھیڑ دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ تفسیر آیات سے فارغ ہو کر جب النجم میں سلسلہ شرح احادیث شروع ہوگا تو سب سے پہلے حدیث ثقلین پر مستقل رسالہ لکھکر تمام دنیا کو دکھلا دیا جائے گا کہ شیعوں نے کس قدر مغالطہ اس حدیث میں دیا ہے اور یہ کہ شیعہ جس طرح اہل بیت رسول و آل رسول سے ناواقف اور منحرف ہیں اسی طرح ثقلین کو بھی نہیں جانتے۔

دہم۔ حائری صاحب کو رسالہ موعظہ تحریف لکھتے وقت خود بھی یہ کھٹکا تھا کہ لوگ میری چوریاں اور خیانتیں پکڑ لیں گے۔ مثل مشہور ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا چنانچہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں

"یہ میری گذارش ضرور یاد رکھیں کہ میری اس تقریر کے بعد اہل سنت میں نہایت عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگا غیر معمولی نقل و حرکت بھی پیدا ہوگی عوام کو دھوکا دینے کی غرض سے یہ کیا جائے گا کہ سنیوں کی کتابیں نہیں ہیں سیاق و سباق چھوڑ کر

درمیان کی عبارت پڑھکر سنادی گئی ہے ان آیتوں میں تنسیخ وارد ہوئی ہے۔

غرضکہ جو جو کارروائیاں آپ نے کی ہیں سب کا ڈر آپ کو لگا ہوا تھا مگر شاید یہ خیال بھی تھا کہ ان جاہلانہ خرافات کو دیکھ کر اہل علم مجھے لائق خطاب نہ سمجھیں گے اور میرے رسالہ کا جواب نہ لکھا جائے گا اور میری کارروائیوں پر پردہ پڑا رہے گا۔

شیعوں کے بہلانے کے لئے آپ نے اپنے امام جعفر صادق کی طرح پیشین گوئی بھی کر دی کہ اہل سنت میں انقلاب عظیم اور غیر معمولی نقل و حرکت ہوگی حالانکہ کچھ بھی نہ ہوا آپ کے بڑے بڑوں نے جب قرآن کریم پر حملے کئے تو کیا ہوا جو آپ کے حملوں کی کچھ پروا کیجاتی، قرآن کریم کی بارگاہ بہت بلند ہے ایسے بے مغز شور و شر کی وہاں تک رسائی بھی نہیں ذالک الکتاب لا ریب فیہ۔

یہ ناچیز بھی آپ کے رسالہ کا جواب لکھکر نادم ہوا پہلے سے آپ کی علمی حالت معلوم نہ تھی ورنہ یہ جسارت نہ کی جاتی۔

ھذا اخر الکلام والحمد للہ رب العلمین

تــــــــــمّ

واضح ہو

کہ خداوند عزیز ذوانتقام نے صحابہ کرام کے دشمنوں سے عجب انتقام لیا کہ ان کو ان کے مقابلہ سے ہٹا کر اپنی کتاب حکیم کے مقابلہ میں لا کر ڈال دیا۔ اس حقیقت پر کہ مذہب شیعہ کی بنیاد قرآن شریف کی عداوت پر ہے ایک مدت تک پردہ پڑا رہا۔ اکثر لوگ یہی سمجھتے رہے کہ شیعہ بھی کلمہ گو ہیں مسلمان ہیں ان کے ساتھ اسلامی برتاؤ ہونا چاہیئے۔ بعض اہل التحقیق نے ان کو خارج از اسلام سمجھا مگر اس کی وجوہ جو انھوں نے بیان کیں وہ نظری ثابت ہوئیں بالآخر بعض اذکیائے امت اپنی فراست ایمانی سے اس حقیقت تک پہونچ گئے حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ نور توفیق نے مجھے اس رمز سے آگاہ کیا مگر چونکہ حضرت ممدوح نے اس حقیقت کو بہت زیادہ وضاحت سے نہ بیان فرمایا تھا اس وجہ سے اکثر لوگوں کے ذہن پھر بھی اس کے ادراک سے محروم رہے۔ شاید کہ مشیت الٰہی نے یہ خدمت اس حقیر کیلئے مقدر کی تھی اگرچہ یہ ناکارہ اس قابل نہ تھا کہ انتقام خداوندی کا آئینہ بنے مگر عنایت اور ہے استحقاق کشش سے

اگر بادشہ بر در پیرزن — بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

چنانچہ اب یہ حقیقت بالکل بے پردہ ہو گئی کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے رسالہ ہذا بھی اسی حقیقت کے دیکھنے کا ایک چھوٹا سا آئینہ ہے۔

لہٰذا

شیعوں کو چاہیئے کہ ایمانداری کے ساتھ ضد اور تعصب سے علاحدہ ہو کر اپنے مجتہدین کی کورانہ تقلید چھوڑ کر اس حقیقت کو جانچیں اس کے بعد اگر قرآن کریم ان کو زیادہ پیارا ہو تو مذہب شیعہ کو خیرباد کہیں اور اگر زرارہ و ابو بصیر وغیرہ کی روایتیں ان کو زیادہ عزیز ہوں تو ان کو اختیار ہے اور سنیوں کو لازم ہے کہ جب کوئی شیعہ ان سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو اسکو پہلا جواب وہ یہی دیں کہ تم کو اسلامی فروعی مباحث میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں جبکہ تمہارا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ فقط والسلام

سراپا عجز و قصور محمد عبد الشکور مدیر النجم لکھنو

تکملہ تنبیہ الحائرین (موسوم بہ) تفضیح الجائرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ الطاہرین وعلی من اتبعھم الی یوم الدین (اما بعد!)

قبلہ شیعہ جناب حائری صاحب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب موسوم بہ تنبیہ الحائرین تقریباً ایک سال ہوئے بدفعات شائع ہو چکا۔ حائری صاحب کو اپنے اس رسالہ پر بڑا ناز تھا بڑی دھوم مچا رکھی تھی کہ اس کا جواب سنیوں کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا۔ رسالہ میں جا بجا اس قدر مستعدی کا اظہار کیا ہے کہ معلوم ہوتا تھا کہ حائری صاحب قلم ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں جواب نکلتے ہی فوراً جواب الجواب لکھ ڈالیں گے مگر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سب زبانی لفاظی فنا ہو گئی۔ ایک سال میں بھی جواب نہ ہوا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا بلکہ اگر کچھ بھی حیا ہوگی تو جس قدر چوریاں، خیانتیں، غلط حوالے، غلط ترجمے حائری صاحب کے دکھلائے گئے ہیں ان کے بعد اب وہ تصنیف و تالیف کی جرأت نہ کریں گے اور بالکل رُوپوش ہو جائیں گے۔ تنبیہ الحائرین میں ضمناً کچھ مسائل مذہب شیعہ کا تذکرہ اس سلسلہ میں آ گیا تھا کہ حائری صاحب نے اپنے مذہب کے مطابق نقل ہونیکا بے سروپا دعویٰ کیا تھا۔ اس موقع پر چالیس مسائل مذہب شیعہ کے نمونے کے طور پر لکھے گئے تھے مگر کتب شیعہ کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا نہ عبارتیں نقل کی گئی تھیں تاکہ طول نہ ہو لہٰذا اب اس تکملہ میں ان مسائل کے لئے کتب شیعہ کا حوالہ اور ان کتب کی اصلی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ذریعہ ہدایت بنائے خدا کرے کہ شیعہ اس رسالے کو دیکھکر اپنے مذہب کی اصلی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور اس بات کو سمجھ لیں کہ ایسے بے بنیاد مذہب کا نتیجہ سوا دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب کے کچھ نہیں ہے۔ واللہ الموفق والمعین

پہلا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو بدا ہوتا ہے یعنی معاذ اللہ وہ جاہل ہے اس کو سب باتوں کا علم نہیں اسی وجہ سے اس کی اکثر پیشین گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں اور اس کو اپنی رائے بدلنا پڑتی ہے۔

یہ عقیدہ مذہب شیعہ میں اس قدر ضروری ہے کہ ائمہ معصومین کا ارشاد ہے کہ جب تک اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے لیا گیا کسی نبی کو نبوت نہیں دی گئی اور خدا کی عبادت اس عقیدہ کی برابر کسی عقیدہ میں نہیں ہے۔

اصول کافی صفحہ ۸۴ پر ایک مستقل باب بدا کا ہے اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں

عن زرارة بن اعين عن احدهما قال ما عبد الله بشيء مثل البداء

زرارہ بن اعین سے روایت ہے انھوں نے امام باقر یا صادق سے روایت کی ہے کہ اللہ کی بندگی بدا کے برابر کسی چیز میں نہیں ہے۔

عن مالك الجهني قال سمعت ابا عبد الله يقول لو علم الناس ما في القول بالبداء من الاجر ما فتروا عن الكلام منه

مالک جہنی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اگر لوگ جان لیں کہ بدا کے قائل ہونے میں کس قدر ثواب ہے تو کبھی اس کے قائل ہونے سے باز نہ رہیں۔

عن مرازم بن حكيم قال سمعت ابا عبد الله يقول ما تنبأ نبي قط حتى يقر لله بخمس بالبداء والمشية والسجود والعبودية والطاعة

مرازم بن حکیم سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ کوئی نبی کبھی نبی نہیں بنایا گیا یہاں تک کہ وہ پانچ چیزوں کا اقرار نہ کرے بدا کا اور مشیت کا اور سجدہ کا اور عبودیت کا اور طاعت کا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ عقیدہ بدا کیسا ضروری چیز ہے اب رہی یہ بات کہ بدا کیا چیز ہے اس کے لئے لغت عرب کو دیکھنا چاہئے اس کے بعد کچھ واقعات بدا کے کتب شیعہ سے پیش کروں گا پھر علمائے شیعہ کا اقرار کہ بیشک بدا کے معنی یہی ہیں کہ خدا جاہل ہے۔

لغت عرب

بدا عربی زبان کا لفظ ہے تمام لغت کی کتابوں میں لکھا ہے بدا له اي ظهر له ما لم يظهر

یعنی بدا کے معنی ہیں نا معلوم چیز کا معلوم ہوجانا یہ لفظ اسی معنی میں قرآن شریف میں بکثرت مستعمل ہے۔
رسالۂ ازالۃ الغرور امروہہ کے مصنف کو دیکھیے عقیدہ بدا کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہاں دو لفظیں ہیں بدا بالالف اور بداٗ بالہمزہ شیعہ بدا بالالف کے قائل ہیں اور جو چیز قابل اعتراض ہے وہ بداٗ بالہمزہ ہے حالانکہ یہ محض جہل ہے بداٗ بالہمزہ کے معنی ہیں شروع ہونا اس میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے یہ ہے ان لوگوں کی لغت دانی اور اس پر یہ لن ترانی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

واقعات

بدا کے واقعات کتب شیعہ میں بہت ہیں مگر ہم یہاں صرف دو واقعوں کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔ اوّل یہ کہ امام جعفر صادق نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد میرے بیٹے اسمٰعیل کو امامت کے لیئے نامزد کیا ہے یہ بھی واضح رہے کہ امام کی علامات جو کتب شیعہ میں لکھی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ امام ران سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی پیشانی پر آیہ تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لکھی ہوتی ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بارہ لفافہ سربمہر دیئے تھے جو خدا کی طرف سے اترے تھے جبرئیل لائے تھے۔ پس ضروری ہے کہ اسمٰعیل بھی ران سے پیدا ہوئے ہوں گے اُن کی پیشانی پر آیت بھی لکھی ہوگی۔ ایک لفافہ بھی ان کے نام ہوگا مگر افسوس خدا کو معلوم نہ تھا کہ اسمٰعیل میں یہ قابلیت نہیں ہے چنانچہ پھر خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ اسمٰعیل امام نہ ہوں گے بلکہ موسیٰ کاظم امام ہوں گے۔ علامہ مجلسی بحار الانوار میں روایت فرماتے ہیں اور اس روایت کو محقق طوسی بھی نقد المحصل میں لکھتے ہیں کہ

عن جعفر الصادق انہ جعل اسمٰعیل القائم مقامہ بعدہ فظھر من اسمٰعیل ما لم یرتضہ فجعل القائم مقامہ موسیٰ فسئل عن ذلک فقال بدا للہ فی اسمٰعیل	امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انھوں نے اسمٰعیل کو اپنا قائم مقام اپنے بعد کے لئے مقرر کیا مگر اسمٰعیل سے کوئی بات ایسی ظاہر ہوئی جس کو انھوں نے پسند نہ کیا لہٰذا انھوں نے موسیٰ کو اپنا قائم مقام بنایا انکی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ کو اسمٰعیل کے بارے میں بدا ہو گیا۔

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں جسکو شیخ صدوق نے رسالۂ اعتقادیہ میں لکھا ہے کہ۔

مابدا اللہ فی شیئ کما بدا لہ فی اسماعیل ابنی

اللہ کو ایسا بدا کبھی نہیں ہوا جیسا بدا میرے بیٹے اسمٰعیل کے بارے میں ہوا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ امام علی نقی نے خبر دی کہ میرے بعد میرے بیٹے محمد امام ہوں گے مگر خدا کو یہ معلوم نہ تھا کہ محمد اپنے والد کے سامنے مر جائیں گے جب یہ واقعہ پیش آیا تو خدا کو اپنی رائے بدلنا پڑی اور خلاف قاعدہ مقررہ کے بڑے بیٹے کو امامت ملتی ہے حسن عسکری کو امام بنایا۔

اصول کافی ص۲۰۲ میں ہے۔

عن ابي الهاشم الجعفري قال كنت عند ابي الحسن عليه السلام بعد ما مضى ابنه ابوجعفر واني لافكر في نفسي اريد ان اقول كانهما اعني اباجعفر وابا محمد في هذا الوقت كابي الحسن موسى واسمٰعيل وان قصتهما كقصتهما اذ كان ابومحمد المرجا بعد ابي جعفر فاقبل علي ابوالحسن عليه السلام قبل ان انطق فقال نعم يا اباهاشم بدا الله في ابي محمد بعد ابي جعفر مالم تكن تعرف له كما بدا له في موسى بعد مضي اسمٰعيل ما كشف به عن حاله وهو كما حدثتك نفسك وان كره المبطلون وابومحمد ابني الخلف بعدي عنده علم ما يحتاج اليه ومعه آلة الامامة

ابوالہاشم جعفری سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں ابوالحسن (یعنی امام نقی) علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ ان کے بیٹے ابوجعفر یعنی محمد کی وفات ہوئی میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا اور یہ کہنا چاہتا تھا کہ محمد اور حسن عسکری کا اس وقت وہی حال ہوا جو امام موسیٰ کاظم اور اسمٰعیل فرزندان امام جعفر صادق کا ہوا تھا ان دونوں کا واقعہ بھی ان دونوں کے واقعہ کے مثل ہے کیونکہ ابومحمد (یعنی حسن عسکری) کی امامت بعد ابوجعفر (یعنی محمد) کے مرنے کے ہوئی تو امام نقی میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں (ارشاد ضمیری دیکھیے) فرمایا کہ اے ابوہاشم اللہ کو ابوجعفر کے مر جانے کے بعد ابومحمد کے بارے میں بدا ہوا جو بات معلوم نہ تھی وہ معلوم ہو گئی جیسا کہ اللہ کو اسمٰعیل کے بعد موسیٰ کے بارے میں بدا ہوا تھا جس نے اصل حقیقت ظاہر کر دی اور یہ بات ویسی ہی ہے جیسی تم نے خیال کی اگرچہ بدکار لوگ اس کو ناپسند کریں اور ابومحمد (یعنی حسن عسکری) میرے بعد میرا خلیفہ ہے اس کے پاس تمام ضرورت کی چیزوں کا علم ہے اور اس کے پاس آلۂ امامت بھی ہے۔

اقرار اگرچہ ایسی صاف بات کے لئے اقرار کی ضرورت نہ تھی مگر خدا کی قدرت ہے کہ علمائے شیعہ نے اگرچہ اہل سنت کے مقابلہ میں تو ہمیشہ تاویلات سے کام لیا لیکن آپس کی تحریروں میں انھوں نے صاف اقرار کرلیا کہ بدا سے خدا کا جاہل ہونا لازم آتا ہے شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ کے صہ ۳۱۹ پر لکھتے ہیں اعنوان البدا لا ینبغی ان یقول بہ احد لانہ یلزم منہ ان یتصف الباری تعالیٰ بالجہل کما لا یخفی ۱۲

ترجمہ: بدا جاننا چاہیئے کہ بدا اس قابل نہیں کہ کوئی شخص اس کا قائل ہو کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

اس کے ساتھ اساس الاصول میں اس بات کا بھی اقرار موجود ہے کہ شیعوں میں سوا محقق طوسی کے اور کوئی بدا کا منکر نہیں ہوا۔

اب ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ شیعوں کو کیا ضرورت اس عقیدہ کے تصنیف کی پیش آئی اصل واقعہ یہ ہے کہ جب اسلام کے چالاک دشمنوں نے مذہب شیعہ کو تصنیف کیا تو وہ خود بھی جانتے تھے کہ کوئی انسان اس مذہب کو قبول نہیں کر سکتا لہذا انھوں نے طرح طرح کی تدبیر کیا اس مذہب کے رواج دینے کے لئے اختیار کیں از انجملہ یہ کہ فسق و فجور کے راستے خوب وسیع کر دیئے متعہ، لواطت، شراب خوری کا بازار گرم کیا۔ چنانچہ اس قسم کی روایتیں بکثرت آج بھی کتب شیعہ میں موجود ہیں از انجملہ یہ کہ انھوں نے دنیاوی طمع کا راستہ بھی خوب کشادہ کیا سینکڑوں روایتیں اس مضمون کی ائمہ کے نام سے تصنیف کر دیں کہ فلاں سنہ میں جو بہت قریب ہے دنیا میں انقلاب عظیم ہو جائے گا اور بڑی سلطنت و حکومت جاہ و حشمت شیعوں کو حاصل ہو گی پھر جب وہ سنہ آ جاتا اور ان پیشین گوئیوں کا ظہور نہ ہوتا تو کہہ دیتے کہ خدا کو بدا ہو گیا۔ ایک روایت اس قسم کی حسب ذیل ہے۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صہ ۲۳۲ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

ان اللہ تبارک و تعالیٰ قد کان وقت ھذا الامر فی السبعین فلما ان قتل الحسین صلوات اللہ علیہ اشتد غضب اللہ علی اھل الارض	بہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کام (یعنی امام مہدی کے ظہور) کا وقت سن ستر ہجری مقرر کیا تھا مگر جب حسین صلوات اللہ علیہ شہید ہو گئے تو اللہ کا غصہ زمین والوں پر سخت ہو گیا لہذا اللہ نے اس کام کو سنہ ۱۴۰ھ تک پیچھے ہٹا دیا پھر ہم نے بیان

فاخرہ الی اربعین ومائۃ فحدثتکم فاذاعتم الحدیث فکشفتم قناع الستر ولم یجعل اللہ وقتا بعدہ عندنا قال حمزۃ فحدثت بذلک ابا عبد اللہ علیہم السلام فقال قد کان ذلک

کردیا تم نے راز کو فاش کردیا اور بات مشہور کردی اب اللہ نے کوئی وقت اس کے بعد ہم کو نہیں بتایا ابو حمزہ راوی کہتا ہے میں نے یہ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کی انھوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا۔

یہ تمامات بھی قابل دید ہے کہ جب اہل سنت کی طرف سے اعتراض ہوا تو علمائے شیعہ کو جواب دینے کی فکر ہوئی اور اس پریشانی میں انھوں نے ایسی ایسی ناگفتہ بہ باتیں کہہ ڈالیں جو عقیدہ بدا سے بھی بڑھ گئیں مولوی حامد حسین نے استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۱۲۸ سے لیکر صفحہ ۱۵۸ تک پورے تیس صفحے اسی بحث کے نام سے سیاہ کرڈالے مگر کوئی بات بنائے نہ بنی بڑی بڑی کوشش انھوں نے اس بات کی کی ہے کہ بدا کے معنی میں تاویل کریں چنانچہ کھینچ تان کر انھوں نے بدا کے وہ معنی بیان کئے ہیں جو محو و اثبات یا نسخ کے ہیں لیکن خود ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ تاویل چل نہیں سکتی لہذا علامہ مجلسی سے ایک تاویل نقل کرکے اس پر بہت ناز کیا ہے۔ یہ عبارت استقصاء جلد اول کے صفحہ ۱۳۰ پر ملاحظہ ہو۔

ومنہا ان یکون ہذہ الاخبار تسلیۃ لقوم من المومنین المنتظرین لفرج اولیاء اللہ وغلبۃ اہل الحق واما یکذوی فی فرج اہل البیت علیہم السلام وغلبتہم لانہم علیہم السلام لو کانوا اخبروا الشیعۃ فی اول ابتلائہم باستیلاء المخالفین وشدۃ محنتہم انہ لیس فرجہم الا بعد الف سنۃ والفی سنۃ لیئسوا ورجعوا عن الدین ولکنہم اخبروا شیعتہم بتعجیل الفرج۔

اور منجملہ ان تاویلات کے ایک یہ ہے کہ پیشین گوئیاں ان مومنین کی تسلی کے لئے تھیں جو دوستان خدا کی آسائش اور اہل حق کے غلبے کے منتظر تھے جیسا کہ اہل بیت علیہم السلام کی آسائش اور ان کے غلبہ کے متعلق روایت کیا گیا ہے اگر ائمہ علیہم السلام شیعوں کو شروع ہی میں بتا دیتے کہ مخالفین کا غلبہ ابھی رہے گا اور شیعوں کو مصیبت سخت ہوگی اور ان کو آسائش نہ ملے گی مگر ایک ہزار یا دو ہزار سال کے بعد تو وہ مایوس ہوجاتے اور دین سے پھر جاتے۔ لہذا انھوں نے اپنے شیعوں کو خبر دی کہ آسائش کا زمانہ جلد آنیوالا ہے۔

یہ تاویل بڑی مستند تاویل ہے اصحاب ائمہ سے منقول ہے چنانچہ اصول کافی صفحہ ۲۳۳ میں ہے۔

عن الحسن بن علی بن یقطین عن أخیہ الحسین عن ابیہ بن یقطین قال قال لی ابوالحسن الشیعۃ تربی بالا مانی منذ مائتی سنۃ قال قال یقطین لابنہ علی بن یقطین ما بالنا قیل لنا فکان وقیل لکم فلم یکن قال فقال لہ علی ان الذی قیل لنا ولکم کان من مخرج واحد غیر ان امرکم حضر فاعطیتم محضہ فکان کما قیل لکم وان امرنا لم یحضر فعللنا بالامانی فلو قیل لنا ان ہذا الامر لا یکون الا الی مائتی سنۃ او ثلثمائۃ سنۃ لقست القلوب و لرجع عامۃ الناس عن الاسلام ولکن قالوا ما اسرعہ وما اقربہ تالفا لقلوب الناس۔

حسن بن علی بن یقطین نے اپنے بھائی حسین سے انھوں نے اپنے والد علی بن یقطین سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن نے کہا شیعہ دوسو برس سے امید دلا دلا کر رکھے جاتے تھے یقطین (سُنّی) نے اپنے بیٹے علی بن یقطین (شیعہ) سے کہا یہ کیا بات ہے جو وعدہ ہم سے کیا گیا وہ پورا ہوگیا اور جو تم سے کیا گیا وہ پورا نہ ہوا علی نے اپنے باپ سے کہا کہ جو تم سے کہا گیا اور جو ہم سے کہا گیا سب ایک ہی مقام سے نکلا مگر تمہارے وعدہ کا وقت آگیا لہٰذا تم سے خالص بات کہی گئی وہ پوری ہوگئی اور ہمارے وعدہ کا وقت نہیں آیا تھا لہٰذا ہم امید دلا دلا کر بہلائے گئے اگر ہم سے کہہ دیا جاتا کہ یہ کام نہ ہوگا مگر دوسو برس یا تین سو برس تک تو دل سخت ہو جاتے اور اکثر لوگ دین اسلام سے پھر جاتے اس وجہ سے ائمہ نے کہا کہ یہ کام بہت جلد ہوگا، بہت قریب ہوگا لوگوں کی تالیف قلب کے لئے۔

یہ تاویل اگرچہ ان روایات میں چل نہیں سکتی جن میں تعیین وقت پیشین گوئی کی گئی ہے گول گول الفاظ نہیں ہیں کہ یہ کام جلد ہوگا قریب ہوگا نیز ان روایات میں بھی چل نہیں سکتی جن میں کسی خاص شخص کے امامت کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور وہ شخص امام نہیں ہوا یا قبل از وقت مر گیا۔ لیکن علمائے شیعہ کی خاطر سے ہم اس تاویل کو قبول کر لیں تو ماحصل اس کا یہ ہے کہ اماموں کی پیشین گوئیاں جو غلط نکل گئیں اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ خدا کو آئندہ کا حال معلوم نہ تھا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ پیشین گوئیاں شیعوں کی تسلی کے لئے بیان کی گئیں شیعوں کے بہلانے کے لئے ایسی باتیں کہی گئیں اگر شیعوں کو تسلی نہ دی جاتی اور وہ بہلائے نہ جاتے تو مرتد ہو جاتے۔

نتیجہ اس تاویل کا یہ ہے کہ ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ عقیدۂ بدا کی تصنیف محض ترویج مذہب شیعہ کے لئے ہوئی ہے۔

مگر یہاں ایک سوال بڑا لاینحل یہ پیدا ہوتا ہے کہ جھوٹی پیشین گوئیاں کر کے لوگوں کو فریب دینا اور بہلانا کس کا فعل تھا آیا ائمہ اپنی طرف سے ایسا کرتے تھے یا یہ کرتوت خدا کے ہیں غالباً ائمہ کی آبرو کا بچانا شیعوں کے نزدیک زیادہ اہم ہو اور وہ خدا ہی کی طرف اس حرکت کو منسوب کریں گے تو ہم کہیں گے کہ جہل سے خدا کو بچالیا تو فریب ہی کے الزام میں مبتلا کر دیا بارش سے بچنے کے لئے صحن سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

یہ بات بھی نتیجہ خیز تھی کہ جو شیعہ اصحاب ائمہ تھے وہ ایسے ضعیف الاعتقاد تھے کہ ان کو مذہب پر قائم رکھنے کے لئے خدا کو یا اہوں کو جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرنا پڑتی تھیں طرح طرح سے ان کو بہلانا پڑتا تھا ایسا نہ کیا جاتا تو وہ مرتد ہو جاتے جب اس زمانے کے شیعوں کا یہ حال تھا تو آج کل کے شیعوں کا کیا حال ہوگا اور ان کے بہلانے کیلئے مجتہدوں کو کیا کچھ نہ تدبیریں کرنی پڑتی ہوں گی۔

شیعوں کے تو اصحاب ائمہ کا یہ حال تھا مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو دیکھو کیسے قوی الایمان کیسے پختہ اعتقاد کے تھے کہ ان کو دین پر قائم رکھنے کے لئے نہ خدا کو جھوٹ بولنا پڑا نہ رسول کو ان پر مصائب کے آلام کے پہاڑ توڑے گئے، بلاؤں کی بارش برسائی گئی مگر ان کے قدم کو جنبش نہ ہوئی۔

انصاف سے دیکھو یہی ایک مسئلہ پورے مذہب کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے جس مذہب میں خدا کو جاہل یا فریبی مانا گیا ہو اس مذہب کا کیا کہنا۔

دوسرا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو جب غصہ آتا ہے تو غصہ میں اس کو دوست دشمن کا امتیاز نہیں رہتا حتیٰ کہ اس غصہ میں بجائے دشمنوں کے دوستوں کو نقصان پہونچا دیتا ہے۔ بھلا خیال تو کیجئے کیا خدا کی یہی شان ہونی چاہیئے؟ اور کیا ایسا خدا ماننے کے قابل ہو سکتا ہے؟

سند اس عقیدہ کی پہلے مسئلہ میں اصول کافی صفحہ ۲۳۲ سے نقل ہو چکی کہ امام حسین کی شہادت سے جو خدا کو غصہ آیا تو امام مہدی کا ظہور اس نے ٹال دیا۔ حالانکہ امام مہدی کے ظہور نہ ہونے سے شیعوں کا نقصان ہوا۔ قاتلان امام حسین کا کیا بگڑا بلکہ ان کا تو ادر فائدہ ہوا۔ یا یہ کہا جائے کہ قاتلان امام حسین شیعہ تھے

اسی وجہ سے خدا نے ان کو نقصان پہونچایا اور یہ واقعی بات بھی ہے۔

تیسرا مسئلہ

شیعوں کا اعتقاد ہے کہ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ڈرتا تھا اس لیے بہت سے کام اُن سے چھپا کر کرتا تھا۔ بظاہر انھوں نے اپنے نزدیک تو صحابہ کرام کے ظالم ہونے کو ثابت کیا ہے مگر فی الحقیقت خدا کی عاجزی اور مغلوبیت جو اس سے ثابت ہوئی اس کا انھوں نے خیال نہ کیا۔ کتاب احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنے نبی کا نام یٰسین رکھا ہے اور سلام علیٰ آل یٰسین اس لئے فرمایا کہ اگر صاف صاف سلام علیٰ آل محمد فرماتا تو خدا کو معلوم تھا کہ صحابہ اس کو قرآن میں نہ رہنے دیں گے نکال دیں گے۔ آخری فقرہ عبارت کا یہ ہے کہ یعلمہا انھم یقطعون قولہ سلام علی آل محمد کما اسقطوا غیرہ

چوتھا مسئلہ

شیعوں کے نزدیک خدا بندوں کی عقل کا محکوم ہے اور اس پر واجب ہے کہ عدل کرے اور جو کام بندوں کے لئے زیادہ مفید ہو وہی کام کرتا رہے یہ عقیدہ شیعوں کا اس قدر مشہور اور ان کے عقائد کی ہر کتاب میں مذکور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں۔

لطافت اس عقیدہ کی ظاہر ہے اس سے زیادہ اب اور کیا ہوگا کہ خدا بجائے حاکم کے محکوم بنا دیا گیا۔ پھر جب شیعوں کا تجویز کیا ہوا انتظام عالم میں نہیں پایا جاتا اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اس وقت خدا پر ترک واجب کا جرم قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ آج کل بھی صدیوں سے خدا ترکِ واجب کا مرتکب ہے اس نے کوئی امام معصوم دنیا میں قائم نہیں کیا۔ ایک صاحب ہیں بھی تو ان پر خوف اس قدر طاری کر رکھا ہے کہ وہ غار میں چھپے ہوئے ہیں باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے لیکن معلوم نہیں خدا کے لیے ترک واجب کی سزا کیا ہے اور اس سزا کا دینے والا کون ہے۔

پانچواں مسئلہ

شیعہ قائل ہیں کہ خدا تمام چیزوں کا خالق نہیں یہ بھی شیعوں کا مشہور عقیدہ اور ان کی کتب عقائد میں مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا نہیں ہے کیونکہ شر کا پیدا کرنا برا ہے اور برا کام خدا نہیں کرتا بلکہ شر کے خالق خود بندے ہیں اس بنا پر بے گنتی بے شمار خالق ہو گئے اہلسنت کہتے ہیں کہ خیر و شر دونکا خالق خدا ہے اور شر کا پیدا کرنا برا نہیں البتہ شر کی صفت اپنے میں پیدا کرنا برا ہے اور اس سے خدا بری ہے۔

چھٹا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ذات اقدس میں اصول کفر موجود ہوتے ہیں اصول کافی باب فی اصول الکفر وارکانہ میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ۔

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اصول الکفر ثلثۃ الحرص والاستکبار والحسد۔ فاما الحرص فان آدم حین نہی من الشجرۃ حملہ الحرص علی ان اکل منہا واما الاستکبار فابلیس حیث امر بالسجود لآدم فابی واما الحسد فابنا آدم حیث قتل احدہما صاحبہ

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اصول کفر کے تین ہیں۔ حرص، تکبر، حسد۔ حرص تو آدم میں تھا جب ان کو درخت کے کھانے سے منع کیا تو حرص نے ان کو آمادہ کیا کہ انھوں نے اس درخت میں سے کھا لیا اور تکبر ابلیس میں تھا کہ جب اس کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے انکار کر دیا۔ اور حسد آدم کے دونوں بیٹوں میں تھا۔ اسی وجہ سے ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا۔

دیکھو کس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ ایک اصول کفر ابلیس میں ہے تو ایک آدم علیہ السلام میں بھی ہے بلکہ شیعہ صاحبوں نے تو حضرت آدم کو ابلیس سے بھی بدتر قرار دیا ہے کیونکہ ابلیس میں صرف ایک اصول کفر ثابت کیا ہے یعنی تکبر اور آدم میں دو اصول کفر ثابت

کئے ہیں۔ حرص اور حسد۔ حرص کا بیان تو اس روایت میں ہو چکا حسد کا بیان دوسری روایتوں میں ہے
چنانچہ حیات القلوب جلد اول صفحہ ۵۰ میں ہے کہ خدا نے آدم کو ائمہ اہل بیت پر حسد کرنے سے منع فرمایا اور کہا
کہ خبردار میرے نوروں کی طرف حسد کی آنکھ سے نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے قرب سے جدا کردونگا اور بہت ذلیل کرونگا مگر
آدم نے ان پر حسد کیا اور اسی کی سزا میں جنت سے نکالے گئے۔ انتہیٰ ترجمہ حیات القلوب کا یہ ہے۔

پس نظر کردند بسوئے ایشاں بدیدہ حسد پس
بایں سبب خدا ایشاں را بخود گذاشت و یاری
و توفیق خود را از ایشاں برداشت

پس آدم و حوا نے ائمہ کی طرف حسد کی آنکھ سے
دیکھا اس سبب سے خدا نے ان کو ان کے نفس
کے حوالے کر دیا اور اپنی مدد اور توفیق ان سے روک لی

یہ ہے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی قدر۔ استغفر اللہ

ساتواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان سے بعض خطائیں ایسی سرزد ہوتی ہیں کہ اس کی
سزا میں ان سے نور نبوت چھین لیا جاتا ہے چنانچہ حیات القلوب جلد اول میں ہے۔

وبچندیں سند معتبر از حضرت صادق علیہ السلام
منقول ست کہ چوں یوسف علیہ السلام باستقبال
حضرت یعقوب علیہ السلام بیروں آمد یکدیگر را
ملاقات کردند یعقوب پیادہ شد و یوسف را
شوکت بادشاہی مانع شد و پیادہ نشد ہنوز
از معانقہ فارغ نشدہ بودند کہ جبرئیل بر حضرت
یوسف نازل شد و خطاب مقرون بعتاب از
جانب رب الارباب آورد کہ اے یوسف خداوند
عالمیان میفرماید کہ ملک بادشاہی ترا مانع شد
کہ پیادہ شوی برائے بندہ شائستہ صدیق من
دست خود را بکشا چوں دست کشود از کف دستش

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ امام صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ جب یوسف علیہ السلام حضرت
یعقوب علیہ السلام کی پیشوائی کیلئے باہر آئے اور
ایک دوسرے سے ملے یعقوب پیادہ ہو گئے مگر یوسف
کو دبدبۂ بادشاہی نے پیادہ ہونے سے روکا جب معانقہ
سے فارغ ہوئے تو جبرئیل حضرت یوسف پر نازل
ہوئے اور خدا کی طرف سے غصہ کا خطاب لائے
کہ اے یوسف خداوند عالم فرماتا ہے کہ بادشاہت
نے تجھ کو روکا تو میرے بندہ شائستہ صدیق
کے لئے پیادہ نہ ہوا، ہاتھ تو کھول جیسے ہی انھوں
نے ہاتھ کھولا تو ان کی ہتھیلی سے اور ایک

در روایتی دگر میان انگشتانش نورے بیروں رفت یوسف گفت ایں چہ نور بودے جبریل گفت نور پیغمبری بود و از صلب تو بہم نخواہد رسید بعقوبت آنچہ کردی نسبت بہ یعقوب کہ برائے او پیادہ نشدی۔

روایت میں ہے کہ انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکلا یوسف نے کہا یہ کیا نور تھا جبریل نے کہا یہ پیغمبری کا نور تھا، اب تمہاری اولاد میں کوئی پیغمبر نہ ہوگا اس کام کی سزا میں جو تم نے یعقوب کے ساتھ کیا۔

آٹھواں مسالہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ وہ مخلوق سے بہت ڈرتے ہیں اور بسا اوقات ڈر ڈر کے تبلیغ احکام الٰہی نہیں کرتے چنانچہ خدا کی طرف سے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان کردو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہکر ٹال دیا کہ میری قوم ابھی نو مسلم ہے اگر میں اپنے بھائی کے متعلق ایسا حکم دوں تو لوگ بھڑک اٹھیں گے۔ پھر دوبارہ خدا کو عتاب کرنا پڑا کہ اے رسول اگر ایسا کروگے تو فرائض رسالت سے سبکدوش نہ ہوگے اس پر بھی رسول نے ٹالا آخر خدا کو وعدۂ حفاظت کرنا پڑا اس وعدہ کے بعد بھی رسول نے صاف صاف تبلیغ نہ کی گول گول الفاظ کہہ دیئے۔ انتہا یہ کہ بہت سی آیات قرآنیہ رسول نے مارے ڈر کے چھپا ڈالیں جن کا آج تک کسی کو علم نہ ہوا اب ہو سکتا ہے۔ (دیکھو عماد الاسلام مصنفہ مولوی دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ)

نواں مسالہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا ایک نفیس عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے انعام کو رد کر دیتے ہیں۔ خدا بار بار ان کو انعام بھیجتا اور وہ اس کے لینے سے انکار کر دیتے تھے آخر خدا کو کچھ اور لالچ دینی پڑی تھی اس وقت وہ انعام کو قبول کرتے تھے۔ غرض خدا کی کچھ قدر و منزلت ان کے دل میں نہ تھی۔ اصول کافی صفحہ ۲۹۴ میں ہے۔

عن رجل من اصحابنا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان جبرئیل نزل

ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا

على محمد صلى الله عليه وآله وسلم فقال له يا محمد ان الله يبشرك بمولود يولد من فاطمة تقتله امتك من بعدك فقال وعلى ربي السلام لاحاجة لي في مولود يولد من فاطمة تقتله امتي من بعدي فعرج جبرئيل الى السماء ثم هبط فقال يا محمد ان ربك يقرئك السلام ويبشرك بانه جاعل في ذريته الامامة والولاية والوصية فقال اني قد رضيت ثم ارسل الى فاطمة ان الله يبشرني بمولود يولد لك تقتله امتي من بعدي فارسلت اليه ان لاحاجة لي في مولود تقتله امتك من بعدك فارسل اليها ان الله عزوجل قد جعل في ذريته الامامة والولاية والوصية فارسلت اليه اني قد رضيت

جبرئیل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور ان سے کہا کہ اے محمد اللہ آپ کو ایک بچہ کی بشارت دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا آپ کی امت آپ کے بعد اس کو شہید کریگی تو حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل میرے رب پر سلام ہو مجھے اس بچہ کی کچھ حاجت نہیں جو فاطمہ سے پیدا ہوگا اس کو میری امت میرے بعد قتل کریگی۔ پھر جبرئیل چڑھے پھر اترے اور انھوں نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا اے جبرئیل میرے رب پر سلام ہو مجھے حاجت اس بچہ کی نہیں جس کو میری امت میرے بعد قتل کریے گی جبرئیل پھر آسمان پر چڑھے پھر اترے اور انھوں نے کہا کہ اے محمد آپ کا پروردگار آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کو بشارت دیتا ہے کہ وہ اس بچہ کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کریگا تو حضرت نے فرمایا کہ میں راضی ہوں پھر آپ نے فاطمہ کو خبر بھیجی کہ اللہ مجھے بشارت دیتا ہے ایک بچہ کی جو تم سے پیدا ہوگا میری امت میرے بعد اس کو قتل کریگی فاطمہ نے بھی کہلا بھیجا کہ مجھے کچھ حاجت اس بچہ کی نہیں جس کو آپکی امت آپکے بعد قتل کریگی تو حضرت نے کہلا بھیجا کہ اللہ عزوجل نے اس کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کی ہے تب فاطمہ نے کہلا بھیجا کہ میں راضی ہوگئی۔

دیکھو کس طرح رسول نے خدا کی بشارت کو بار بار رد کر دیا اور شہادت فی سبیل اللہ کو حقیر سمجھا اور حضرت فاطمہ نے بھی سنت رسول کی پیروی میں خدا کی بشارت کو رد کر دیا یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خدا

امامت کی لالچ نہ دیتا تو کبھی رسول خدا کے انعام کو قبول نہ کرتے۔

دسواں مسئلہ

شیعوں کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے تعلیم کی اُجرت خدا سے مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے قرآن شریف میں حکم دیا ہے کہ اپنی تعلیم کی اجرت لوگوں سے مانگ لیجئے نعوذ باللہ۔ انبیا علیہم السلام کی کس قدر توہین اس عقیدہ میں ہے آج ان کے ادنیٰ غلامان غلام ایسے موجود ہیں جو عمر بھر کوئی کام ایسا نہیں کرتے جس کی اجرت مخلوق سے مانگیں جو کام کرتے ہیں خالصاً لوجہ اللہ کرتے ہیں۔

یہ عقیدہ شیعوں کا بہت مشہور ہے اور آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کی تفسیر میں مفسرین شیعہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تم سے اور اجرت نہیں مانگتا صرف یہ اجرت مانگتا ہوں کہ میرے قرابت والوں سے محبت کرو اور قرابت والوں سے مراد علی فاطمہ حسنین ہیں۔ اور محبت کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ان کو مثل میرے امام مانو۔

اہلسنت کہتے ہیں یہ مطلب آیت کا ہرگز نہیں ہو سکتا بیسوں آیتیں قرآن شریف میں ہیں جن میں دوسرے پیغمبروں کی بابت ذکر ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتے ہماری اجرت تو خدا کے ذمہ ہے اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کہہ دیجئے میں اس تعلیم پر کوئی اجرت نہیں طلب کرتا یہ تو صرف ہدایت خلق کا کام ہے لہٰذا آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا صرف یہ کہتا ہوں کہ میں تمھارا قرابت دار ہوں قرابت کا خیال کر کے مجھے ایذا نہ پہنچاؤ۔

اس مبحث میں ایڈیٹر اصلاح سے تحریری مباحثہ ہوا بالآخر ایک خاص رسالہ موسوم بہ تفسیر آیۂ مودۃ القربیٰ اس ناچیز نے تالیف کیا جس کے بعد ایڈیٹر صاحب اصلاح ایسے خاموش ہوئے کہ صدائے برنخاست۔

گیارہواں مسئلہ

ہبۂ فدک کے متعلق ہے۔ بہت مشہور مسئلہ ہے لہذا حوالۂ کتاب کی حاجت نہیں ہے ہر شیعہ ہر موقع پر مطاعن صحابہ میں ہبۂ فدک کا ذکر آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک حضرت فاطمہ کو دے گئے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے چھین لیا مگر یہ عقل کے دشمن آتنا نہیں سوچتے کہ رسول پر کس قدر سخت الزام خود غرضی اور دنیا طلبی کا عائد ہوتا ہے نعوذ باللہ منہ۔

بارہواں مسئلہ

عقیدۂ تحریف کے متعلق ہے جس کی بابت تنبیہ الحائرین کے بعد اب کچھ لکھنے کی حاجت نہیں پانچوں قسم کی تحریف کی روایتیں علمائے شیعہ کا اقرار سب کچھ اس میں نقل ہو چکا۔

تیرہواں چودہواں پندرہواں مسئلہ

ازواج مطہرات کے متعلق ہے کہ شیعوں نے خلاف عقل و نقل کس قدر ناپاک عقیدہ ان کے متعلق قائم کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق بھی اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں جس کا جی چاہے ہمارا رسالہ تفسیر آیۂ تطہیر دیکھے۔

سولھواں مسئلہ

صحابہ کرام کے متعلق ہے اس کیلئے کسی حوالے کی ضرورت نہیں کیوں کہ یہ وہ واقعات ہیں جن کا کوئی منکر نہیں ہے اور صحابہ کرام کے متعلق جیسا نجس عقیدہ شیعوں کا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔

سترہواں مسئلہ

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مجوزہ بارہ امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور ہم مرتبہ ہیں اور اسی طرح معصوم و مفترض الطاعۃ ہیں دیکھو اصول کافی کتاب الحجۃ صاف الفاظ یہ ہیں کہ ائمہ کو

وہی بزرگی حاصل ہے جو محمد علیہ السلام کو حاصل ہے۔ اسی حدیث کو صاحب حملۂ حیدری نے نظم کیا ہے کہ ؎

ہمہ صاحب حکم بر کائنات ہمہ چوں محمد منزہ صفات

اٹھارہواں مسئلہ

اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ران سے پیدا ہوتے ہیں پیدا ہوتے ہی تمام آسمانی کتب کی تلاوت کر ڈالتے ہیں اور ان کی پیشانی پر آیۂ تمت کلمت ربک صدقا وعدلا لکھی ہوتی ہے سایہ اُن کا نہیں ہوتا ناف بریدہ ختنہ شدہ پیدا ہوتے ہیں اور بجائے قابلہ کے امام سابق کام کرتے ہیں دیکھو اصول کافی و تصنیفات علامہ باقر مجلسی۔

انیسواں مسئلہ

امام مہدی کے غائب ہونے کے متعلق ہے یہ عقیدہ بھی شیعوں کا اس قدر مشہور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ دینے کی بالکل ضرورت نہیں۔

بیسواں مسئلہ

اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے پاس تمام انبیا کے معجزات ہوتے ہیں عصائے موسیٰ انگشتری سلیمان اسم اعظم اور لشکر جنات وغیرہ وغیرہ اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے۔ دیکھو اصول کافی کتاب الحجۃ بکثرت احادیث ان مضامین کی ہیں حضرت علی میں علاوہ ان اوصاف کے قوت جسمانی بھی ایسی تھی کہ جبریل جیسے شدید القویٰ فرشتے کے جنگ خیبر میں پر کاٹ ڈالے۔ دیکھو حیات القلوب و حملۂ حیدری۔ بایں ہمہ ائمہ نے کبھی ان معجزات سے کام نہ لیا۔ فدک چھین گیا حضرت فاطمہ پر مار پیٹ ہوئی حمل گرا دیا گیا حضرت علی سے جبراً بیعت لی گئی۔

اس مسئلہ کو اور نیز اس کے بعد جو بیسویں مسئلہ تک ہم نہایت مفصل اپنی دوسری تصنیفات میں بیان کر چکے ہیں، کتب شیعہ کی عبارتیں بھی نقل کر چکے ہیں اس لئے یہاں طول دینا فضول معلوم

ہوتا ہے دیکھو مناظرۂ کیرباں۔

پچیسواں مسٔالہ

شیعہ اپنے خانہ ساز ائمہ کے اصحاب کی بڑی عزت کرتے ہیں ان میں باہم نزاعات ہوئے اور باوجود امام کے زندہ ہونے کے وہ نزاعات رفع نہ ہوئے ترک کلام وسلام کی نوبت آئی مگر شیعہ ان میں سے کسی کو خاطی نہیں کہتے سب کو اچھا سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں بخلاف اس کے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کی کچھ بھی عزت نہیں ان میں اگر کوئی نزاع ہوا اور وہ بھی بعد رسول کے تو کہتے ہیں ایک فریق کو برا کہنا ضروری ہے۔ اپنے ائمہ کے اصحاب کی تو یہاں تک پاس داری ہے کہ ان میں فاسق، فاجر، شرابی لوگ بھی ہیں ان کو بھی مانتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ فلاں امام کے طفیل میں ان کے یہ گناہ معاف ہوجائیں یہیں سے سمجھ لینا چاہیے کہ شیعوں کو کوئی تعلق رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے اگر کچھ بھی تعلق ہوتا تو ان کے اصحاب کی کم سے کم اتنی عزت تو کرتے جتنی اپنے ائمہ کے اصحاب کی کرتے ہیں۔

چھبیسواں مسٔالہ

شیعہ جن حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ان کے پیرو ہیں ان کے اصحاب کی یہ حالت تھی کہ ان میں نہ امانت تھی، نہ سچائی، نہ وفاداری، یہ سب صفتیں اہلسنت میں تھیں۔ اصول کافی صـ۲۳۲ میں عبداللہ بن یعفور سے روایت ہے۔

قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام	میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ میں لوگوں سے
انی اخالط الناس فیکثر عجبی من اقوام لا	ملتا ہوں تو بہت تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ لوگوں کی
یتولونکم ویتولون فلانا وفلانا لھم	ولایت کے قائل نہیں فلاں اور فلاں کو مانتے ہیں
امانۃ وصدق ووفاء واقوام یتولونکم	ان میں امانت ہے، سچائی ہے، وفا ہے اور جو لوگ
لیس لھم تلک الامانۃ ولا الوفاء ولا الصدق	آپ کو مانتے ہیں ان میں نہ امانت ہے اور نہ سچائی
قال فاستوی ابو عبد اللہ علیہ السلام	اور نہ وفا، یہ سن کر امام جعفر صادق سیدھے بیٹھ گئے

جالسا فاقبل علیّ کالغضبان ثم قال لا دین لمن دان اللہ بولایۃ امام لیس من اللہ ولا عتب علی من دان بولایۃ امام من اللہ۔

اور میری طرف غصہ سے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جس شخص نے ایسے امام کو مانا جو خدا کی طرف سے نہیں اس کا دین ہی نہیں اور جس نے امام کو مانا جو خدا کی طرف سے ہے اس پر کچھ عتاب نہیں۔

ف: جب ائمہ کے زمانے میں شیعہ سچائی اور امانت اور وفاداری سے خالی تھے تو خیال کرو کہ آج کل شیعوں کی کیا حالت ہوگی۔

ائمہ کے اصحاب ائمہ پر افترا کیا کرتے تھے اور ائمہ ان کی تکذیب کرتے تھے۔ اس مضمون کی صدہا روایتیں کتب شیعہ میں موجود ہیں نمونے کے طور پر ایک روایت سنیئے۔ رجال کشی میں ۹۸ پر ہے۔

عن زیاد بن ابی الحلال قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ان زرارۃ روی عنک فی الاستطاعۃ شیئا فقبلنا منہ وصدقناہ وقد احببت ان اعرضہ علیک فقال ھاتہ فقلت زعم انہ سالک عن قول اللہ عز وجل وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا فقلت من ملک زادا وراحلۃ فقال کل من ملک زادا وراحلۃ فھو مستطیع للحج وان لم یحج فقلت نعم فقال لیس ھکذا سالنی ولا ھکذا قلت کذب علی واللہ کذب علی واللہ کذب علی واللہ لعن اللہ زرارۃ لعن اللہ زرارۃ انما قال لی من کان لہ زاد وراحلۃ فھو مستطیع للحج قلت قد وجب علیہ قال فمستطیع ھو فقال لا حتی یؤذن لہ

زیاد بن حلال کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے علیہ السلام سے کہا کہ زرارہ نے آپ سے استطاعت کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہم نے اسکو قبول کیا اور اس کی تصدیق کی اور اب میں چاہتا ہوں کہ وہ حدیث آپ کو سناؤں امام نے کہا سناؤ میں نے کہا زرارہ کا بیان ہے کہ انھوں نے آپ سے اللہ عز وجل کے قول وللہ علی الناس حج البیت کا مطلب پوچھا آپ نے فرمایا جو شخص زادراہ اور سواری کا مالک ہو وہ حج کی استطاعت رکھتا ہے چاہے حج نہ کرے تو آپ نے کہا ہاں امام نے فرمایا نہ زرارہ نے مجھ سے اسطرح پوچھا نہ اس طرح میں نے جواب دیا وہ میرے اوپر جھوٹ جوڑتا ہے اللہ کی قسم وہ میرے اوپر جھوٹ جوڑتا ہے خدا لعنت کرے زرارہ پر اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جو شخص زادراہ اور سواری کا مالک ہے وہ مستطیع ہے میں نے کہا اس پر حج واجب ہو تو مستطیع ہے اس نے کہا نہیں یہانتک کہ اسے

قلت فاخبر زرارة بذالك قال نعم قال
فيادقدمت الكوفة فلقيت زرارة فاخبرته
بما قال ابوعبد الله عليه السلام و سكت
عن لعنه قال اما انه قد اعطاني الاستطاعة
من حيث لا يعلم و صاحبكم هذا ليس
له بصير بكلام الرجال

اجازت دی جائے میں نے کہا کیا میں زرارہ
کو اسکی خبر دوں امام نے فرمایا ہاں چنانچہ میں
کوفہ گیا اور زرارہ سے ملا امام صادق کا مقولہ
اس سے بیان کیا مگر لعنت کا مضمون نہ بیان کیا
تو زرارہ نے کہا وہ مجھے استطاعت کا فتوی دے
چکے اور ان کو خبر نہیں اور تمہارے ان امام کو لوگوں
کی بات سمجھنے کی تمیز نہیں ہے۔

(ف) یہ وہی زرارہ صاحب ہیں جن پر امام جعفر صادق نے لعنت کی اور دوسری روایت میں ہے کہ انھوں نے بھی امام جعفر صادق پر لعنت بھیجی امام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے اوپر افترا کرتا ہے زرارہ کوئی معمولی شخص نہیں ہیں مذہب شیعہ کے رکن اعظم اور راوی معتمد ہیں۔ خاص کتاب کافی کی ایک ثلث احادیث انھیں کی روایت سے ہیں۔

یہ بھی علمائے شیعہ کو اقرار ہے کہ اصحاب ائمہ نے ائمہ سے نہ اصول دین کو یقین کیساتھ حاصل کیا تھا نہ فروع دین کو ائمہ ان سے تقیہ کرتے رہے اور اپنا اصلی مذہب ان سے چھپایا کئے اس مضمون کی روایات بھی کتب شیعہ میں بہت ہیں نمونے کے طور پر دو ایک روایتیں سن لیجئے۔

علامہ شیخ مرتضی فرائد الاصول مطبوعہ ایران کے ص۹۶ میں لکھتے ہیں

ثم ان ما ذكر من تمكن اصحاب
الائمة من اخذ الاصول والفروع
بطريق اليقين دعوى ممنوعة
واضحة للمنع واقل ما يشهد عليها ما
علم بالعين والاثر من اختلاف
اصحابهم صلوات الله عليهم في
الاصول والفروع ولذا اشتكى غير
واحد من اصحاب الائمة اليهم

پھر جو یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب ائمہ نے اصول
و فروع دین کو یقین کے ساتھ حاصل کیا یہ دعوی
ناقابل تسلیم ہے اور اس کا ناقابل تسلیم ہونا
ظاہر ہے اور کم سے کم اس کی شہادت یہ ہے جو
چیز آنکھ سے دیکھی گئی اور نقل سے معلوم ہوئی کہ ائمہ
صلوات اللہ علیہم کے اصحاب اصول و فروع میں
باہم مختلف تھے اور اسی وجہ سے بہت سے اصحاب
ائمہ نے ائمہ سے شکایت کی کہ آپکے اصحاب میں اس

اختلاف اصحابه فاجاب بعضهم زرارة بانهم قد القوا الاختلاف بينهم حقناً لدمائهم كما في رواية حريز وزرارة وابي ايوب الخزاز واخرى اجاب بعض ان ذلك من جهة الكذابين كما في رواية الفيض بن المختار

قدر اختلاف کیوں ہے تو ائمہ نے کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف ہم نے خود ڈالا ہے ان لوگوں کی جان بچانے کے لئے چنانچہ حریز و زرارہ اور ابو ایوب خزاز کی روایت میں یہی منقول ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف جھوٹ بولنے والوں کے سبب سے پیدا ہو گیا ہے۔ جیسے کہ فیض بن مختار کی روایت میں منقول ہے۔

مولوی دلدار علی صاحب اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۱۱۴ میں لکھتے ہیں۔

لا نسلم انهم كانوا مكلفين بتحصيل القطع واليقين كما يظهر من تتبعه اصحاب الائمة بل انهم كانوا مامورين باخذ الاحكام من الثقاة ومن غيرهم ايضاً مع قيام قرينة تفيد الظن كما عرفت هنا آثار مختلفة كيف ولو لم يكن الامر كذلك لزم ان يكون اصحاب ابي جعفر الصادق الذين اخذ يونس كتبهم وسمع احاديثهم مثلاً هالكين مستوجبين النار وهكذا حال جميع اصحاب الائمة فانهم كانوا مختلفين في كثير من المسائل الجزئية والفروعية كما يظهر ايضاً من كتاب العدة وغيره وقد عرفته۔

ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ اصحاب ائمہ پر یقین کا حاصل کرنا ضروری تھا چنانچہ اصحاب ائمہ کی روش سے یہ بات ظاہر ہے بلکہ ان کو حکم تھا کہ احکام دین کو ثقہ غیر ثقہ سب سے لے لیں بشرطیکہ قرینہ سے گمان غالب حاصل ہو جائے جیسا کہ تم کو مختلف طریقوں سے معلوم ہو چکا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا کہ امام باقر و صادق کے اصحاب جن سے یونس نے کتابیں لیں اور ان کی احادیث سنیں ہلاک ہونے والے اور دوزخی ہوں اور یہی حال تمام اصحاب ائمہ کا ہے کیوں کہ وہ لوگ مسائل جزئیہ اور فروعیہ میں مختلف تھے جیسا کہ کتاب العدۃ وغیرہ سے ظاہر ہے اور تم اسکو معلوم کر چکے ہو۔

اب ایک روایت اس مضمون کی دیکھ لیجئے کہ ائمہ اپنے مخلص شیعوں سے بھی تقیہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ابو بصیر جیسے مسلم الکل سے بھی۔ کتاب استبصار کے باب الصلوۃ میں ہے۔

عن ابي بصير قال قلت لابي عبد الله متى اصلي ركعتي الفجر قال لي بعد طلوع الفجر

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ سنت فجر کس وقت پڑھوں تو انھوں نے کہا کہ

قلت له ان اباجعفر علیہ السلام امرنی	بعد طلوع فجر کے میں نے کہا کہ امام باقر علیہ السلام نے
ان اصلیھما قبل طلوع الفجر فقال	تو مجھے حکم دیا تھا کہ قبل طلوع فجر کے پڑھ لیا کرو تو امام
یا ابا محمد ان الشیعۃ اتوا ابی	صادق نے کہا کہ اے ابو محمد شیعہ میرے والد کے پاس ہدایت
مسترشدین فافتاھم بمر الحق واتونی	حاصل کرنے کو آتے تھے لہٰذا میرے والد نے ان کو ٹھیک صحیح
شکاکا فافتیتھم بالتقیۃ	مسئلہ بتادیا اور میرے پاس شک کرتے ہوئے آئے

لہٰذا میں نے ان کو تقیہ سے فتویٰ دیا۔

(ف) ابو بصیر کی حرکت دیکھنے کے قابل ہے جب امام باقر علیہ السلام اس کو مسئلہ بتا چکے تھے تو اب اس کو امام جعفر صادق سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے غالباً ان کا امتحان لینا منظور تھا۔
کیوں جناب حائری صاحب انھیں حالات پر اور انھیں روایات کی بنیاد پر آپ اپنے کو متبع ائمہ سمجھتے ہیں۔

ستائیسواں مسئلہ

حضرات شیعہ اولاد رسول میں گنتی کے چند اشخاص کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں باقی سیکڑوں ہزاروں اشخاص کو برا کہنا ان سے عداوت رکھنا ان پر تبرا بھیجنا ضروری جانتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم محب آل رسول ہیں شواہد اس مضمون کی کتب شیعہ میں بہت ہیں کتاب احتجاج مطبوعہ ایران میں بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ اولاد رسول میں سے جو لوگ مسئلہ امامت میں ہمارے مخالف ہیں ہم ان کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے ان سے عداوت رکھتے ہیں ان پر تبرا بھیجتے ہیں۔ اصل عبارت کتاب احتجاج کی مناظرۂ کمیریان میں منقول ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

اٹھائیسواں مسئلہ

جھوٹ بولنا جو تمام مذاہب میں بدترین گناہ ہے تمام دنیا کے عقلا نے اسکو سخت ترین عیب مانا ہے مذہب شیعہ نے اسکو اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا ہے دین کے دس حصہ تلائے ہیں انھیں نو حصے جھوٹ بولنے میں ہیں جو جھوٹ نہ بولے اس کو بے دین و بے ایمان کہتے ہیں، جھوٹ بولنا خدا کا دین بتایا گیا ہے انبیاء و ائمہ کا دین کہا گیا ہے۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۴۸۲ میں ہے

عن ابن ابی عمر الاعجمی قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السّلام یا ابا عمر ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ والتقیۃ فی کل شئ الا فی النبیذ والمسح علی الخفین۔

ابن عمر عجمی سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دین کے دس حصّوں میں سے نو حصہ تقیہ میں ہے اور جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے اور تقیہ ہر چیز میں ہے سوا نبیذ اور موزوں پر مسح کرنے کے۔

ایضاً اصول کافی ص۴۸۴ میں ہے۔

قال ابو جعفر علیہ السلام التقیۃ من دینی ودین آبائی ولا ایمان لمن لا تقیۃ لہ

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جو تقیہ نہ کرے وہ بد دین ہے۔

اگر حائری صاحب فرمائیں کہ ان احادیث میں تو تقیہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے نہ جھوٹ بولنے کی تو میں عرض کروں گا کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے ہی کے ہیں علمائے شیعہ نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے لیکن تقیہ کے معنی امام معصوم کے قول سے ثابت ہیں اس میں کوئی تاویل چل نہیں سکتی۔

اصول کافی ص۴۸۳ میں ہے۔

عن ابی بصیر قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام التقیۃ من دین اللہ قلت من دین اللہ قال ای واللہ من دین اللہ ولقد قال یوسف ایتھا العیر انکم لسارقون واللہ ما کانوا سرقوا شیئاً ولقد قال ابراھیم انی سقیم واللہ ما کان سقیما

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تقیہ اللہ کے دین میں سے ہے۔ میں نے (تعجب سے) کہا اللہ کے دین میں سے ہے۔ امام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اللہ کے دین میں سے ہے اور بہ تحقیق یوسف (پیغمبر) نے کہا تھا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو حالانکہ اللہ کی قسم انھوں نے کچھ نہ چرایا تھا اور ابراہیم (پیغمبر) نے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ وہ اللہ کی قسم بیمار نہ تھے۔

اس حدیث میں تقیہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ وہ خدا کا دین اور پیغمبروں کا شیوہ ہے اور

یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ نام جھوٹ بولنے کا ہے کیونکہ ایک شخص نے چوری نہیں کی تھی اس کو امام نے چور کہا۔ امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور ایک شخص بیمار نہ تھا اس نے اپنے کو بیمار کہا امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور اسی کو جھوٹ بھی کہتے ہیں[لہ]۔

(ف) تقیہ کی پہلی حدیث میں نبیذ پینے اور موزوں پر مسح کرنے میں تقیہ کرنے کی ممانعت ہے یہ عجیب لطیفہ ہے خدا جانے ان دونوں کاموں میں کیا بات ہے، تقیہ کر کے خدا کے ساتھ شرک کرنا اور دنیا بھر کے گناہوں کا ارتکاب جائز ہو مگر یہ دونوں کام جائز نہ ہوں عقل حیران ہے مگر استبصار کے مصنف کہتے ہیں کہ ایک دوسری روایت میں ان دونوں کاموں میں بھی تقیہ کرنے کی اجازت ہے اور ہمارا عمل اسی کے مطابق ہے اور اسی حدیث کا مطلب انھوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان دونوں کاموں میں تقیہ اس وقت جائز ہے جب جان کا یا مال کا خوف شدید ہو معمولی تکلیف کے لیے جائز نہیں۔

عبارت استبصار کی حسب ذیل ہے۔	
والثالث ان یکون اراد لا اتقی	اور تیسری بات یہ ہے کہ امام نے یہ مراد لیا
فیہ احدا اذا لم یبلغ الخوف علی	ہوگا کہ میں ان کاموں میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا
النفس والمال وان لحقہ ادنی مشقۃ	جب تک کہ جان یا مال کا خوف نہ ہو معمولی تکلیف
احتملہ وانما یجوز التقیۃ فی ذلک	کی برداشت کر لیتا ہو۔ اور ان کاموں میں تقیہ
عند الخوف الشدید علی النفس والمال۔	اسی وقت جائز ہے جبکہ خوف شدید جان یا مال کا ہو۔

استبصار کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعہ جو کہتے ہیں کہ تقیہ ہمارے یہاں خوف جان یا مال کے وقت کیا جاتا ہے بالکل غلط ہے۔ خوف جان یا مال کی قید صرف مذکورہ بالا کاموں میں ہے، ان کے سوا اور امور میں بغیر خوف جان و مال کے بھی تقیہ جائز ہے۔

[لہ] حضرت یوسف علیہ السلام پر افترا ہے انھوں نے ہرگز قافلہ والوں کو چور نہیں کہا تھا۔ قرآن شریف میں ہے واذن موذن ایتھا العیر انکم لسارقون یعنی ایک اعلان دینے والے نے یہ اعلان دیا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو اور اس اعلان دینے والے نے بھی اپنے خیال کے مطابق سچا اعلان دیا تھا۔ رہا حضرت ابراہیم کا واقعہ انھوں نے بیشک اپنے کو بیمار کہا تھا اور درحقیقت ان کو اس وقت رنج و غم کی بیماری تھی ۱۲

(ف) بعض شیعہ تقیہ کی بحث میں گھبرا کر یہ بھی کہہ بیٹھتے ہیں کہ تقیہ اہلسنت کے یہاں بھی ہے حالانکہ یہ محض فریب اور دھوکا دینے کی بات ہے۔ اہلسنت کے یہاں ہرگز تقیہ نہیں ہے امور ذیل کے سمجھنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے اوّل اہلسنت کے یہاں تقیہ کرنا کوئی ثواب کا کام نہیں کوئی ضروری کام نہیں نہ اس میں کوئی فضیلت ہے جیسے کہ شیعوں کے یہاں ہے۔ دوئم اہلسنت کے یہاں خوف شدید کے وقت میں بحالت اضطرار و اکراہ تقیہ کی اجازت ہے بالکل اسیطرح جیسے کہ بحالت اضطرار سور کا گوشت کھا لینا قرآن شریف میں جائز کیا گیا ہے اس اجازت کی بنا پر کون کہہ سکتا ہے کہ سور کا گوشت مسلمانوں کے یہاں جائز ہے۔ سوئم۔ اہل سنت کے یہاں حالت اضطرار میں بھی تقیہ جائز ہے واجب نہیں اگر کوئی شخص تقیہ نہ کرے جان دیدے تو ثواب پائے گا چہارم اہلسنت کے یہاں انبیا علیہم السلام بلکہ جمیع پیشوایان دین کیلئے تقیہ جائز نہیں صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے جن کے تقیہ کرنے سے دین و مذہب پر کوئی اثر نہ پڑے ان کھلے کھلے فرقوں کے بعد یہ کہنا کہ اہلسنت کے یہاں بھی تقیہ ہے سوا حیائی کے اور کس چیز کی دلیل ہو سکتا ہے؟

اٹھائیسواں مسئلہ

مذہب شیعہ میں اپنا دین چھپانے کی بڑی تاکید ہے اور دین کے ظاہر کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اصول کافی ص۴۸۵ میں ہے۔

عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔

سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق تم لوگ ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اسکو ذلیل کرے گا۔

فی الحقیقت شیعوں کا مذہب چھپانے ہی کے قابل ہے انھوں نے بڑی عقلمندی کی کہ زمانہ سلف میں اپنا مذہب ظاہر نہ کیا ورنہ اس کا باقی رہنا دشوار تھا۔ اب شیعوں کی کتابیں چھپ گئیں اس لئے بہت سی باتیں ان کے مذہب کی معلوم ہو گئیں لیکن علمائے شیعہ اب بھی اپنے عوام سے اپنے مذہب کے اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں۔

تیسواں مسالہ

شیعوں کے مذہب شریف میں زنا کو ایک عجیب تدبیر سے جائز کیا گیا ہے اول تو متعہ ہی کیا کم تھا اور متعہ میں بھی طرح طرح کی جدتیں مثلاً متعہ دوری وغیرہ لیکن براہِ راست زنا کو بھی جائز کر لیا گیا عورت و مرد تنہا راضی ہو جائیں کوئی گواہ بھی نہ ہو حضرات شیعہ کے مذہب میں یہ بھی نکاح ہے۔

فروع کافی جلد دوم ص ۱۹۸ میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاءت امرأۃ الی عمر فقالت انی زنیت فطہرنی فامر بہا ان ترجم فاخبر بذلک امیر المومنین صلوات اللہ فقال کیف زنیت فقالت مررت بالبادیۃ فاصابنی عطش شدید فاستقیت اعرابیا فابی ان یسقینی الا ان امکنہ من نفسی فلما اجہدنی العطش وخفت علی نفسی سقانی فامکنتہ من نفسی فقال امیر المومنین علیہ السلام ھذا تزویج ورب الکعبۃ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجئے حضرت عمر نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اسکی اطلاع امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کو کی گئی۔ تو انھوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تو نے کس طرح زنا کی تھی اس عورت نے کہا میں جنگل جا رہی تھی۔ وہاں مجھکو سخت پیاس معلوم ہوئی ایک اعرابی سے میں نے پانی مانگا اس نے مجھے پانی پلانے سے انکار کیا اگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دوں جب مجھکو پیاس نے بہت مجبور کیا اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا تو میں راضی ہو گئی اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اوپر قابو دے دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو قسم رب کعبہ کی نکاح ہے۔

دیکھیے اس روایت کے مطابق زنا کا وجود دنیا سے اٹھ گیا بازاروں میں جس زنا کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں عورت و مرد باہم راضی ہو ہی جاتے ہیں۔ یہاں اگر پانی پلایا گیا تو وہاں اس سے بڑھکر روپیہ دیا جاتا ہے گواہ کی صیغۂ نکاح کی نہ شرط یہاں ہے نہ وہاں۔ شاباش

منظور ہے کسیم سنوں کا وصال ہو
مذہب وہ چاہیے کہ زنا بھی حلال ہو

اکتیسواں مسئلہ

مذہب شیعہ میں متعہ صرف حلال بلکہ اتنی بڑی عبادت ہے کہ نماز روزہ کی بھی اس کے سامنے کچھ ہستی نہیں۔ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ متعی مرد و عورت جو حرکات کرتے ہیں ہر حرکت پر ان کو ثواب ملتا ہے۔ غسل کرتے ہیں تو غسالہ کے ہر قطرہ سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور یہ بے تعداد فرشتے قیامت تک تسبیح و تقدیس میں مشغول رہیں گے اور ان کی تمام عبادات کا ثواب متعہ کرنے والوں کو ملے گا۔ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسین کا درجہ دو مرتبہ کرنے سے امام حسن کا تین مرتبہ میں حضرت علی کا چار مرتبہ میں رسول خدا کا رتبہ ملتا ہے۔ جو متعہ نہ کرے گا وہ قیامت کے دن نکٹا اٹھے گا۔

حضرات شیعہ نے متعہ میں ایک لطیف صورت اور پیدا کی ہے اور اس کا نام متعہ دوریہ رکھا ہے جس کے ذکر سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔ باولِ ناخواستہ بقدر ضرورت ذکر کیا جاتا ہے صورت اس کی یہ ہے کہ دس بیس آدمی مل کر کسی ایک عورت سے متعہ کریں اور یکے بعد دیگرے سب اس سے ہم بستر ہوں۔ نعوذ باللہ منہ۔ اب چند روز سے شیعہ اس متعہ کا انکار کرنے لگے ہیں گراپنی کتابوں کو کیا کریں گے۔ قاضی نور اللہ شوستری سے کچھ نہ بن پڑا تو اپنی کتاب مصائب النواصب میں یہ قید لگادی کہ ہمارے یہاں متعہ دوریہ اس عورت سے جائز ہے جس کا حیض بند ہو چکا ہو۔ عبارت ان کی یہ ہے۔

واما ما نسبه الی اصحابنا
من انهم جوزوا ان یتمتع الرجال المتعددون
لیلة واحدة من امرأة سواء
کانت من ذوات الاقراء ام لا
فهما خان فی بعض قیوده و
ذلك لان الاصحاب قد خصوا

مصنف نواقض الروافض نے یہ جو ہمارے اصحاب
امامیہ کی طرف کیا ہے وہ اس بات کو جائز کہتے ہیں کہ
متعدد مرد ایک رات میں ایک عورت سے متعہ
کریں خواہ اس عورت کو حیض آتا ہو یا نہیں اس میں
ازراہِ خیانت بعض قیدیں چھوڑ دی ہیں کیونکہ ہمارے
اصحاب امامیہ نے متعہ دوریہ کو اس عورت کے

ذلك بالآكسة لا بماليعريا الآكسة	ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو نہ یہ کہ جب کے
وغیرھا من ذوات الاقراء	ساتھ چاہے کرے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔

قاضی نور اللہ شوستری صاحب نے یہ جو تاویل کی ہے اگر مان بھی لی جائے تو بھی جس قدر بے حیائی اس نقل میں ظاہر ہے۔ جس مذہب میں ایسے بیحیائی کے افعال جائز ہوں اس مذہب کے عمدہ ہونے میں کیا شک ہے۔

النجم دور جدید کے نمبر چہارم میں متعہ کی بحث لکھی جا چکی ہے جس میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ متعہ مذہب اسلام میں کبھی حلال نہ تھا۔ قرآن شریف کی متعدد آیتیں مکی بھی اور مدنی بھی حرمت متعہ کی تعلیم دیتی ہیں اس مضمون کو دیکھ کر بعض انصاف پسند شیعوں نے بھی اقرار کر لیا کہ بے شک متعہ اسلام میں کبھی حلال نہ تھا چنانچہ حکیم سید شبیر حسن صاحب مولوی فاضل کا اقرار النجم میں چھپ چکا ہے۔

بتیسواں مسئلہ

تبرا بازی کے متعلق ہے اس کے لئے کسی خاص کتاب کے حوالے کی ضرورت نہیں مذہب شیعہ کا رکن اعظم یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دی جائیں۔ اسی گالی دینے کی بدولت ذلت ہوتی ہے خون ریزی ہوتی ہے۔ دفعہ ۲۱۹ تعزیرات ہند کے ماتحت سزائیں ملتی ہیں مگر پھر بھی باز نہیں آتے۔

تینتیسواں مسئلہ

غیر مسلم عورتوں کو ننگا دیکھنا مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ فروع کافی جلد دوم صفحہ ۶۱ میں ہے۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام	امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص
قال النظر الی عورۃ من لیس بمسلم	مسلمان نہ ہو اس کی شرمگاہ کا دیکھنا ایسا
مثل نظرك الی عورۃ الحمار	ہے جیسے گدھے کی شرمگاہ کو دیکھنا۔

چوتیسواں مسئلہ

مذہب شیعہ میں ستر عورت صرف بدن کا رنگ ہے خود ائمہ معصومین اپنے عضو مخصوص پر چونا لگا کر لوگوں کے سامنے ننگے ہو جاتے تھے ۔ فروع کافی جلد دوم ص۲۱ میں ہے ۔

ان اباجعفر علیہ السلام کان یقول من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یدخل الحمام الا بمیزر قال فدخل ذات یوم الحمام فتنور فلما ان اطبقت النورۃ علی بدنہ القی المیزر فقال لہ مولی لہ بابی انت وامی انک لتوصینا بالمیزر وقد القیتہ عن نفسک فقال ماعلمت ان النورۃ قد اطبقت العورۃ۔

امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں بغیر پائجامہ کے نہ داخل ہو پھر امام ممدوح ایک دن حمام میں گئے اور چونا لگایا جب چونا لگ گیا تو پائجامہ اتار کر پھینک دیا ۔ ان کے ایک غلام نے ان سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ہمکو پائجامہ پہننے کی تاکید کرتے ہیں مگر خود آپ نے اتار ڈالا تو امام نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ چونے نے ستر کو چھپا لیا ۔

پینتیسواں مسئلہ

عورتوں کے ساتھ خلاف وضع فطرت حرکت کا جواز مذہب شیعہ میں متفق علیہ ہے ، کافی استبصار ، تہذیب سب میں اس کی روایات موجود ہیں ۔ بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ امام سے پوچھا گیا کہ آپ بھی اپنی بی بی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں ۔ امام نے اس کے جواب میں انکار کیا ہے ۔

لطف یہ ہے کہ اس مسئلہ کا جواز قرآن شریف سے ثابت کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نسائکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّٰی شئتم (ترجمہ) یہ کیا جاتا ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ ۔ حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے یوں ہونا چاہیئے کہ جس طرح چاہو آؤ کھیتی کا مضمون خود اس کو بتلا رہا ہے کیونکہ کھیتی کا مقام صرف ایک ہی ہے ۔ بعض علمائے شیعہ نے اہل سنت کی کتابوں سے بھی اس فعل قبیح کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے ۔

دیکھو قبقاب لآل الکذاب۔

چھتیسواں مسالہ

بے وضو اور بلا غسل سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ شیعوں کے یہاں درست ہے ان کی کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے لہذا طول دینے کی حاجت نہیں۔ طہارت کے مسائل مذہب شیعہ میں بہت نفیس نفیس ہیں۔ پیشاب کی بڑی قدر ہے مگر اب اس وقت طول دینے کو دل نہیں چاہتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دکھایا جائے گا۔

سینتیسواں مسالہ

مذہب شیعہ میں دغا و فریب ایسی عمدہ چیز ہے کہ ائمہ اکثر اپنے مخالفوں کی نماز جنازہ میں شرکت کرتے اور بجائے دعا کے نماز میں بددعا دیتے تھے اور اپنے متبعین کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے کہ تم بھی ایسا کرو لوگ سمجھتے تھے کہ امام نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور وہاں معاملہ برعکس ہے۔ فروع کافی جلد اول صـ۹۹ میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین بن علی صلوات اللہ علیہ یمشی فلقیہ مولی لہ فقال لہ الحسین علیہ السلام این تذھب یا فلان قال فقال لہ مولاہ افر من جنازۃ ھذا المنافق ان اصلی علیھا فقال لہ الحسین علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی فما تسمعنی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسین علیہ السلام

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ ایک شخص منافقوں میں سے مرگیا امام حسین صلوات اللہ علیہ اس کے جنازہ کے ہمراہ چلے راستہ میں غلام ان کا ان کو ملا اس سے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کہاں جاتا ہے اس نے کہا میں اس منافق کے جنازہ کے بھاگتا ہوں نہیں چاہتا کہ اس پر نماز پڑھوں حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا دیکھو میرے داہنے جانب کھڑا ہو اور جو کچھ مجھے کہتے ہوئے سنا وہی تو بھی کہنا پھر جب اس منافق کے ولی نے تکبیر کہی تو حسین علیہ السلام نے بھی تکبیر کہکر یہ دعا مانگی کر

الله اكبر اللهم العن فلاناً عبدك الف لعنة مؤتلفة غير مختلفة اللهم اخز عبدك في عبادك وبلادك واصله حر نارك واذقه اشد عذابك فانه كان يتولى اعدائك ويعادي اولياءك و يبغض اهل بيت نبيك

یا اللہ اپنے فلانے بندے پر لعنت کر ہزار لعنتیں جو ساتھ ساتھ ہوں مختلف نہ ہوں یا اللہ اپنے اس بندے کو دوسرے بندوں میں اور شہروں میں رسوا کر اور اپنی آگ کی گرمی میں اسکو ڈال اور سخت عذاب اس پر کر کیونکہ وہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔

(ف) دیکھئے یہ امام معصوم ہیں جو اس طرح لوگوں کو فریب دے رہے ہیں۔ اگر اس منافق کی نماز جنازہ جائز نہ تھی تو امام کو علاحدہ رہنا چاہیئے تھا خواہ مخواہ نماز جنازہ میں شریک ہو کر بد دعا کس قدر مذموم خصلت ہے غلام بے چارہ جا رہا تھا اس کو زبردستی امام نے شریک کر کے اپنے ساتھ فریب دہی کا مرتکب بنایا۔ کتب شیعہ میں اس قسم کے اعمال اور ائمہ سے بھی منقول ہیں۔ استغفر اللہ منہ۔

اڑتیسواں مسئلہ

مذہب شیعہ میں ائمہ کی زیارت کی بھی نماز پڑھی جاتی ہے اور اس میں ان کی قبروں کی طرف منہ کیا جاتا ہے۔ قبلہ رو ہونے کی شرط نہیں۔ یہ مسئلہ بھی ان کی کتب حدیث وفقہ میں مذکور ہے۔ اور غالباً شیعہ اس کو عیب بھی نہیں سمجھتے کیونکہ کعبہ مکرمہ سے ان کو چنداں تعلق نہیں۔ دین اسلام کی تمام چیزوں سے ان کی بے تعلقی ظاہر ہے۔ صرف زبان سے تعلق کا اظہار محض اس لئے کرتے ہیں کہ ناواقف لوگ ان کو اسلامی فرقوں میں شمار کریں اور مسلمانوں کے بہکانے کا موقع ملے۔

انتالیسواں مسئلہ

مذہب شیعہ میں نجاست میں پڑی ہوئی روٹی کی اس درجہ قدر ہے کہ اس کو ائمہ معصومین کی غذا

بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس روٹی کو کھائے گا وہ جنتی ہو جائے گا۔ من لا یحضرہ الفقیہ باب المکان للحدث میں ہے۔

دخل ابوجعفر الباقر الخلا فوجد لقمۃ خبز فی القذر فاخذھا وغسلھا ودفعھا الی مملوک معہ وقال یکون معک لاکلھا اذا خرجت فلما خرج قال للمملوک این اللقمۃ قال اکلتھا یا ابن رسول اللہ فقال انھا ما استقرت فی جوف احد الا وجبت لہ الجنۃ فاذھب فانت حر فانی اکرہ ان استخدم من اھل الجنۃ۔

امام باقر علیہ السلام ایک روز پاخانہ گئے تو انھوں نے ایک لقمہ نجاست میں گرا ہوا پایا پس اس کو اٹھا لیا اور دھویا اور ایک غلام کو جو ان کے ہمراہ تھا دیا اور فرمایا کہ اس کو اپنے پاس رکھ کر جب میں نکلوں گا تو اس کو کھاؤں گا۔ چنانچہ جب نکلے تو اس غلام سے پوچھا کہ وہ لقمہ کہاں ہے غلام نے کہا اے فرزند رسول اللہ میں نے اس کو کھا لیا۔ امام نے فرمایا وہ لقمہ جس کے پیٹ میں جائے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی تو جا تو آزاد ہے کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی جنتی سے خدمت لوں۔

چالیسواں مسئلہ

شیعوں نے جو حدیثیں ائمہ کی طرف منسوب کر کے روایت کی ہیں ان میں اس قدر اختلاف ہے کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں اماموں کے مختلف اقوال نہ ہوں اس اختلاف نے مجتہدین شیعہ کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ بیچارے اکثر تو یہ کرتے ہیں کہ مختلف حدیثوں میں ایک کو امام کا اصلی مذہب کہہ دیتے ہیں اور دوسری حدیثوں کو تقیہ کہکر اڑا دیتے ہیں مگر کہیں یہ بات بھی نہیں بنتی اس وقت سخت حیران ہوتے ہیں۔ مولوی دلدار علی صاحب نے اساس الاصول میں مجبور ہو کر یہ بھی لکھدیا کہ اگر ہمارے اختلاف کو دیکھو تو حنفی شافعی کے اختلاف سے بدرجہا زائد ہے۔ مولوی دلدار علی نے یہاں تک اقرار کر لیا کہ ہمارے ائمہ کا اختلاف عقدۂ لاینحل ہے اور ہر جگہ اس بات کا معلوم کر لینا کہ یہ اختلاف کیوں ہے انسانی طاقت سے باہر ہے۔ بہت سے شیعہ اس اختلاف کو دیکھکر مذہب شیعہ سے پھر گئے۔

اساس الاصول ملا میں ہے۔

الاحادیث الماثورة عن الائمة مختلفة جدا لایکاد یوجد حدیث الا وفی مقابلته ماینافیه ولا یتفق خبر الا وبازائه مایضاده حتی صار ذلک سببا لرجوع بعض الناقصین عن اعتقاد الحق کما صرح به شیخ الطائفة فی اوائل التهذیب و الاستبصار ومناشئ هذه الاختلافات کثیرة جدا من التقیة والوضع السامع والنسخ والتخصیص والتقیید وغیر هذه المذکورات من الامور الکثیرة کما وقع التصریح علی اکثرها فی الاخبار الماثورة عنهم امتیازنا المنافی بعضها عن بعض فی باب کل حدیثین مختلفین بحیث یحصل العلم والیقین بتعیین المنشأ عسیر جدا وفوق الطاقة کما لا یخفی۔

جو حدیثیں ائمہ سے منقول ہیں ان میں بہت اختلاف ہے کوئی حدیث ایسی نہیں مل سکتی جسکے مقابلہ میں دوسری حدیث نہ ہو اور کوئی خبر ایسی نہیں ہے جس کے مقابلہ میں دوسری ضد موجود نہ ہو یہاں تک کہ اس اختلاف کے سبب سے بعض ناقص لوگ اعتقاد حق (یعنی مذہب شیعہ) سے پھر گئے جیسا کہ شیخ الطائفہ نے تہذیب و استبصار کے شروع میں اسکی تصریح کی ہے اور اس اختلاف کے اسباب بہت ہیں مثلاً تقیہ اور جعلی حدیثوں کا بنایا جانا اور سننے والے سے اشتباہ کا ہوجانا اور منسوخ ہوجانا یا خاص اور مقید کا ہوجانا۔ اور علاوہ ان مذکورہ باتوں کے بہت سی باتیں ہیں چنانچہ اکثر باتوں کی تصریح ان روایات میں ہے جو ائمہ سے منقول ہیں اور ہر دو مختلف حدیثوں میں یہ پتہ لگانا کہ کس سبب سے اختلاف ہوا اس طور پر کہ تعیین سبب کا علم و یقین ہوجائے نہایت دشوار بلکہ طاقت انسانی سے بالاتر ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

جناب حائری صاحب؟ اپنی احادیث کے اس عظیم و شدید اختلافات کو دیکھیے اور اسی پر غور کیجیے کہ ان مختلف حدیثوں میں آپ کے اسلاف نے جس کو چاہا امام کا اصلی مذہب کہدیا جس کو چاہا تقیہ وغیرہ کہکر اڑا دیا کیونکہ بقول مولوی دلدار علی صاحب کے ہر جگہ سبب اختلاف کا معلوم کرنا طاقت انسانی سے بالاتر ہے کہا باوجود اس کے بھی آپ اپنے کو پیرو ائمہ کہہ سکتے ہیں۔ شرم شرم شرم۔

جن مسائل کا ذکر تنبیہ الحائرین کے دیباچہ میں تھا ان کا بیان ختم ہوچکا اور کتب شیعہ کا حوالہ بقدر ضرورت دیا جاچکا اب چند امور جن کا وعدہ اسی تکملہ پر موقوف تھا ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

حضرت عثمان پر قرآن شریف جلانے کا اتہام

یہ ایک پرانا فرسودہ طعن ہے جس کا معقول جواب اہلسنّت کی طرف سے بارہا دیا گیا اور اس جواب کا کوئی رد حضرات شیعہ کی طرف سے نہیں ہوسکا مگر مقتضائے حیا حضرات شیعہ اس جواب سے آنکھ بند کرکے پھر جہاں موقع پاتے ہیں اس طعن کو ذکر کردیتے ہیں۔ حائری صاحب نے بھی جاہلوں اور بیوقوفوں کو دھوکا دینے کے لئے اس طعن کو بیان کیا ہے اور چھ سات کتابوں کے نام بھی لکھ دیے ہیں کہ ان میں یہ طعن مذکور ہے اور لکھا ہے کہ ان کتابوں کی عبارتیں[1] رسالہ موعظہ حسنہ میں نقل کرچکا ہوں۔ حائری صاحب تفسیر اتقان دیکھیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے اپنے اپنے مصحف میں اپنی یادداشت کے لئے تفسیری الفاظ اور منسوخ التلاوۃ آیتیں قرآن شریف کی آیتوں کے ساتھ ملاکر لکھ لی تھیں اس وقت تو ان لوگوں کو کسی قسم کے اشتباہ کا اندیشہ نہ تھا لیکن اگر وہ مصاحف رہ جاتے تو آئندہ نسلوں کو بہت اشتباہ ہوتا یہ پتہ نہ چلتا کہ لفظ قرآنی کون ہے اور تفسیری لفظ کون ہے منسوخ التلاوۃ وہ کون کون آیات ہیں، اور غیر منسوخ کون کون **لہٰذا** حضرت عثمان نے بمشورۂ جمہور صحابہ ان مصاحف کو معدوم کردیا اور ان کے معدوم کرنے کی سب سے بہتر صورت یہی تھی کہ ان کو جلا دیا جائے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت علی مرتضٰے سے مروی ہے کہ۔

لاتقولوا فی عثمان الاخیرا فانہ ما فعل فی المصاحف الا عن	حضرت عثمان کے حق میں سوا کلمہ خیر کے کچھ نہ کہو کیونکہ انھوں نے مصاحف کے بارے

[1] رسالہ موعظہ حسنہ میں جو عبارتیں نقل کی ہیں ان میں ایک عبارت تحفہ ندریہ کی ہے وھو ھذا "آں مصاحف محرفہ را کہ مردم بنظم تفسیر آں را حرف ساختہ بودند بہاں مصاحف مایہ اختلاف (عبداللہ اصفہانی) بود از مردم گرفتہ و بہ تفحص بسیار یکے از انہا نزد مردم نگذاشتہ وہمہ را بسوخت" اس عبارت کو دیکھ کر خواجہ حافظ کا شعر یاد آگیا ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد جس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ حضرت عثمان نے قرآن نہیں جلایا بلکہ تفسیری حرف جلائے گئے!!

ملا ئسنا — میں جو کچھ کیا وہ ہم سب کے مشورے سے کیا

پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ جب تفسیری الفاظ بھی قرآن کے ساتھ مخلوط تھے تو آیا اس مجموعہ کو قرآن کہا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اگر حائری صاحب کسی روایت سے یہ ثابت کر دیں کہ حضرت عثمان نے جن مصاحف کو جلوایا تھا ان میں خالص قرآن تھا اور منسوخ التلاوۃ آیتیں اس میں نہ تھیں تو جو انعام وہ اپنے منہ سے مانگیں ان کو دیا جائے گا۔

جناب حائری صاحب کو خبر نہیں کہ احراق قرآن کے طعن کا ایسا نفیس جواب اہلسنت نے دیا ہے کہ علمائے شیعہ کو مجبور ہو کر اس کی تعریف کرنی پڑی۔ علامہ ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغۃ میں مطاعن حضرت عثمان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

وقد اجاب الناصرون لعثمان عن هذه الاحداث باجوبة مستحسنة وهم مذكورة فی المطولات	حضرت عثمان کے طرفداروں نے ان اعتراضات کے عمدہ عمدہ جوابات دیے ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔

حضرت عثمان نے ان مصاحف کو معدوم کر کے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا ورنہ آج قرآن شریف کی حالت بھی توریت انجیل کی سی ہوتی مگر جن کو قرآن شریف سے تعلق نہیں وہ اس احسان کی کیا قدر کر سکتے ہیں۔

مصحف فاطمہ و کتاب علی وغیرہ

جناب حائری صاحب نے اپنے رسالہ کے آخر میں ایک دعوٰی یہ بھی دیا ہے کہ مصحف علی و مصحف فاطمہ کو ایک چیز ظاہر کیا ہے اور پھر یہ بھی لکھا کہ مصحف علی کوئی اور چیز نہیں اسی قرآن کا نام ہے۔

حائری صاحب کو معلوم رہے کہ ناواقفوں کو تو جس طرف چاہے دھوکا دے کر ثواب حاصل کر لیجئے مگر جن لوگوں نے آپ کی کتابیں دیکھی ہیں وہ آپ کی جرأت پر آفریں کہتے ہیں

حضرت، مصحف علی اور چیز ہے اور کتاب علی اور چیز ہے چونکہ ان امور کو نہایت تفصیل

کے ساتھ النجم میں لکھ چکا ہوں اس لئے یہاں مختصراً لکھتا ہوں۔ حضرات شیعہ نے قرآن سے منحرف کرنے کے لئے دینی مسائل کے کئی ایک فرضی ماخذ بنائے اور ائمہ سے ان کی روایتیں نقل کیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

مصحف فاطمہ جس کی بابت امام صادق کا قول ہے کہ تمہارے قرآن سے تگنا ہے اور واللہ اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف نہیں ہے (اصول کافی ص۱۴۶) دوسرے جفر جس کی بابت امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ وہ ایک چمڑے کا تھیلا ہے جس میں تمام انبیا اور اوصیا اور علمائے بنی اسرائیل کے علم بھرے ہوئے ہیں (اصول کافی ص۱۴۶) دوسرے کتاب علی جس کی بابت زرارہ صاحب کا بیان ہے کہ مجھے امام جعفر صادق نے وہ کتاب دکھائی اونٹ کی ران کی برابر موٹی تھی اور اس میں تمام مسلمانوں کے مسائل لکھے ہوئے تھے (فروع کافی جلد سوم ص۵۲) چوتھے مصحف علی جس کی بابت ہم تنبیہ الحائرین میں کتب شیعہ کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں۔ وہ ہمارے قرآن سے بالکل مختلف تھا۔ کمی بیشی تغیر و تبدل غرض ہر لحاظ سے اس میں اور ہمارے قرآن میں بڑا فرق تھا۔ حائری صاحب کا کتاب القوانین الاصول سے یہ نقل کرنا کہ صرف احادیث قدسیہ کا اختلاف تھا قابل اعتبار نہیں کیونکہ قوانین الاصول میں صدوق کا قول ہے اور صدوق منجملہ ان چار اشخاص کے ہے جو تحریف قرآن کے منکر ہیں اور اس کے لئے اپنی روایات کے خلاف باتیں بناتے ہیں جیسا کہ تنبیہ الحائرین میں لکھا جا چکا۔

هٰذا آخر الکلام بالاختصار الاتمام والحمد للہ تعالیٰ